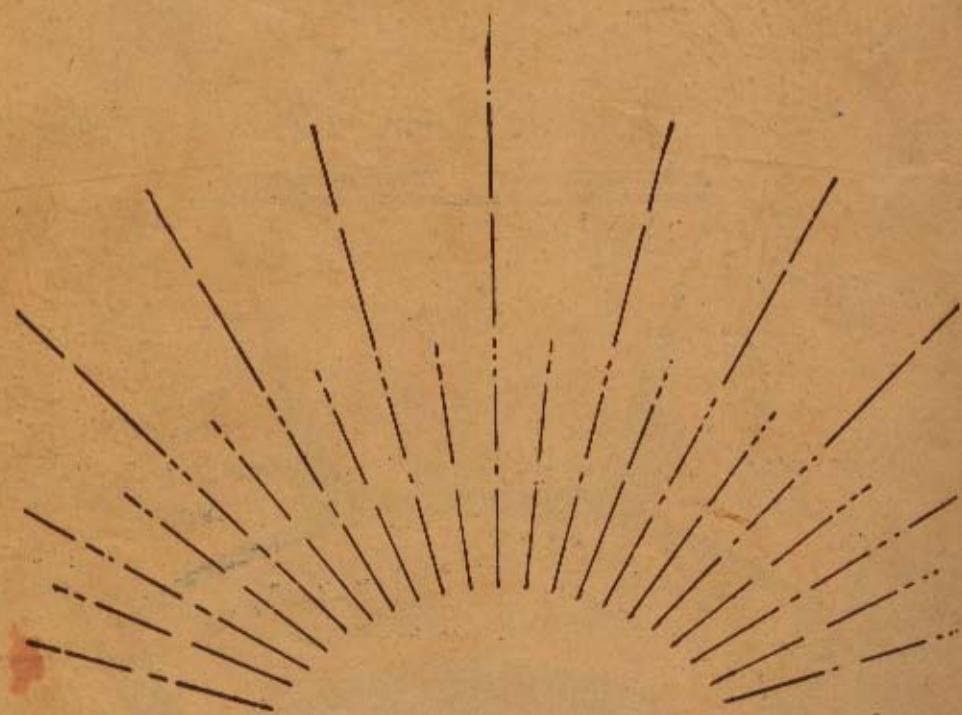


مـاہنـامـه بـلـى دـيـونـدـه



مرتـبـه: عـاـمـرـعـمـانـي وـزـيرـفـضـلـعـمـانـي (ـفـضـلـيـنـ دـيـونـدـه)

رُوغن کے اکسیہ دماغ

یہیں ایک مستند طبی نسخے کے ذریعے دوا سازی کے ترقی یافتہ اصولوں کے طابق نہایت مفید اجزاء سے تیار کیا گیا ہے جو صحت بخش غذاؤں کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے جو دماغی امراض عام طور پر پائے جاتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ باولوں کو مضبوط کرتا اور سیاہی کو قائم رکھتا ہے توڑے اور بے خوابی کا دشمن، میٹھی نیند لاتا ہے۔ باولوں کا جھٹڑ ناروک کر ان کی پیداوار بڑھاتا ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ دیر تک رکھنے سے خراب نہیں ہوتا۔ تجربہ کرنے پر انشاء اللہ آپ ہماری صداقت کو سیم کریں گے۔ مزید اطمینان کیلئے مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا فارسی محمد طیب صاحب
متبرم والعلوم دیوبند

تین کی ماش سے چند ساعت پیسیہ دے کافی
پر بکاہ جمانا دشوار تھا اور ماش کی چند ساعت
بعد صحت برکت نظر آیا، دماغی کام کرنے والوں کے
لئے یہیں اسی سیمہ، مام مردہ مدنقوی لاغتیلوں سے
بیت زیادہ بہتر اور سودمند ہو گا۔

ارشا و گرامی

جس حضور امداد کی رونگٹے دماغ سے
لکھاں لہبہ سے استعمال ہیں اس سے

یہیں نے اس رونگٹے کی دماغ کا استعمال کیا تو مجھے اسی
قسم کے زکام کی کوئی نکالت پیش نہیں ہوئی۔ اور صفا
آنکی بیش بلکہ اس نے عسوس کیا کریمہ و ملاغیں تو
مازی گی کساتھ وقت طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

حنا خاتم مولانا سید محمد صاحب
ابوالآبادی ایم۔ اے پرپل رہ عالیہ
اکملت

اس نے اس رونگٹے کی دماغ سے
توکوں نہیں والے خطوں کا بستے معاملہ کریں

طبی خا ذق نصرت
خحفوظ علی صاحب مدظلہ
روغن اکسیر دماغ استعمال
میں آیا۔ اصول بھی کچھ
نظر بینا یا کیا ہے اور اس کے
اجرا بہت معمدیں۔

مجھا ہم ملت
حضرت مولانا الحاج
محمد حفظ الرحمن صاحب
مدخلۃ العالی

"رونگٹے دماغ" بلاشبہ
دماغی قوت و فرحت کے
لئے اکسیر ہے۔
لکھنؤ

بلال فارسی

دیوبند ضلع سہارنہو

نیچ پری کی حسین و حبیل مکتبہ موقا

(جن میں نہیں دیتے گے ہیں ان کے آڑوں صرف نہیں کا حوالہ کافی ہو گا)

حامل بلا ترجمہ راجا بے سفری ایڈیشن
[چالی پانچ تحقیر ساز اور
خصوصیات کی اہمیت سے لاحاظہ اس بیان ہے جو موسم از ہوشیکے باوجود درجہ
جلی اور اخواب یعنی شکفتہ ہیں کہ گاہہ زمانہ و نہیں پوتا۔ جلد یہ ہیا اُس
کلاخو۔ بدی آئندہ ہے۔]

حامل بلا ترجمہ صیبی [آسانی سے اور پرکی جیبیں آجا نہیں۔
اور صاف لکھائی۔ ہر طرح قابلی احتساب
جدبہت خوبصورت اور مضبوط۔ حدود یہ تین ٹھیں۔

مجموعہ و ظالائف ترجمہ [اس میں سورۃ الکس کے
الرحن، داعد، ملک، مزل۔۔۔]

فہرست اخلاص۔ خلق۔ الناس۔ کھجف۔ دعائے گنج العرش، درود و اکبر
دو تاریخ۔ درود بکھی اور بہونہ ملیں یا قای اور درود فوجیہ کیم۔ جلد پاکہ دیوبندیہ جامائی
پنج سورۃ ترجمہ [اسکے لئے رکھا گئے۔ پھر ان پنج کا اور پندرہ۔ جلد پاکہ۔

مجموعہ و ظالائف غیر ترجمہ [یہی اور وہ ابتغیر ترجمہ کے
مناجات مقبول۔۔۔ بوری طباعت بلکہ کی۔ بدی چار بیوی۔۔۔

حامل مستترجم الف [صفویہ لمسا لی دل اونچ۔ بولا نی پانچ
لیخ۔ دکویا ناول سائز سے قبھے
ثیہ] ترجمہ۔۔۔ شاہ عبدالفتاح دہقان اللہ علیہ۔ مقامت ۱۳۲
مشہ۔ کافذ بہت زیارتی سفید۔ پچھائی درویجی مکی، جلد سدہ
آئیں کلاخو۔ نہایت دلکش ریدہ زریب۔ دیکھنے کے قابض چیز ہے
بدی سولہ روپے

حامل مستترجم ۲ [طول ۱۵۔ ہر فرض۔۔۔ پانچ
بیس عقطان۔ درجہ فتح الحمد۔ خوبیت
دورگی چھپائی۔ کافذ سفید۔ جلد آئندہ روپے۔

حامل مستترجم ۱۶ [ترجمہ۔۔۔ حضرت مولانا شاہ ربانی الدین
فہرست دیلوی۔۔۔ تفسیر و فتح القرآن
ناول سائز سے نظریہ محنت دھپاہت۔۔۔ زمین سبز۔ کافذ اعلیٰ دلائی
آرٹ۔۔۔ جلد پانچ ترجمہ۔۔۔ حدود پادھ روپے۔۔۔

حامل غیر مترجم ۲ [ناول سائز سے کچھ جو ناول
کھانی چھپائی بہت نہیں بیش۔۔۔ کافذ دلائی جگہ
صدیہ جلد چالہ پے آئندہ

یاد رہے کہ تلخ کامال ہر وقت نہیں ملتا۔ اپنے آڑو کو بھر پر نہ مانیے

مکتبہ شبکی دیوبند ضلع سہارپور (یو۔ پی)

قرآن تاج ترجمہ۔۔۔ ترجمہ و تفسیر و فتح القرآن۔۔۔ برلنی پر خشمہ میں۔ دورگی چھپائی۔۔۔ نہیں کافذ۔۔۔ جلد ہیں شعبے

محمد بن عبد الوهاب

از مولانا مسعود عالم ندوی

بادویں صدی ہجری کے مشہور صحیح اسلام محمد بن عبد الوهاب بی بحدی کی سیرت اور دعوت پڑھی، تحقیق تصنیف جسیں مشرق و مغرب کے متعدد مباحثہ پوری طرح لکھاں کنٹھائیں اور قاطع بیانوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

زصرف کتابوں کے خواستہ ہمہ رشتہ ہیں بلکہ ان کتابوں کی طبقانیہ لہر لشناں اور مقام کو بھی تفصیل بیان کیا گی ہے، کتاب کی تقاہت و اہمیت کیلئے فاضل محتف کلام ہی کافی ہے۔ قیمت دو روپے اہم ہے۔

مولانا اسماعیل شریعتی کی دو شہرہ آفاق اور حکم اللہ کتابیں صراط مصطفیٰ میتم (اردو)

جو حصہ سے نیا بخی اور باب روشن کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ بد عات کا رد اور بطال تلف دین کی تحقیق۔ قیمت مجلد تین روپے (جلد اولیٰ چار روپے)۔

تفویتیۃ الایمان (اردو) تهم مغلق رسائل کی تاخذی تازہ ایڈیشن، تاییدیاں اور تردید باطل کی ایک بیلی روشن۔ جتنے ایں بہت اور اب اپ باتیں پلیں پاری۔ قیمت چار روپے صدر (جلد پا پھر پہنچے)۔

دنیا سے اسلام کے لا جواب اہل سلام امیر علی کی بیانات کی
شہرہ آفاق تصنیف اردو باسیں ہیں۔ مجلد ۱۰۔

اسحاب زوالِ امّت

حکیم حومہ امّت مولانا اشرف علی کی چند کتابیں

حکیم امّت مولانا اشرف علیؒ نے اس کتابیں اُسی احمد بن چیزیں شامل کی ہیں جن کو اختیار کیا کے مطابق حیات المسلمين (اردو) کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی پڑھاتی ہے۔ جو تم اصول و مفہوم اور اعمال و حدادات مختلف ذمہ بکاریوں پر بحث ہوئے ہیں ان کو بھی کر کے ہر شخص کے پیغمبل عقائد اور گیلیں جو اس کی شکل راہ اسان کر دیں۔ جلدی خوبصورت دوست کو رقمیت ہے۔

اصلاح المرسوم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار رسائل اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں کہ جوئی الحقیقت غیر اسلامی ہیں یعنی اہم لا طلبی کے سبب ان کی عادی سے دافتہ نہیں۔ ایسے کم درواج کی اصلاح کے لیے حضرت حکیم امّت کی تصنیف بیش بہادر قدر ہے زبان عامہ میں ملی۔ آخریں رسول صلی اللہ علیہ وسلم معاشرات "بھی شامل ہے۔ کتاب بلند ہے۔ خوبصورت رنگیں دوست کو رقمیت م۔

تسلیم الدین (اردو) از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ بہت اسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دلیلیں جو ایسا شرک دیدعت کی تھیں۔ تصور کے نکات پر معلومات الگینجی دوست۔ تصور شعبہ معاشر اور دیگر اہم مباحثت۔ خوبصورت دوست کو۔ نئے جلد۔ قیمت چھر۔

قرآن سیپاہی اور قادرون کیلئے تاجی حضرت ولی خدا تعالیٰ کریں

حدیث کی چند نسبہ و کتب کا ازدواج تجویز

بخاری شریف (اردو) مکمل [چنانچہ ہمیں علم ہے اسچ کتاب بعد کتاب اللہ (قرآن کے بعد سعیہ زیادتی کتاب) بھی بھاری شریف کا اتنا مکمل اور تو جو اچھی شاخی نہیں ہوا، یہ پلی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو اسی المطابع کو رایج نہ کی ہے۔ امام بخاری کی جمع کرد ۲۰۵۰ حدیثوں کا سلسلہ اور قابلِ اعتماد تو جو پاکیزہ طاقت دکتارت سے اپنے سفید کا فذر اپنے مکتبہ جعلی درستہ حاصل کر سکتے ہیں، یہ تین حصوں پر مشتمل ہے جن کی بھوئی ثقیلت صرف ہمیں بلکہ ہر جو معمولی دشمن جلد سماں میں رکھے۔ فائدہ پختہ در تین جلدیں رکھے۔ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں نی حصہ تو دوپتی قیمت ہوگی۔ (مسند پیر حبیب الدین رضی)

موطا امام مالک شریف (عربی متح اردو) [موطا امام مالک "اصح احادیث نبوی کا وہ میش بہا خیسہ ہے جس کو سالہاں مالک نے ہر کسوٹی پر پر کر کر اپنی جمع کردہ احادیث سے اختاب فرمائے مسلمان طام کیلئے مرجوب کیا کرتا ہے۔ اصل مفسری یا اعراب اور اس کے مقابل اور تو جسم اوصاف اور حجۃ الراءں عرض فروی فوائد اس محدث کی کیاسات شرع ہوئی ہے کہ اچھی اس کی کوت ہوت طباعت کا ایسا حق ادا کرنا چاہا، صفات مذکورے کا فذ سفید، پھر طالبہ باور ہے۔ جلوہ معمولی تیرہ روپے (مسند پختہ چودھڑ روپے)۔

مشکوہ شریف (اردو) [چھ بڑے اسے زائد احادیث نبوی کا میش بہا ذخیرہ۔ لمحیٰ حدیث کی چیزوں، بخاری، مسلم، ترسیی ایور او، ردن، معاویہ، نسائی، مسند امام احمد، منہ امام مالک، امام اشافی و سیقی اور ادی کاظم، اس کتاب میں مشکوہ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجیح ضروری تشرییفات کیا گیا ہے، ادعا شیر پر بھی عنوانات قائم کر دیتے گئے ہیں۔ درجہ اول میں کل ان کا فذ سفید، کامل پھر بلا جلد سوچ رکھے۔ اور جلد معمولی اضافہ رکھے (جلد اصلی میں تین روپے)۔

ترمذی شریف (اردو) [بخاری و موطا امام مالک کے بعد اس صحاح ستر کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا بھی اور تو جسے چھپ کر تیار ہو گیا ہے، سفید محدث کافد، نقیص طباعت دکتارت، حصہ اول فائدہ پختہ، حصہ دو جلد دشمن روپے، روپتھے ایک سی بھی وقت طلب کریں تو ایسیں روپے۔

بلوغ المرام [علاقہ مسافراں میں جو ہر کشور آفاق تغییف ہے، جس کی اصل اور اور تو جو ایک صاحب شاخی کیا گیا ہو، انہیں کا اپنی قلمیں کیا رہ جو ہے، باخبر حضرات سے پوچھ دشیو نہیں، آپ کی تغییف بخاری، آپ کی ترمذی، مسلم، ترسیی ایور ادا و دالہ جو مستند کتب احادیث سے مخفف کیے ہوئے دنیٰ احکام کا مکمل سرستہ ہے، جو کوئے میں دریا کے مراد ہے، کم تعلیم یا فتنہ اور زیادہ پرستی کے دلنوں اس کتاب سے برا بر قائدہ انعام کئے ہیں (قیمت جلد اٹھوڑ روپے)۔

هر قسم کی کتابیں پتہ ذیل کی طبقہ میں

مکتبہ سحالی دیوبند ضلع سہارنپور (بیو. پی)

لُقْبَيْنِ كَشْ (دارالدعا)

کون با خبر مسلمان ہے جس نے اس شہر آفاقی تصنیف کا نام دستا ہوگا۔ مژده ہو کے کارخانہ "اسح المطابع" نے اس علمی تفسیر کا ملیٹس اور توڑجہ معایت حسن و خوبی کی ساتھ شائع کر دیا ہے۔ پانچ جلدیں میں مکمل۔ قیمت جلد پنجم روپی (در جلد علیحدہ علیحدہ مکمل بمعقولی) (جلد طلب فرمائیں)

امام اعظم ابوحنینیہ کی مفضل سول کی حیات

سیحرۃ النعمان

از علامہ مشیلی قمی۔ مدداؤں کی اکثرت (۱۳) اوصیفی کی پڑھئے
لکھ کم لگ، ہیں ہودین کے اس طبل جمل کی سول کی حیات
دقیق کی گئی ہے اور دکھلیا گیا ہے
واقع ہوں۔ بیرونہ النعمان اسی کی کوپر اکر تی پڑھیں اسکی
کریور پ کے مفضل حلات اذکار ان افراد و اتفاقیں کوئی
زندگی کے مفضل حلات اذکار ان افراد و اتفاقیں کوئی
ناہی۔ اسلام ہزار رس پڑھیں اس کو
مکمل کر چکھے۔

لُقْبَيْنِ کَشْ (دارالدعا)

ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے
جنہاں میں سترہ پڑھے۔ دو مبارکہ پڑھے
آشیت۔ سو مبارکہ پڑھے اور اسے زیجاہم شعلہ
لے پڑھے۔ بھیج بارہ پڑھے۔ ہر جلد مکمل ہوگی۔

علم الحدیث

جزریں خصوصی علم حدیث کی انتہائی
دقیقی کی گئی ہے اور دکھلیا گیا ہے
کوئی ہوں۔ بیرونہ النعمان اسی کی کوپر اکر تی پڑھیں اسکی
زندگی کے مفضل حلات اذکار ان افراد و اتفاقیں کوئی
ناہی۔ اسلام ہزار رس پڑھیں اس کو
مکمل کر چکھے۔

پہنچ کی ہلکی جلد قیمت ۷۰ روپیہ۔

البیان فی علوم القرآن

مشہور تفسیر حنفی کے مصنف مولانا عبد الرحمن وحدت (رحمی) کی تخلیق شان
کتاب دہی ہے جسکی توصیف ہیں ملامہ اورشاہ معاصر ہیجے ملار
نے پڑھا لکھتے ہے کہ اسکی تفسیر اگرچہ مکمل ہے واقع ہیں مکمل اس
صفات۔ ستائیں لگکر۔ جھٹا اسڑا۔ قبر جنت۔ دوزخ نہوت۔ لاخ د
شمعی۔ استعارہ و کناہ در اختلاف قرأت کی بیش۔ صفات محدث
کاغذ۔ کھنکھانی چیخانی میواری۔ قیمت پنچ روپیہ (پنچ روپیہ سول روپیہ)

شیخ الاسلام امام غزالی کی شہر آفاقی تصنیف کیمیا نے سعادت کا اردو ترجمہ

اکسپر ہدایت

اپنے ہم سے طلب فرمائے ہیں۔ اپ کا دری مطالعہ یعنی آشیت
رسہ کا اگرا اپ اس معرفہ کا ادا کتاب کو ملاحظہ نہیں فرمائیں گے
کہ بہت دلخواہ سب معیاری۔ قیمت مکمل پندرہ روپیہ۔
(غیر مقدمہ سال سے پارہ رہے) (غیر مقدمہ سال سے پارہ رہے)

مکتبہ الحدیث

اور وہ عربی لغت کی ایک خلائق اشان

کتاب بچا سہراستے زائد عربی

العاقلانگی اردو تشریف کے۔ فلیم اشان عربی اور لغت پری جھوپیں

کے لیے اٹلے سے بیٹھاں ہے، جہاں عربی سے اردو میں لغات کے

تسبیحے اور تشریف کا تعلق ہے، اب تک اس درجہ کی کوئی دیکھنی وجہ

میں نہیں آئی، حالہاں سال کی عرقی ریزی اور کوششوں کے بعد

یہی تعلیع کے ایک بڑا اسے ایڈ مخفات پر شش ملکیم القدر لغت

اصحابِ ذوق کی خدمت میں بیش کیا جا رہا ہے۔

المخدد عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سے

زیادہ حاصل اور پذیر کیجیے جاتی ہے مصباح اللغات میں مصرف

اس کتاب کا مکار شد کریا جاتا ہے، بلکہ اس کی ترتیب میں حصہ لی

لغت کی بہت سی دوسری بلند پائی اور فقریم کتابوں سے احتدہ

استثنائی تھام صلاحیتوں کو کام میں لا کر عدلی گئی ہو، جیسے قاموس

تاج العروس، اقرب الوارد، جہرۃ اللعنة، تہایہ ابن اشیر، معجم البهار

مفردات امام راغب، کتاب المقال، مثنی الارباب، صراحت رضیرہ،

مصطفیٰ اللغات طبیاء طبیاء عربی سے دیپوری رکھنے والے انگریزی

والی، اور دخان سمپلیٹ یوندیہ سے، جلد خوبصورت اور ضبط

چ گرد پوش، تیمت سولہ روپے

محنتفہ۔ مولا باشیل علی الرحمۃ۔

حضرت عمر بن حوقل کی سیرت، حالات اور

کارنا مونپر خشنل یہ کتاب اپنی علمی پہنچی مشہور و مقبول ہوئی تعلیم سے

نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اول تعلیم اور بطل جیں کی زندگی

اور دوسرے خلافت کی تفصیل اتفاقی سے زیادہ کسی اور کتاب میں

نہیں ہی، مصرف اپ کی سیرت اور اخلاقی و فضائل کا بیان ہر یک کتاب

اپ کے جملگاٹے ہوئے مہم خلافت کے حیرت انگیز واقعات، اپ کے

علمی فناوی اور مدنی کارنا میں اور جگہی معروکوں کی صحیح تفسیں شامل

کئی ہیں، بعض نقشے میں شاید کسی سبب سے اسلامی تاریخ کے سبب

ذریں دو کی معتبر تاریخ جاننے کیلئے اتفاقی ایسی ترمیم کی واحد تصفیہ

ہے تاریخ ایڈشن، بلکہ میچ ڈیکلور، تیمت چھوڑ دیے۔

مکتبہ جعلی

دیوبند ضلع سہارنپور (بی۔ پی)

ترجمہ۔ خلائق شہیر مولانا جمیل الدین شیخ المحدثین اللہ علیہ التفضل۔ تفسیر۔ ملا مولانا حمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
اس ترجمہ کی عصوبیت یہ ہے کہ باعوارہ بھی ہے اور لفظی و توجہ کا مناسب بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔۔۔
تفسیر مولانا شہیر احمد نے اپنے علم کا پیغام راسخوں سے مکمل ہا سبھے کو کم پڑھے کئے اور اہل مسلم بخار
ہن کی طاقت و صفت سے مستفید ہوتے ہیں، اختصار میں تفہیل کو کوئے ہیں دیتا، چنانچہ تمام سے
ہانگ کانگ میں کھانی گئی ہے، تمام کا نام بلاک، کامنڈا علی درجہ کا مفہوم جھکتا، جلد ہوشنا میں دار
چند ہی شے موحدهیں، حدیہ بائس پر۔

مترجمہ۔ حکیم الافت مولانا اشرفی صاحب تھاتوی رحمۃ اللہ علیہ۔
ایں مسلم جانتے ہیں کہ ترجمہ موصوف کا ترجمہ ملاست و تفاہت ہیں اپنی نظریہ ہیں رکھتا
پڑھنے نظریہ یعنی مدد و لائق کا فذر جانی رہیں اور دشمن کھوائی پھیپھی کیسا تجھ پاہے
حاشیہ تفسیری (ٹٹ، ہدیہ بیک) کوئی دل پر پہنچنے کا نہ کرنے (مبطل اعلیٰ تیرہ ہے)

متوسط حروف کار و شن اعراب والا مجلد کوئی مجھ چار روپے
جلی لکشم، نمایاں اعراب، زیادہ صفتات والا مجلد کوئی مجھ ۲۵ روپے

فصل بخ رسول کلم
اشترکیت وس کی تحریکاں ہیں
اصول و نظریات کی حد تک توہی ہاتھ پر دلچسپی کا جگہ کجا جکھ کرے
کہ اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت باقاعدہ ناکارہ ہے، لیکن بعض لوگوں کو
اصول و نظریات کو چھوڑ کر حرف والی احادیث، حدیث کرنے ہیں اور سوچی
پر پہنچنے والے ہیں جس اشتراکیت کی جنت کا دعہ نہ دینے لئے لے
وں بن کر اشتراکیت کی خوبیاں بخاتمے ہیں، ایسے لوگوں کی وجہ سے کافی تکمیل
فراری اور خیال کن ہمیں کوئی، ایکس روس کے اشتراکی معاشرے کی ہمیجی
حالت کو خود اشرار کی صفت، نہیں، اور مذاہدہ کی تحریر و تقریر کی دعیی
ہیں تائیت مدلل اور دلچسپی طور پر بیش کیا گیہے، انکی طرف العبر مسلمان کی تو
نہ سوچا اور ہر اس شخص کے لئے عموماً جو اشتراکیت کے نتائج جان سئے کا
خواہ شدید ہے جہالت فرودی اور مفہومی ہے، قیمت ملکہ ہیں روپے۔

عہد نبوی میں نظام حکمرانی

از جانب محمد حمید لشہزادہ امام حب
یہ عجیبہ فربہ کتاب اپنے موضوع کی پانکل اونکھی چیزوں پر ہر سچ
چند ٹھوٹنات ملاحظہ ہوں۔
محمد نبوی کا لعلہ آدمیم آنحضرت اور حلقی، قرآنی تصوری ملکت، دنیا کا
سب سے پہلا تحریری اسکو دیکھرے، تحریر کی بہیا و عرض حسن تھقا دا در
حوالی آتی ہیں، بلکہ ہر چیز کو خوب نہیں تاریخی دلائی سے ثابت کیا گیہے
لقریبیاً پانچ سات رہاؤں کے حوالوں سے کتاب مرتین ہے، یقیناً
یہ کتاب اپنے دینی مطابع کی ایک بیش بہا پڑی ہے۔
قیمت مجلد بچ دوست کو چار روپے آٹھ آٹھے

اپنے رسول حییا کنام سے چاہرہ ہے، اس مقدس کتاب میں اکھنڈو کی ذات گرامی کے تمام ہی گوشوں کو تعمیر دیات و دلائی سے
ساختے رہا گیا ہے، امضا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جانگا، بولنا مسکرانا، معاملات، اخلاق، عادات، مرثیات، خوف، اخفا
کہ تمام کا عام سرپا الفاظ کی صورت میں بیش کیا گیا ہے، پیشی لفظ استیدا بولا اعلیٰ مورودی کا کہے، تائل بگین، قیمت ۳۰۰ روپے۔

فقہۃ النکار حدیث کا منتظر و پس منظر

ایں متن اُن تک قب اور تاریخ کو صد کا لکھا کر نیا سے خارجیں اسلام کا پورا عالم۔ ان کے علم و کمال سکھنے۔ ان کی فہمت اور مقاصد کے خواص کا نقشہ۔ ان کے دعویوں کی حقیقت۔ ان کی خدمت اسلام کا حقیقی مظہر اور درجہ ضروری تفصیل اس کے نئے یہ کتاب اپنا جواب آپنے۔ اس کے مطالعہ کے بعد انشاء اللہ اپ ایں متن اُن کی قرآنی رسمی سے بخوبی رہیں گے اسے پڑھیں اور ضرور پڑھیں۔ دھنوں میں صفات مبتدا۔ قیمت چھ روپے اٹھانے۔

منصرۃ الحکم کی حدیث

حدیث کے موضوع پر لاجاب کن سب بہتر سچے مختلف فیروزیں کا تجزیہ معلومات منیدہ کلخیزیہ و مذکات طباعت۔ قیمت درجہ پر اٹھانے

مشفیت رسول

یہ ایک شایی عالم کی محروم کتاب اور تصنیف ہے جسیں حدیث کی تاریخ پر عقائد و دشمنی ذاتی کے عزادہ مجاہدین و مسلمین و مشرکوں کے طرزِ عمل اور روحی متعلقہ سیلووں پر سیرہ حاصل گنتگی کی گئی ہے۔ تمام دلائل مسیر اُن وحدیث کے خالوں سے دلہیز اخالیں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت بلند درجہ پر چار آنے۔

تقدير کیا ہے؟

حکیم الامت مولانا شفیعی
کے قلم کو ہر قسم سے تقدير
کے مسئلہ پر سربراہی ملکوں
ایمان افسوس دزادہ فیض
کن دلائیں۔

مشفت مذکور
صفات مبتدا۔ ۲۵۰ روپے۔
معنی کوڈ پوش۔

قیمت درجہ پر چار آنے

شهادۃ الاقوام

محضنہ حکم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی حب
تمام غیر مسلم مذاہب، عیسائی، یہودی، ہندو، اور یہ
کوہ وغیرہ کے شاہراہیں قلم کے معنایہں جن میں اسلام
کے خصائص اور حقائقیت کا فقرار ہے، جو کہیں گے ہیں۔
کافی درج۔ قیمت ہر۔

(دیکھ رہے کہ یہ کتاب نایاب ہے، جنہیں شمع ہاتھ کئے ہیں)

مکتبہ تبلیغ ریوبند ضلع سہار ز پوری

كتاب الصلاوة

ام الحدیث حضرت امام احمد
بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا
اردو ترجمہ جو حاذکودست ترجمہ طریقہ
پرداز کریمیہ بہترین شعلی پورا مکمل
ترجمہ حضرت امام حنبل کی تصنیف کی
حیات پمار کر تفصیل روشنی کی ہے
اوہ فتنہ علیت قرآن کے صدیقوں امام
صاحبہ کو فیض حکایت احمد بن حنبل کا
یہ مصالح شریک بیرونیہ درج کیا ہے
قیمت بلند ہر۔

اساس عربی

مجموع نفعت

قیمت ر. ۷۰

ماہر القادری کی فرمائش کے تاثرات

کاروان جاز موس کریم کے جیسو دیوبیت شاہ

بلاد کے عربی سکھائے والی جدید العین کتاب
جسے الحلق المطابع کرائی نے حسن اہتمام سے شائع کیا گے۔ عربی معرفت کا طواف کریں۔ اور مذکورہ رسول رضا انصاریں۔ شعرواء بجوشن
خوبی، لشیں اور عالم فرمیں، کم قیمت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی بیان اور قوت مشاہدہ کا خونگوار انتزاع اخذا اللہ رسول کی جنت ہر سطر
مرتبی و ترتیبی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات بھی صدہ میں تخلیق ہوئی۔ سفر بہجیں دین والش کا منصور اولیٰ واللکھیں بالغہ
تائیں میں دینے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑی بہری افادت کے
کاروان جاز اوس ایراقاندری میںے ادیش اور کوئی حدی خوانی نہ کے
پیشی خلوفی مکتبہ قلمی نے اسے برائے فروخت حاصل
دی کی دہر لین ملکانیں گی اور اپنی ناکھوک خلاف احمد سعکی بحک
کوکا ہے۔ قیمت پانچ روپے (پندرہ روپے)

اشاعت آلام

قیمت بلا پار پار پیسے

و حب الہی

قیمت میں دینے

قرآنی عائیں

قیمت مرد مر

تعصیر الروم (اردو)

یعنی خواب نامہ

عشق

زہرہ مامہم

پستدیدہ غیریں

قیمت جملہ دارو پے

شہدا خشم

السلام على المظلوم اراد

امام حسینؑ کی شہادت کے تاریخی ماقعہ
من گھر روت روائیں اور خواں اک انہوں
پاک۔

قیمت ایک روپیہ

تسیل السبل قصد میل

(اردو)
تصنیف کے موظموں پر بولا تا اشوفی
کے افادات۔

ویرکس کی بیجان۔ طریقۂ پرشیافت
کی بخش۔ ضروری یہ ایات دستورالعمل
آداب و حقوق۔ قیمت ر. ۸۔

ایمان عفضل و محل وسیل خواہ و جمعہ و نماز عیدین
در تاریخ اور بیان جملہ شرعاً تعلیمه همارہ۔ مختصر
مشہدہ کافہ۔ شکفہ کیابت۔ حدیۃ العین
دور پے چار انسانے

آواب الشیبی
الزمام منتالی

الخطا شیری خود قیامتی
۱۲

کتبہ سبل میں بند خصلن سیما پر ور

حضرت شاولی اللہ علیہ السلام کی
معصرۃ الامرا تصنیفۃ القول الجلیل ما والسبیل کا
مکمل ارادہ ترجمہ

شفاء العلیل شاہ صالح نے اس کتاب
میں ذکر کیا ہے بلاشبہ ایک ایسا علمی کتبہ
لکھنا ہوا اس پاکیزہ ہے کہ کوئی خوب نہیں

لکھ سکتا ہے اور اس پاکیزہ ہے کہ کوئی خوب نہیں
لکھ سکتا۔ میں اس کتاب میں اس کتاب کے
نہایت مندرجہ ہو گا۔ صفائیست قیمت ہے۔

شمارہ نمبر شریعت

جلد نمبر کٹل

سالانہ قیمت پانچ روپے فی پرچہر

ہر انگریزی ہینڑ کے پہلو ہے میں شائع ہوتا ہے

غیر ملک سے سالانہ چندہ ۲۰ شنڈگ بیکن ۵۰ سوچا

دیوبند پرمشیل آرڈر

بافت ماہ اکتوبر ۱۹۵۴ء

مصنوں	عنوان	صاحب مصنون	صاف
۱	آغازادھن	حامد عثمانی	۱۲
۲	جعیل کی داک	مجیب تھجی	۱۳
۳	حضرت سفیان ثوری	مولیٰ شیخ احمد صاحب	۳۲
۴	اسلامی حکومت کے والیان و امراء	مولانا ابو محمد امام الدین صاحب	۳۳
۵	سیدھے سچائے نکب	ملانا بن العبد اللہ	۵۱
۶	منظومات	ختلف شرایم	۶۳
۷	وق کے مرطیوں کی تہذیب اوری	بیکم عظیم زیری	۷۴

اشد ضرری

اگر اس دائرے میں سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجیے کہ اس پرچہ آپ کی خریداری خر
ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیں یا دی پی کی اجازت
دیں یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطراف
دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جاتے گا جسے دھول کرنا آپ کا اخلاقی
ہو گا۔ واضح رہے کہ اپریل ۱۹۵۴ء سے دی پی فیس دو آنے بڑھ گئی ہے۔ اہذا دی پی پانچ روپے
کا ہو گا۔ پاکستانی حکومت:- ہمارے پاکستانی پتہ چندہ بھی کرو سید سعی آرڈر ہیں بھروسے۔

ترسلیل اور اور خط و کتابت کا پتہ	پاکستان کتبہ۔ جماعت شیخ سالم اللہ عاصمی صاحب	ترتیب شیخ داںے
دفتر تھجی دیوبندی ضلع سہارا پورہ (پاکستان)	عامر عثمانی و زیر فضل عثمانی مسلمی ۵۰۰ ٹھامم باڈ کراچی (پاکستان)	عامر عثمانی و زیر فضل عثمانی مسلمی ۵۰۰ ٹھامم باڈ کراچی (پاکستان)

تمام ختمی پر تحریک شریعت "کوہ نور" پریس دہلی سے چھپا اکٹھنے دفتر تھجی دیوبند سے شائع گردید

اعتنی بسیکن

تقریر نہیں کروں گا۔ میں گاندھی جی کو ہمراہ لے کر جلسہ گاہ میں پہنچا۔ تقریب پاٹجی چھپر اسلامیوں کا مجع تھا۔ اور مولانا امین اصلحی تعمیر فرمائے تھے۔ تقریب اڑپڑھنے تقریر ہوتی۔ اور تقریر اس ضمون پر تھی، جو شخص اسلام قبول نہیں کرے گا اس کی منفی کے بعد بخات نہ ہوگی۔

لگلے دن صحیح کو مولانا اصلحی اور مولانا غفاری دوبارہ گاندھی جی سے ملتے ہیں۔ گاندھی جی کے پاس اگرچہ وقت بالآخر نہ تھا۔ تاہم پاٹجی منتظر کرنے وقت دیا اور پوچھا کہ کوئی بات تھی جو آپ نے تکلیف فرمائی؟

مولانا اصلحی نے فرمایا۔ آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے جلسہ سے کیا اثر لیا۔ گاندھی جی ایک منتظر کے لئے سرخ چکار کر کچھ سوچتے ہے۔ پھر سر اٹھا کر بدلے۔ جو کہ آپ کے جلسہ سر شریک ہو کر بہت دکھ ہوا۔ آپ کی تقریر سے میں نے یہ تھا کہ آپ نے یہی سے سامنے اسلام پیش کیا۔ کیونکہ علیہ سرہ مسلمانوں کا تھا ان کے سامنے تو اسلام پیش نہیں کیا گیا۔ میں ہی صرف ہندو شخص کو آپ نے خاص طور پر دعوت دی تھی۔ باقی ہم و تو تماش دیکھنے آئے تھے۔ اس نئے میں نے پوچھا کہ آپ کی تقریر صحت میں سے تھی۔ تو یہ تقریر آپ کی سیرت سے تھے کہ اس تھی۔ کیونکہ میں تو اسلام کی مانتا ہوں۔ محمد صاحب کو خدا کا بیغیرہ انتا ہوں۔ میں ذرائع پڑھا ہوں۔ میں بت پرست نہیں ہوں۔ میں تو موحد ہوں، میرے سامنے اسلام پیش کرنا ہے کار تھا۔ اس نئے مجھ کو دکھ ہوا کہ آپ کی تقریر سے کار ہوئی۔ آپ کو کسی کے سامنے اسلام پیش کرنا ہو تو کسی کو شکش کرو کر خود اسلام کے اور محمد صاحب کے لیے نہ نہیں ہو کر۔ لوگ آپ کو دیکھ کر خود جو دن اسلام قبول کر لیں۔ زبان سے کہتے کی

گاندھی جی اور جماعت اسلامی الحمد للہ دہلی کے سید محمد عبیدی دہلی تقریر پر دیوار مقام دہلی کا ایک مسلم جو چاہے سب سے پہلے اسے لاخ طرف رایج نہیں۔

مرامل

۱۹۷۸ء کے شروع کی بات ہے کہ مہاتما گاندھی ہمارے خادمات کے بعد ماہ امن قائم کرنے کی کوشش میں لگتے ہیں تھے۔ مہاتما کا قیام جناب داکٹر سید محمد صاحب کی کوئی پر تھا جو اس وقت بہار کے وزیر تھے۔ جماعت اسلامی کا سالانہ جلسہ ہورا تھا۔ جماعت طور پر کوہ دی پاری ہماری ہے، مولانا مسٹر احمد غفاری اور مولانا ابین الدین اصلحی مہاتما جی سے ملتے آئے اور ان کو جلسہ میں شرکت کی دعوت دی۔ مہاتما جی کے ساتھ ان کی پڑتی من گاندھی ہیں مردوں سارا بالی اور دوسری ہندو دیوبانی بھی حصیں مولانا مدد کو سے ان ہوتیں کوئی دعوت نہیں۔ میر شریطہ رنجائی کر جو عورتیں بھی مسلمان عورتوں کے ہمراہ پڑتے ہیں تھیں گی۔ عام گھٹے جلسے میں ان کو مشینگی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ گاندھی جی نے ہنس کر اپنی پوچی سے فرمایا، کیا ہرگاہ اگر آج تو بھی مسلمان ہوں کے ساتھ پڑتے ہیں مشینگی۔ سب عورتوں نے خوشی کے ساتھ یہ شمشیر قبول کر لی۔

جلسوں بعد مغرب شروع ہونا تھا۔ اور وہی وقت گاندھی جی کی پر ارتھنا کا بھی تھا، جو پہنچ کے شہر میدان میں (جو اب گاندھی میدان ہمارا تھا) ہر روز ہوا کرتا تھا۔ گاندھی جی نے اس روز اپنے پر ارتھنا کے مجلس میں جا کر صرف پاٹجی منتظر کے لئے پر ارتھنا کی۔ اور تقریر پر ہر روز کرتے تھے یہ کہ کلمتوں کردی کو آج بھی کو جماعت اسلامی نے دعوت دی ہے۔ ان کے مجلس میں جاتا ہے اس نئے آج

نہیں گیا۔ یہ جماعت اس قدر تنگ نظر متصب خود پرست اور شفیق ہے کہ اس نے گاندھی جی کو بطور عاصی اپنے اجلاس میں بلکہ یہ دھمکی دی تو سچی نیکیاں آپ کر رہے ہیں سب یہ کارہیں۔ جب تک آپ اسلام قبول نہ کریں گے بخات نہ ہوگی!

چنانچہ اسلام کے عقیدہ بخات کا تعقیل ہے کہ دشیں سارے ہی اخلاق و اسلام اس بات پر ٹھق ہیں کہ سب سے مقدم اور اہم تر چیز ہے ایمان و اسلام۔ اور اس کے بعد ان نیک کافر ہے جن بعین سیاست لواز حضرات نے گھمی اس بنیادی عقیدے کی تردید یا تغیر کرنے پا ہی اور قرآن کے ناطق فیصلہ کو زانہ روں کی ہونگی میں صلحوں اور سماں میں متفقتوں کے ساتھ ڈھاناتا چاہا۔ وہ بھی مکمل کر رہا تھا اپنی الفہریت نزکر کے اور جذب قبول عام غروں اور ابل فرب دلیلوں اور خوش نظر نکتہ سخنوں کے سہولے اخنوں نے لیئے تکنے بلند نہیں جن کی جیشیت بڑھی کے جعلے سے زیادہ نہیں تھی اسی سلسلے کی الحاج یا المصلحت کے لئے یہ تو آسان نہیں ہے کہ وہ اسلام کے خیادی عقیدے ہی کو غلط ٹھیک کر جماعت اسلامی کی گلزاری ثابت کر دے۔ ہاں یہ آسان نہیں کہ تہذیب احاضر کے خیشگروں نے رواداری و فضیل اور آزادی و چھپور اور آزادی جیسی خوش نہیں اصلناکیں ایجاد کی کہ خواہی ذہن کو جس حین فرب میں بدلنا کر دیا ہے اس سے فائدہ اٹھلتے ہوئے نہایت محرومیت سے یہ ارشاد فرمادیں کہ جماعت اسلامی نہ تو وقت کے تقاضوں کا مقام دمرتبہ پہنچاتی ہے بلکہ آزاداری و جراحت کا ریزیں لے سے باس ہے۔ علاوہ ازیں وہ ایک تشدد اور فسطانی اور خود پرست جماعت ہے۔ اس کے اصولوں میں چک نہیں۔ اس کی دعوت کا مراجع آخر از ہے۔ اس کے نزدیک حق صرف دہی ہے جو وہ کہے اور باقی سب باطل ہے۔

اس تاثر میں ہریدا اضافہ اسلام نگارنے یہ بتا کر کرنا چاہا ہے کہ جماعت نے ہندو لوگوں تک کے ساتھ پرستی کی قیمت دھمکی اور اس طرح اتنا نیت اور رجوت پسندی اور تعصیب نہ تکشیل کا ثبوت دیا۔ پھر پہلے منہج جاتا ہے کہ آج کے زمانے میں بعض نظر فرب

ضورت نہ ہو۔

گاندھی کا اصل مقصد اس ٹھنڈگے سے یہ تھا کہ میں اسلام کو آپ کی تقریر سننے سے پہلے جانتا ہوں۔ یہ کہہ کر گاندھی جی نے گھری دیکھی۔ اب پائیج منٹ کا وقت ختم ہو چکا تھا۔

اللخ سید محمد عقیقی صاحب کیلئے ملکف نور درہ باری تھی دلی۔ اسہر اصل کو پڑھ کر ایک معنوی عقل و فہم کا آدمی تو شاید سمجھ سکے اس کی تصنیف و اشاعت کا کیا مقصد ہے اور کس فائسے کی خاطر تقریر میا مائر ہے تو سال پہلے کے ایک اجلاس اور گاندھی جی کے بعض فرمودات کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو انتہ تعالیٰ نے تیز و شور دیا ہے وہ بادی اسکی تجھ سکتے ہیں کہ پیر اسلم گھی درحقیقت ان پیغمباروں میں کا ایک بخسارہ ہے جو سالہاں سے مسلسل دیکھ جماعت اسلامی کے غلاف استعمال کے جا ہے ہیں اور جن کا مشمار یہ ہے کہ جماعت کی طرحی ہوئی دعوت کے راستہ میں روئے الکاتے جائیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہاتھا گاندھی جی کا مرتبہ و مفت ام بخارتی پاشدوں کے قلوب میں کیا ہے اور کس حد تک یہاں تکی نے ہندوستان کی تابیخ آزادی میں سنگیں لیں۔ بلکہ منارة نور بنا ہوا ہے۔ گاندھی جی بھارت کے نصرت مسلمانوں کی لیڈر تھے۔ بلکہ اپنے تھوڑوں کی دار و اطوار اور مذہب پرستی اور روحانیت پسندی اور بعض ایسی خصوصیات کے باعث جو دوسرے سیاسی لیڈروں کو بالعموم میسر نہیں آئیں وہ اخلاقی در وحاظی پیشو اٹھی کیجئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جو لوگ تبی طور پر ان سے بعض عقائد و خیالات میں مخالفت رکھتے ہیں اور جن میں کے ایک فرض نہیں قتل کوہاں ایں جیسی یہ جرأت و ہمت نہیں ہے کہ خواہی پیٹھ فلام پر ان کی علمت اور پیروقاری خصیت کو جیلچ کر سکیں۔

اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہیئے الیخ مراسلہ گار نے عوام کو یہ بتانا چاہا ہے کہ جماعت اسلامی کو آج ہی کو ایسا پ حل و عقد اور حلقة اقتدار میں محبوب و مبغض من نہیں ہے۔ بلکہ ہاتھا گاندھی جی ساروں صلح اور وسیع النظر اور منصفت مراجع اور روادار اور مرقبان مراجع اور برگزیدہ انسان بھی اس سی خوش

باب میں ان کی مردم وہی اور دسجع المفتری کا۔ مالم چہ کہ قادیانیوں نہ کسکے لئے نظر کافتوں پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ گھٹے گا ہے اسی تحریر میں لکھتے ہیں جن سے قابو اپنی طرف فکر کو خدا استغفار کے ملادہ تھی قادیانیوں کو نہ استحب کے دعویٰ اپناؤپر آتے ہے۔ لیکن وسیع النظر اور نرم آدمی کو خوب شہم جماعت اسلامی کے باشندوں ایک تعلقی مجب اگاہ رہ رکھنے انتیار کئے جوئے دیکھتے ہیں تو خیرت ہوئی ہے اور بے اختیار اُس خالقی، بالکل کی هستائی کی داد دینی پڑتی ہے جس نے انسان کے ہاتھ میں اور نظر میں بھیجی۔ سے عیسیٰ ترکو ش اور زافی تخلیق قرتہ۔ قد ابھی کو معلوم ہے کہ مولانا اور بیاندی صیہی الصاف پسند اور معتدل مذاق بزرگ کو جماعت اسلامی سے ایسی کیا پر غاش بیے کہ اس کے معاملوں میں وہ اپنی سخیدگی و وقار اور احبابت نظر نظر کو جذبات کے چڑھان جس پیشہ دیا پس فرمائیتے ہیں۔ ذرا مرا سلسے کے فرضیوں پر غور کیجیے۔ پھر اس پر غور کرایتے گا جن واقعات کا ذکر اس سلسلے میں کیا گیا ہے وہ دلیل و حوصلہ سے آخر ہی عاری ہیں جیتنے کی افضلی یادوں کے واقعات ہوں گے۔ کسی سخیدہ و معمول کو جو ان کی نام نہاد تدبیب و میامنکے کسی تقدیمہ و اصول مکمل خلاف ہو ہوئی بے تکلفی کے سامنہ ذہل خطا بات عطا کر دیتے ہیں اور وہ اس نے تو یہ اشکارا کروائے اسلام ہی کوئی محسوس اور حسیں بالخبر کا نہ ہبہ قرار دے دیا۔ جب یہ حال ہو تو جماعت اسلامی تھیاری کو سو اکیس کے لئے ایسا افراد والہم کوئی مفید نہ ہو گا جس سے اس پر تھبب اور رجوت پسند اور فرقہ پرست ہونے کی چیزی کسی جاہلی ہو۔

خبر الحانج مراسلہ نگار سے ہیں کوئی تصاریخ یا لگلہ نہیں تھا کیونکہ نام اور سرتیکے لحاظ سے وہ کوئی معروف انسان نہیں ہیں۔ اور غیر معروف لوگوں کی خوش تعلیموں پر توجہ دینے کے لئے تھا رے پاس کافی وقت نہیں ہے۔ لیکن توجہ اور اصراف و قدرت کا باغت یہ ہوا کہ اور بیشتر ہر جا بہ مولانا عبد الماجد در بیاندی نے اپنے اخبار صدقہ میں اس مراسلہ کو نقل فرمایا ہے۔

مولانا عبد الماجد در بیاندی ان بزرگ مفترم سنتوں ہیں ہیں کہ جن کے کتفیں پر نصہ نظر کرنا ہم بھی ناکسوں کو زیر ہیں وہ تاریخ میں ایک بالبلیسرت بھی ہیں اور حاصل خبر و تقویٰ بھی۔ ان میں اعلیٰ درجہ کی صحافتی ہوائیں ہیں اور عالیٰ ظرفی بھی۔ اخلاق اور کیا جو کے سامنے وہ تفصیلات ہیں کہتے ہیں جسیں ایک معاصر نے خود کیا ہے۔

اصطلاعیں رائج ہیں۔ رداداری وسیع النظری۔ ترقی پسندی۔ جمپوریت۔ جماقی چارگی۔ ان اصطلاحوں کی نامہ بہاد لیڈریوں اور افسوسوں اور باریوں سے اس حد تک شی بیکدیکری ہے کہ ان کا اپنا مفہوم اور مادلوں کی وجہی باقی نہیں رہا۔ بلکہ ہیں کا وجہی چیز ان کا مطلب ہے مکان ہے اور جس سختے یا دلچسپی پر جاہے اپنی سے ہر ایک کو چیپیاں کر سکتا ہے۔ یہ ایسی جادوی اصطلاحیں بن کر دوہمی ہیں کہ ان کا مادلوں بعض حالات میں ایک شخص کے نزدیک جو کچھ ہوتا ہے اس کے قطبی عکس دوسرا شخص ان کا مفہوم لے لیتا ہے اور ان دونوں مددلوں اور مفہوموں کے درمیان اتنا بڑا فرق ہوتا ہے کہ شاید ہاتھی اور خروگوش میں بھی اتنا فرق نہ ہو۔ اس بوجھی کا تخت آسمانی سے یہ بات مکن ہو جاتی ہے کہ کسی بھی فرد یا جماعت کی اصول پرستی سنتل مراجی منافت دشمنی اور راست روی کوئی تکلیف نظری اور رجوت پسندی اور ملائمت اور ناعاقبت اندیشی کے مقابلے پر بخی جائیں۔ جماعت اسلامی یہی تک بات نہیں اہل ایشیا کے ذہنی دہنکری اعتماد توہہ اس تقدیمہ و اصول کو جو ان کی نام نہاد تدبیب و میامنکے کسی تقدیمہ و اصول مکمل خلاف ہو ہوئی بے تکلفی کے سامنے ذہل خطا بات عطا کر دیتے ہیں اور وہ اس نے تو یہ اشکارا کروائے اسلام ہی کوئی محسوس اور حسیں بالخبر کا نہ ہبہ قرار دے دیا۔

جب یہ مقال ہو تو جماعت اسلامی تھیاری کو سو اکیس کے لئے ایسا افراد والہم کوئی مفید نہ ہو گا جس سے اس پر تھبب اور رجوت پسند اور فرقہ پرست ہونے کی چیزی کسی جاہلی ہو۔

خبر الحانج مراسلہ نگار سے ہیں کوئی تصاریخ یا لگلہ نہیں تھا کیونکہ نام اور سرتیکے لحاظ سے وہ کوئی معروف انسان نہیں ہیں۔ اور غیر معروف لوگوں کی خوش تعلیموں پر توجہ دینے کے لئے تھا رے پاس کافی وقت نہیں ہے۔ لیکن توجہ اور اصراف و قدرت کا باغت یہ ہوا کہ اور بیشتر ہر جا بہ مولانا عبد الماجد در بیاندی نے اپنے اخبار صدقہ میں اس مراسلہ کو نقل فرمایا ہے۔

مولانا عبد الماجد در بیاندی ان بزرگ مفترم سنتوں ہیں ہیں کہ جن کے کتفیں پر نصہ نظر کرنا ہم بھی ناکسوں کو زیر ہیں وہ تاریخ میں ایک بالبلیسرت بھی ہیں اور حاصل خبر و تقویٰ بھی۔ ان میں اعلیٰ درجہ کی صحافتی ہوائیں ہیں اور عالیٰ ظرفی بھی۔ اخلاق اور کیا جو

اور جو پوری طرح اس مسلم کا تجھیل کرنے ہیں۔

چند غور طلب سوالات

اس مسئلے کے متعلق سب سے نو پرس کے بعد اس روایت کی کیا خود دیش اُتی وہ گواہی ہے کہ جو مسلم ہے جس کو حل کرنے کے لئے تاریخ ان "روایات" کی اشاعت کی خود دیش لائی ہوئی۔ الگ یہ روایت درست ہی مولوی اس سے کس کو آگاہ کرنے مقصود ہے۔ کیا جماعت کے مسلمان اور سمساد مسلمانوں کو یہ تاریخ ادا کر دیکھو جماعت اسلامی یہ تحقیقہ رکھتی ہے کہ شخص کو یہ تاریخ ادا کر دیکھو جماعت اسلامی یہ تحقیقہ رکھتی ہے کہ شخص اسلام تعلیم ہیں کیسے گا اس کی حرمت کے بعد بخات ہیں یوگی گا اسکے بغیر تحریرہ اور دوست اسلام علطہ ہے۔

لئے مسلمانوں اتم اس عقیدے کے موکو کوئی شخص اسلام قبول ہے۔ یاد کرو، اس کی بخات ہو سکتی ہے۔ جماعت اسلامی ایک نیا اسلام بنارہی ہے۔ اس کے قریب نہ جانا درست تم ہی خارجی اور مراہد ہر جا تو گرے اشتہری اور ٹھکرایا ہنگری ہیں اور گاندھی جی ہاؤ تاریخیہ والے جماعت اسلامی کو کیا کوئی مسلمان بھی یہ عقیدہ ہیں لختا کہ اسلام میں جمیلیتی جا رہی ہے کہ سنتہ ہر اجتماع اسلامی کے ایک ہم نہیں تو خود گاندھی جی کے تھے یہ کہدا یا تھا کہ اگر تمہرے اسلام قبول نہ کیا تو تمہاری سکتی ہیں ہر چیز۔ یہ لوگ ہمایت تبلیغ نظر تھیں اور تاریکی خیال لوگ ہیں جس کو تم اوتار کر سمجھتے ہو یا اس کی بخات کو سمجھتے ہیں۔ جس تبلیغ نظر تھیں کو تم ذریعہ فرد پرست اور منصہ۔ اگر ان کو عذر چھوڑا گیا تو یہ مسلمانوں کو اسی عقیدے کا فائدہ نہیں کیا جائے۔ اس کے مقابلے کا فائدہ نہیں کیا جائے اس کے مقابلے کا فائدہ نہیں کیا جائے۔ دو چار ادیبوں کو سیفی ایکٹوں کے تحت ایک سال کے لئے نظر مند کرنے سے کیا حاصل۔ اس جماعت ہی کو خلاف قانون اسلامی اور پیمانہ میں مرتکب جماعتیں کی پیمائیں کے طبق شرکیہ ہاٹھا اور ادالے سے آخر تک تمام حالات کا پیمانہ گواہ ہے۔ ہم نہیں جلتے سید محمد جنی مصاحب کوں معاہب ہیں۔ اور اس وقت وہاں تھے جی یا نہیں۔ مگر ان کی روایت میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ اس اجتماع میں موجود تھے اور نہ جماعت اسلامی کے حالات سے امداد اور دعیت ہی رکھتے ہیں۔

(۱) "الماج تکھتے ہیں کہ مولانا منظور احمد نعیانی اور مولانا امین الدین انصاری مہاتما جی سے ملت آئے اور ان کو جلسے میں شرکت کی دعوت دی۔ ان کو اتنا بھی حکومت نہیں کہ مولانا منظور احمد نعیانی نہیں، بلکہ محض نظر غافلی اس جلسے سے تقریباً سال پہلے اکتوبر ۱۹۴۷ء

کام عالم افتتاحیہ ملاحظہ فرمائی۔ عنوان ہے "اجماع پئیں" "دھوپت اسلام اور گاندھی جی"۔ اس مقالے میں اس جلسے کی لوری رواداد اختصار کے ساتھ درج ہے اور اس سلسلے میں پہنچنے لیکی اخبار "سرچ لائٹ" نے جو دروغ باقی کی تھی اس کی تردید اور فی الف اخباروں نے جو تصریح کئے تھے ان پر تقدیم تھی۔ تیر جلسے کے بعد ہندوؤں نے گاندھی جی کو جو ملامت کی تھی اور اس کے جواب میں گاندھی جی نے جو کچھ پر ارتھنا ہیں کہا اس کا ذکر ہے۔

مولانا اصلاحی کی تقریر [ب] تقریر ۲۶ رابرپور کام صنوع تھا "ہم کیا چاہتے ہیں اور کس طرح چاہتے ہیں" گاندھی جی صرف اپنی پوچشوں کو ہمراہ لاتے تھے اور کوئی ہندودیوی ان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ پوچشوں کو گاندھی جی نے مسلمان عورتوں میں سچ دیا۔ جن کے لئے پرداز کا انتظام تھا۔ گاندھی جی اسیج کے پاس فرش پر اس جگہ بیٹھ جو ان کے نے تھوڑی کی کمی تھی۔ تقریر کے بعد مولانا اسیج سے اُتر کر گاندھی جی کے پاس ہی آبیٹھے۔ گاندھی جی ذہن سے مصاہی کیا۔ اور کہا "میں نے اپنی تقریر خوب سئیں تھیں اور میں ان کے نتھے ہجوم میں راستہ بنادیا گیا۔ اور وہ تشریف لیتے۔" مولانا اصلاحی سے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ دھرمندھ کی اطاعت کریں جو اس کی حضرت پوری زندگی میں اس کے قانون کی اطاعت کریں جو اس کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور جو محفوظ ترین صورت میں اس وقت ہماں پاس میں موجود ہے۔

مسلمانوں سے ہمارا یہ مطالبہ اس لئے ہے کہ وہ اسلام کو برحق مانتے ہیں اور غیر مسلموں سے ہمارا مطالبہ اس لئے ہے کہ وہ بھی بہر حال آدم کی اولاد ہیں۔ ان کے پاس خدا کی تعلیمات آئیں جن کو انہوں نے منسخ کر دیا اور اب ان کا معقول اور نیک طبقہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم راستہ اور صادق القول تھا۔ اور ان پر نازل شدہ کتاب اپنی اصل صورت میں موجود ہے۔

مسلمانوں کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ چونکہ وہ اسلام کی تعلیمات کو برحق مانتے ہیں۔ اس لئے ان کو چاہئے کہ وہ ان پر عمل کریں

تین جماعت اسلامی سے الگ ہو چکے تھے۔ اور ان کے فرستے بھی عجماً اسلامی کے اجتماعات نے تربیت نہیں جانتے تھے۔ پھر یہ محسوس ہوا کہ این احسن اصلاحی کا پورا صحیح نام بھی نہیں جانتا۔ اور اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ گاندھی جی سے بالمحکم شرکت کی درخواست کرنے والوں نے این احسن نہیں بلکہ مولانا شفیع داؤدی مسحوم کے تھے جو ہمارے کام کے معروف ترین قومی کارکن تھے۔ خلافت کا نظرس اور کافر کے سکریٹری رہ چکے تھے اور ہندو رپورٹ کی مخالفت کرنے والوں میں سب سے پیش ہیں تھے۔ اور اس زمانے میں مسلمانوں کا تجھے پچھے ان کو جانتا تھا۔ اور پہنچنے والوں سب سے زیادہ مشورہ آدمی تھے۔ مگر الحجاج سید محمد مجتبی کی بنی تحریر کا یہ عالم ہے کہ ان کو اتنا واقعہ بھی معلوم نہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سید محمد مجتبی صاحب اس موقد پر قطعاً موجود نہیں تھے۔ اور ان کا یہ کہنا کہ میں گاندھی جی کو ہمراہ ہیکو جلاگاہ میں پہنچا۔ محرج کذب بیانی ہے۔ اگر وہ ایسے ہی مفترض بارگاہ تھی تو ان کو معلوم ہونا چاہتے تھا کہ مولانا شفیع داؤدی دعویٰ شرکت دینے کے تھے۔ ذکر مولانا مصطفیٰ احمد نعیانی اور مولانا امین الدین اصلاحی (د) اب چوچس جلسے میں موجود ہی نہیں تھا۔ اس کی پیمائش قطعاً تقابل احتیاط ہے کہ مولانا اصلاحی کی تقریر کام صنوع تھا۔ داقرہ یہ ہے کہ مولانا اصلاحی کی تقریر کام صنوع ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک دوسرا مجموع تھا جس کا ذکر ہے ہم آگے میں کر کریں گے۔

(۳) یہ بھی غلط ہے کہ مولانا اسحاقی اور مولانا اصلاحی اگلوں کا گاندھی جی سے ملنے آتے اور ان کا مشکلہ ادا کیا اور انکا تائزہ دریافت کیا اور گاندھی جی کے تاثر کے متعلق جو بیان گاندھی جی سے مسحوب کیا گیا ہے وہ بھی سراسر غلط اور خاتر ساز ہے۔ نہ تقریر کام صنوع وہ تھا اور نہ گاندھی جی کا تاثر وہ ہو سکتا تھا جو ان سے مسحوب کیا گیا۔ بلکہ ان کا تاثر وہ تھا جو انہوں نے اگلے ہر روز شام کو اپنی پر ارتھنا میں ظاہر کیا اور دوسرے کوئی نہ ہے اور جس کی رپورٹ کلکتہ کے مشہور اخبارہنڈستان اسٹڈیز میں شائع ہوئی۔

جلسے کی صحیح رواداد [ا] اصل واقعات معلوم کرنے کے لئے روزہ کوئی اشاعت موجود نہ رہی۔ ملکیت ۱۹۷۴ء

سموی عطا بین میں جگد ہی گئی۔ گاندھی جی نے طاقت گرفت کو وجہ ریا کر تم پہنچتے ہو میں دباؤ کیوں گیا۔ یہ جلسہ تو یہی اچھے لوگوں کا تھا کہیں اگر بیدل جل کر جاتا تو خوشی حسوس کرتا۔ اور انگریز پھر ٹائیگے تو پھر جاؤں گا۔

اسی طرح ۲۸ اپریل کو گاندھی جی نے پارٹنکے بعد اپنی تقریب میں پھر اسی موضوع پر اطمینان خیال کیا۔ اس دباؤ اخنوں نے پارٹنکے اشلوکوں میں بھی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اور اماں تو وہ حصہ اخذ کئے تھے جن میں خدا کی علی بستگی کی دعوت ہے۔ مسلم ہوتا ہے وہ جماعت اسلامی کی دعوت کی اس نیاد سے بدھتا اثر ہوتے تھے کہ اعتقاد ہی تہبر ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو۔

گاندھی جی کی تقریب میں کی رپورٹ ہندوستان اسٹریڈ کلنٹ میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ مذکوری صاحب اقوال سے آخر تک کس تددجھوٹ بول رہے ہیں۔ اس کا تگریضی خان یہاں رسلوں کو ٹوٹ دیوں کو بھی تاریخی اور مولا ن عبدالماہد دریا بادی سے کیا کہا جائے جنہوں نے اسی ذی خیر متلو کر دیا ہے اخبار میں تقلی فرمایا۔ صرف اپنی اس آتش کینہ کو تکمیل دینے کے لئے جو اخیض جماعت اسلامی سے ہے۔

لیکن ہم ان دونوں کا شکر لگانا ہمزا جاہنے کا اس طرح ہیں ہندوستان کے کامگیریوں کی حقیقت بتانے کا موقع مل گیا کہ ان کا ہہا تما اور سیاسی گروہ اور زبانہ جماعت اسلامی کی دعوت کے سے کس قدر رہتا تھا اتحا۔ اور آج جو لوگ اور اخسر ہے کہ وہ زیادہ تر مسلمان ہیں اور زمرة علماء سے تعلق رکھتے ہیں۔ جماعت اسلامی کو کامگیری مکوتت کی تھا ہوں ہیں مددوш ثابت کرے کی گوشش کر رہے ہیں، کس قدر غلط کار اور جھوٹے اور سرت اخلاق کے مالک ہیں۔ لیکن جس طرح انگریزی دوڑیں آزادی وطن کے دل دادوں کو اس وقت کے چعن خروں کی چل خوریاں کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھیں اسی طرح اتنا تھا۔ اللہ اس عہد کے ٹوٹ دیوں کی لگائی بھائی بھی پرہ ان حق کو ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

الذين قال لهم الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم
اليمانا و قالوا احسينا اللهم و نعمتم الراقيين فاقبلوا بالنعمه من شاءتم
يمسهم سوعداً تتبعوا رضوان اللهم في اللهملا خفن هظيم۔

اور فیصلوں کو دعوت دینے ہیں کہ وہ اسلام کی حقانیت پر خود خود کے اس کی دعوت کو قبول کر لیں۔ اس دعوت میں قومیت شملی امتیاز اور نگاہ کی کوئی تغیریت نہیں ہاں امتیازات نہ ہیں۔ دستان میں سخت تباہی پھیلی ہے رام دقت نو اکھلی اور بہار کے فسادات ہو چکے تھے، مولا نانے فرمایا کہ ہم دنیا میں عدل والہافت اور رحم اور انسانیت قائم کرنا چاہتے ہیں اور وہ اسی طرح قائم ہر سکتے ہیں جس طرح ہمنے بیان کیا ہے مولا نانے اسلامی نظام کو سلسلے میں حضرت ابو بکر رضا اور حضرت عمرؓ کے عہد کے معاشرے کا حوالہ بھی دیا۔

آج الحجاج سید مجتبی اور الحجاج شیخ عبدالمadj بھارت کی کانگریسی جنتا کو پر اطلاع دینے کا اہتمام کر رہے ہیں کہ مولا نانے اصلی جی نے ایسے طریقے سے گاندھی جی پر اسلام کی تبلیغ کی جس سے ان کو دکھ ہوا۔ اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے مناسب یہ ہو گا کہ ان تاثرات کو پیش کر دیا جاتے جو خود گاندھی جی نے اس جلسے کے بعد پڑھ میں پارٹنکے بعد دو روپ تک بیان کئے۔

۲۴ اپریل کو پارٹنکے بعد اخنوں نے کہا۔
”میں جن مسلمانوں کے ایک مجلس میں گیا تھا۔ یہ بڑے عدو ہو گئے۔“
”۲۵۔“ کہہ ہی کہ جس تم اللہ کا بندہ ہوئے کا دعویٰ کرتے ہو تو خواص کے علوں پر جلو۔ اور یہ شریعہ میخ باس ہے۔ یہ بوجہ تو تقریبی گرد تقریبیں و جھیک لگتے ہیں تھے ہیں اور پھر برائے پکڑے پہنچتے ہیں۔ بلکہ اسے تقریبیں ان بوجہ کے علوں میں شک پاؤں چل کر جاتا تو خوشی عسوں کرتا۔ مگر میرے پاس قلت نہیں تھا۔ اگر بیدل جل کر جاتا تو جلسے کا وقت تک جل جاتا۔

”میں ہندوؤں سے بھی اپنا جوں کر جب تم رام کو پہنچتے ہو تو رام کے علوں پر بھی جلو۔ اور اپنے اخلاق سے مسلمانوں کا افراہ مال کر۔“
”۲۶۔“ محن زبانی دھونی کرنے سے بچنے نہیں ہوتا۔ ایسے مسلمانوں کے بچے میں جیسے یہ تھا کہ مجھے بھر بڑا یا تو میرے شک پاؤں جانے میں غریبی میں کر دیں گے۔

واقعہ یوں ہوا کہ جب ہندوؤں کو معلوم ہوا کہ گاندھی جی اس جلسے میں کئے تو اخنوں نے طعن و ملاحت کے خطوط لکھنے اور ان کے اخباروں نے الحکل آپ لیے جسے میں کیوں نے جہاں پر کو

بڑوں میں رکھنے کے حوصلے است کر دیتے و اسے تھے۔ اس نئیں فالوں انداز میں بکھاف فرمایا کہ فائدی شیروں سے شورہ کیا جا رہا ہے ایسا لاریب قاتلوں ایک بڑی مقدوس چیز ہے اور زیاد افدا کی اس شیروں اگفاری میں آئنہ پسندی کی ایک مکمل درازانہ اش ہے ہوش ربانی انداز میں خلاہ ہوتی ہے۔ لیکن متاثر انگر کوئی باقاعدہ اخلاقیت پر نہیں اور جو ویسے کا عمل دلائل عوام کو ہے تو یہ نہ عالم ارتبت مکاروں کو اول نو علم و تعالیٰ کی روشنی میں بجاتے، خود اس اس فرمان چلتے تھا کہ جس محمد رسول اللہ علیہ السلام اور اس کے صحابہ رضا و ازواج کے نتائپ مذکورہ میں مدد و دربار و اور جاہاں نہ گواہی کی جئے اس نے تائیخ عالمیں یا مقام حصل کیا ہے اور انسانیت کو اس سکی پیارگاہ میں ہوا ہے۔ لیکن یہ الگ فکر تھا تو کم سے کم اس کا احساس کرنا تھا کہ جو عربی کی رسالت پر آبادی علم کا مکتبہ احمد عقل و شور کی پوری پیرائی اور دینہ زد اس کی مکمل گہرائی کے ساتھ انہیں رکھتا ہے اور اس کی توہین و تحریر مذکوری ہی نہیں جو ہری نظرے نظرے بھی ایک ایسا جنم ہے جس کے لئے کمی کی کذب آئین کی درگ گروائی کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ عالمیں قانون اخلاق اور فطرت عالم اور سور عوام دد اور دعے چار کی طرح ایک بیدعت دشائحت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ذور نہ جائی۔ مکتبہ ہند کا "باب گاؤ کشی" اٹھا کر دیکھئے، کامنے کی الوبی عظمت و عزت پر الگ چلتم کے اس کوئی وزن دار و میں نہیں ہے اور خود بجاہت میں تمام ایں ہنودا کی پرستش اور ملکوئی حیثیت پر عشق نہیں ہیں۔ لیکن یہ عوامی عدالت ہی تو تھے کہ جنہوں نے اتنی نگاہ کوئی کامنی پتھے سے پہلے ہی قانون کا فرضیہ اپنے ہاتھوں انجام دیا اور آج جب کہ یہی جذبات اکثر جسگہ نالوں کی جو طرف پہنچنے ہیں جہاں کہیں قانون پہنچنے پہنچ کر رہے ہیں جذبات کی اتنی پر وہی کام کر رہے ہیں جو قانون کر سکتے ہے مقصود انسانی قانون پر اعتراض نہیں بلکہ مقصود یہ عومن کرنا ہے کہ جو جس ایک موقع پر عدد درج نہیں کیا ذکاوت کا ثبوت دیتی ہے اسے دوسرے موقع پر بھی نازک و ذکی ہی ہونا چلتے ہیں۔

بڑے حال جو ہونا تھا ہر چکا اور جو ہونا ہے ہو کر ہے گا۔

توہین رسول میں وہ جانکرد اور ازدحامیہ بڑھنے کا خاکہ اخبارات کی ایک دلیل ہے اس قلب سلطنتی تیر و نترے کم نہ تھا۔ ماہوار سالوں کے لئے ایسے بھی بھری بھری اور پاس کے ہونے ہیں جب وہ کمی ملکی دلختے اور امام تھا دستی پر فری پچھے تر شماتہ پر کرنا چاہیں اور وقت کا پچھا اس کی اعجازت نہ تھے۔

اصح اور اس کے اکابر کی توہین و تحریر کا مذاقہ الچھپہ سما دا توہین ہے اور جمعت دا خوشنام کے نام پر جو کچھ اپنائے دھرنے سے مسلمانوں کو بخشنے میں ایسے سکھتے ہیں تم بخہت سے شامل ہیں۔ لیکن اس بخاطر سے پہ تازہ زخم خاص ذمہت رکھنا تھا اس کے لیکنہ والوں میں کمی و تھیت سے ہماری جمہوری حکومت کے ایک مفتور گورنمنٹی میں بھی ایک مشتمل ہوئے ہیں۔ بخی کے ایک مشتمل صاحب گورنر یونی یا نام نہاد کتاب "بخاری" دے راجعون "نامی جس ادائے سے شائع کی جئی اس کے سرچہ سمت و مخراں گورنر موصوف ہی ہیں۔ اور موصوف ہی نے اس ناپاک کتاب پر دیبا پر لکھنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ الچھپہ آپ نے مسلمانوں کے اتحاد پر یہ ارشاد فرمائی ہے کہ جبکہ اب سے پہلے اس کتاب کے سلطنتی ادارے اور اجادات کا علم رکھا اور بھی اخوس ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں کی دل آزادی ہوئی ہے۔ لیکن پہ معدودت عقل والی صاف اور آئین و دستوری بارگاہ میں کیا اہمیت رکھتی ہے، اس کا اندازہ اس پر یہی ایک طبقے جس کی روشنے کی قابلیت اور اپنے نہیں کی اشاعت پر پھرست رکھنے والا ہی نہیں ایک طبقہ اور ناشر اور ناشر اور چھپنے والا ہیں تک ماخوذ ہو جاتا ہے۔

بھرپور نگمہ گورنر کی پہ معدودت بڑی حد تک معمول ہو جاتی۔ الچھپہ اس کا بھی جو غور آسی طرح مطبعت کر دیا جائے جس طرح تادم خبر سر بر بہاء اور خری بہنگال کی حکومتوں نے کر لیا ہے۔ بلکہ مخفی مہبل کوئی انسانی انساف کے سکل تھا خوبی کو پورا نہ کرتا۔ بلکہ اس کتاب کی اشاعت کے ذمہ داروں سے مناسب حد تک احتساب اور باز پرسی کرنا بھی انصاف کے تقاضوں میں شامل تھا۔ لیکن مسلمانوں کی اشکشتی اور فراخ دلان انصاف پر دری کے عومن بھارے و ذمیر یونی چاہیا اقبالہ نے اپنے خاص اب وابج میں کچھ ایسے الفاظ ارشاد فرمادی جو زخم تازہ

فریاد یا اور بعض نے ناشر و طالع کے لئے سخت سزا کام طالب کیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی دینی کا اور بھی کچھ مادہ فرم ہو جاتے۔ لیکن اس حالت پرستے ہو اسے کہیں منظر میں یا تو یہ ذہن سنا ہے کہ چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم مسلمانوں کے بغیر ہیں اور ان کی توہین سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اس لئے توہین کرنے پڑتا ہے۔ یا یہ ذہن سنا ہے کہ کسی ایک ملت کے اکابر کی توہین اگر جائز بھی ہی تو وہ سری مل کے اکابر کی توہین کا سلسہ بھی چاری ہو سکتا ہے یا یہ ذہن سنا ہے کہ مسلمانوں کے دوٹ گرسی اقتدار کے لئے بڑے فتحی ہیں اور ایشش کی فصل تیاری پر کھڑی ہے یہ ذہن کہیں نہیں ہوتا کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اصحاب اجمعین، ایک ایسے انسان گذشتے ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک درج تاریخ ہیں بخوبی ہے اور کہ اور دسیرت کے لحاظ سے ان کی نظر تاریخی عالم پر کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے ان کو بغیر ملئے یا زمانے سے تعلیم تھریخ شخص ان کی توہین و تحریر پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس کی پہت لظری اور شرارت دیکھی انسانیت کے تقدیس پر یہی کاری ہوا ہے کہ انسانیت اسے برداشت نہیں کر سکتی۔

گویا بھارت میں ہمارا گاندھی کے بعد ایک بھی یہودی اور رہنمایا اسی نظر ہیں آتا ہے ایک بھائیک جرم کو عالمگیر انتداب اخلاق کی روشنی میں دیکھے اور محرومیت کی توہین و تحریر پر حسن پیاسنا نہیں ذاتی اور قلبی طور پر صدمت و کرب حسوس کرے۔ یہ جس اس نتیجے ہے اس بات کا کہ بھارت کے ارباب حل و عقد نے پیشہ علم جاپانی کو اور صاحب ہونا اس اکثری طرز فکر کی شاہراہ اپنالی ہے اور بھارت کی روحاں جس چندی میں ہو رہی اور رواہی رسوم و رعایت کی آڑیں زندگی کا حصہ ہو رہیں رچا کر مادیت کی کلیں اترنی جاہد ہی ہے وہی نتیجے ہے ملکے حصر حاضر کی اس کوئی کا لامخون ضرورت کے مطابق اس دنیں والوں سے اپنے دنیں ادا نہیں کیں کوریکشنا اس نہیں کرایا۔ انہوں نے تسلیم کا پورا حق ادا نہیں کیا اور اسی لئے آج ایسا ہوا کہ ایک امریکن صنعت نے ملک کی نام پر بہترین جہالت اپنی کتاب میں جمع کر دی تو بھارتیہ دیا گیوں۔ کے اہل ملک ان چہارتوں پر ملم کا دھوکہ کھاتے۔ ہو سکتا ہے کہ ان اہل ملک کی قریب خودگی میں عصب اور کتابی نہم و شور کا کافی

مکن ہے اس پرچے کے درست ناظر میں پہنچنے کے بھاری بیوی گورنمنٹ کتاب کی جعلی کا حاصل کیا صادر کر چکی ہے۔ یا مرکزی گورنمنٹ کی طرف سے کسی مخصوص قول و عمل کا تھوڑا ہو چکا ہے۔ کیونکہ جمعیۃ العلماء کے ارباب حل و عقد نے کتاب مذکورہ کو وضاحتی تحریر کے ساتھ وزیر اعظم کی خدمت میں بھیج رکھا ہے اور اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کے لئے کسی مستقل قانون بنوانے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ درود مندوں کی مسامی کو کامیاب کرے تاہم تاوم تحریر میں یعنی ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء تک اس هفتہ ناخوشی کے سلسلہ میں جو کچھ ہوا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ بھارتی مسلمانوں نے جگہ جگہ گرانی احتجاج کیا جس کے تجھیں یگارہ افزاد چلا کر ایک چھسائی زخمی اور ۵۴۹ گرفتار ہوتے۔ بیوی اور سفری بھنگل کی ٹکونوں نے کتاب کی جعلی کے احکام جاری کئے۔ شائع کرنے والے ادارے سے اس کی عالیہ فروخت روک دی۔ آل اٹھایا یہ سہول کے صدر سوچان سنگھنے کیا کہ حکومت کو چاہئے اس کتاب کو منتظر ہو اور اپنے کو سخت سزا دے۔ سفار اور شجع بھی ہمارا خیرو قریب کا تحریر نہیں نہ اور سرا باعذل اخبار کیلئے مسلمانوں کے احتجاج کو غذائی بتایا اور قلم کی پوری سکت کے ساتھ حکومت سے کہا کہ ان بالغی و نعد ارسلہ نہ کو سخت سزا دینی چاہتیں۔

یہ تو کمال اللہ جانتا ہے۔ ارباب حکومت جس حد تک بھی مسلمانوں کی ختم خواری کا ثبوت دیں اس کے پیش نظر میں ہو سکتا ہے جبکہ یہ ذہن کار فراہو اور ہو سکتا ہے آئندہ والائلش کو ڈھیں لے رہا ہے۔ دونوں ہی ہموروں میں ایک عیرتائی حقیقت اپنی جگہ اٹل رہتی ہے کہ علم و دانش اور شور و اور اک کاد جو ہے کرنے والے استہ بڑے ہندوستان میں ایک بھی عیرت علم و دانش اور ملکی و جزری نقطہ نظر کی بجائے ٹھوس ٹھیک دیگر کامی و سیاسی اور ملکی و جزری نقطہ نظر سے دیکھ کر اس بلند اخلاق اور تاریخی اور وسیع و عالمگیر نقطہ نظر سے دیکھ کر اس کا دل اخلاق اور بیدار ضمیر کا اعلان کر سکے جس کی زبان حقیقت انسان نہیں کہا ڈیا جا سکتا۔ یعنی یہ تو ہو گیا کہ دو صد یوں سے اس کتاب کو بیطب کریں اور یہ بھی ہو گیا کہ بعض ارباب تحریر نے نہ امت و انسوں کا الہما

غلب پر یا فرض کیجئے انہوں نے ٹھوڑی بھی سیرت و کردار سواد اقیفہت کے باوجود اس نایاک کتاب کو مخفی تصنیف شائع کیا ہو۔ یہیں ان گلہوں بھی سیرت و کردار کا تعارف بھارت جن اُس حد تک کرایا جا پہنچ کا ہوتا ہے اس کا حق ہے تو کیا کسی کے لئے اپنے تعصیت کو مظاہر سے کی ای بر طالودی تکلف جدات آسان تھی؟ کیا کوئی شخص یا ادارہ آسانی سے یہ حافظت کر سکتا تھا کہ جن ہی کی غلطیت کردار اور نشیک سیرت کو علم ملکے گوشہ گشہ میں ہائے اس پر جا ہانہ طعہ زدنی اور شہام جلالی کر سکے۔

بعین عوامی افراد کے لئے منتهی بردار العلوم دیوبندیہ میں جابر عربی مولانا الحمید عثمان صاحب چیزیں بیو پلیٹی دیوبندی کی الگ جمیقت افروز بے مقابا اور سبق آموز تقریر سے توبے شک یہ اندزادہ ہو کر جیسے ایک ایسا ہی اجتماعی مجلس سے جیسا کہ ”توہین رسول“ کے سسلہ میں جنہیں اپنے احساس رکھنے والی کسی قوم سے متوقع ہو سکتا ہے اور توہین رسول سے جو زخم قلو سپین پر لگا ہے اس کی گہرائی دل سے مجرم ہے۔ لیکن فرالامال حضرت مولانا قاری محمد طیب ممتاز خلق العالم کی دارالعلوم دیوبندی کی مکملانہ تقریر سے اس نویست اور رنگیں کافی حد تک صلحی کی اور اس اصلاح سے مجلس کی نویعت ایک ایسی مجلسی ہٹکی جو ہی سماں مرضیہ آگئے اور آنسو پکانے سکی اجازت ہے، کہ ایضاً اللہ جل جلالہ اپنے کی حافظت کر دی گئی ہو۔ حق یہ ہے کہ راست و رحمت اور نرمی و دلائل حضرت والائی فطرت ہم پہنچے ہی سے اور ہے اور اب جس کی جامعہ کہا دیوبندیں ہوئے والائی تبلیغی جماعت کے ایک مجلسی محنت مفتری شرکت فرالامال اپنے تبلیغی جماعت میں شرکت کا ملی اعلان فراہم یا ہے تو اس رافت درست اور نرمی و دلائل اور بھی ترین ترقی حاصل کا پیش ہے۔ جماعتی تبلیغی خالص اللہ الدلائل کی جماعت ہے۔ تقویٰ طہارت نماز مراسمہ کو درود نسیح اور احکام میں پاکیزہ ہمتوں سے استفادہ کرنے پر کے اس نیوں کے باہمیں ایک نہایت پاکیزہ اور حبیب صور اپنائی جائے۔ یہیں صلی و بر تر و احمد تابع ساز انسان یہ دشمن طرزی کرنے سے اللہ اور اس کے رسول کا یہ بگاؤ سکتے ہے اسے ہر ہوش مند بانت سے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے جنہیں ہونے کا توہین پہنچی

تعزیت سے ہو اور اپنی ایسی سفلہ جو کتوں سے وہ مذاپ آخوت ہے۔

کا تغیری کھڑا ہوتے جماعت تبلیغی کا کوئی ذمہ دار فرد مل صدھے کو زبان پر لائے کے دنیا دار از کام میں اپنے اوقات مقدار کا ایک لمبھ صرف نہیں کرتا اور دنیا سے دنی کے جھلکوں کو اس کے نام سود پرستاروں ہی کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت یہم صاحب خلیل العمال سے جب اس جماعت صاحب کو اپنایا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے حراج و مذاق اور ذہن و ذکر کو بھی قدر تباہیں گے۔ چنانچہ جو ستر مذکور ہیں اپنے فریا کہ خدا ان پر خود عناب بھیج کا چور رسول اللہ تھیں توہین کوئی ہیں اور وہ لوگ پھٹکاریں گزندار ہوں گے اور ایسے لوگوں سے بہت اپنے خدا کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ جے باتیں ہیں جن ہیں اور اگرچہ توہین رسول ”جیسے دنیا دی صالی پر محمد زبان کھوئا اور تقریر کرنا ہی تبلیغی جماعت کے آمدوں و مزاج سے پڑی ہم آئمی ہیں رکھتا“ تاہم جو حیثیت افروز و عظیم حضرت نے نہ سایا اس نے ایک طرف سامنیں کے دلوں پوکیں اور طیور اور کاسلان بھی پہنچا یا ہے اور دوسرا طرف سی آئی کی اس روپوں کو عکس از خدا تک دستیں اور سو از دستیں بنا یا ہے جو مولانا محمد عثمان حنفی کی گرم گلائی کے اثر سے آتش درپیل ہو رہی ہوئی۔ دارالعلوم سے عمل یا اعتقادی وابستگی رکھنے والوں کو اللہ کا سلاطین اور ناصاحہ کر دنیا داری ویسا سوت اور مگر ای دللمت کے اس بندھو نامود ہیں اللہ جل شانہ نے دارالعلوم کو ایک ایسا تم عطا فریاد یا یہ جو جو ش کو ہوش ہیں گئی کو ہندنگ ہیں ہاؤ ہو کو مکوت ہیں ایں کو سکون ہیں اضطراب کو تھیڑا ہیں، تڑپ کو سبھیں، سیاں کو بخادیں، اور شور و شیون کو فوشی دبرداشت ہیں تبدیل کرنے کی حکمت و صلاحیت سے ہوئے وہیں اور جس سے دارالعلوم کو جذباتی ہوں ہیں اس حد تک جانے سے روک دیا جس حد تک سریش کو ہلیلہ کی پیغمبری کی جو کوئی شیخی ہوئی اور جس حد پر زخم و عراجت اور قید و بند اور دنیا داری کی تاریک گھاٹیاں ہیں۔

اللہ کے سب سے بڑے رسول اور کامنات کے صعبت نسبت و بر تر و احمد تابع ساز انسان یہ دشمن طرزی کرنے سے اللہ اور اس کے رسول کا یہ بگاؤ سکتے ہے اسے ہر ہوش مند بانت سے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے جنہیں ہونے کا توہین پہنچی

تعزیت سے ہو اور اپنی ایسی سفلہ جو کتوں سے وہ مذاپ آخوت ہے۔

کتاب کئے تھیں لکھا گی تھا۔ بلکہ ۱۹۵۷ء میں یہ لکھا گیا تھا۔ اور ”بخار تیر دیا بھون“ کی بہت سی کتابوں میں اسے رسم اشال کیا گیا ہے۔

اس حقیقت کے اکٹھافت کے بعد جناب گورنر کا دام نلقینا پڑھنے سے زیادہ صاف ہو گیا ہے اور ان کے انبالہ افسوس ہیں میں ایک وزن آگیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وزیر صاحب نے یہ بھی مشکل کیا ہے کہ قانونی مشیر وون کی نظر میں اس کتاب پر مقدمہ تھیں جل سکتا۔ لہذا نہ حکومت اسے جلاستی اور فیض بخوبی کیے۔ قانون کی نزاکتیں تو قانون دار ہی سمجھے سکتے ہیں۔ لیکن ہنہیں کہ میں آیا ہمارا اور غیری بنگال کی حکومتوں نے یک جو کریضی کا حکم جاری کر دیا جب کہ قانون میں اس کی بخشش ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ صوبائی حکومتوں نے خود مختار حکومتیں نہیں ہیں کہ ان کا آئین دستور الک الاک ہو۔ ان سب کا سرا یا کسی مرکزی دستور سے متمایز ہے اور اگر دستور میں اس کتاب کے ضبط کے جانے کی کوئی بخشش نہیں ہے تو ہمارا اور غیری بنگال کی حکومتوں نے کس اختیار و سلطنت کے ضبطی کا حکم صادر فریایا ہے۔ بعض اور باتیں بھی وزیر یوپی نے قابل ذکر کی ہیں مثلاً انہوں نے مولانا شاہد قادری کے سوال کے جواب میں کتاب کے دل آزار جملوں کا اعتراف بائیں الفاظ لکھا ہے۔

”اس کتاب میں اسی جیزیں ہیں جن سے ایک ذہب کے مانند والوں کو دکھ پہنچ سکتا ہے۔“

اس جیز کو تو جانے دیجئے کہ دنیا کی ایک عظیم شخصیت کی شان میں جا ہانہ بے تینزی کرنے کے واقعہ سے من حيث الان ان جناب وزیر کو دکھ نہیں ہوا۔ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ جناب نعمتہ دار لوگوں کے قلوب و اذہان اور پی اخلاقی افتخار اور انسانی میارات کے باب میں بہت کچھ بدلتے چکے ہیں۔ لیکن اس جیز کو دیکھنے کے ہاشمے محترم وزیر جنہیں سب سے زیادہ اپنی رعایا کے ہند بات و احسانات کا اندازہ ہونا چاہتے ہیں۔ ”دکھ پہنچ سکتا ہے“ کے پر رحم اور چیل الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ گویا اس کتاب سے مسلمانوں کو یقیناً بہت زیادہ دکھ پہنچنا۔ ایک مکلا ہوا واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ بعض امکان کو درج کی جیز ہے۔

اصفاذ کے سو اکوئی فائدہ محل تھیں کہ سکتے۔ لیکن اللہ جل شانہ ایسی ذہلی حرکات کیوں ہونے دیتے ہیں؟ اس کے باب میں ہمارا ذہن اور عقولہ یہ سمجھ کرہے اصل میں آزمائش ہوتی ہے۔ اس بات کی کہ کس مسلمان میں کس حد تک حیثیت رسول اور غیرت دین اور حیمت و جوش اور حذیۃ و احساس باقی ہے۔ کس کا ایمان کس حد تک دسی ہے اور کس حد تک حقیقی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدائہ امی دایبی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ کوئی شخص میں نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے پہنچے مال اور اپنے عیال اور اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔

ہزار جان گرامی فندابہ ایں نسبت!

اللہ جل شانہ، قرآن میں فرماتے ہیں کہ یوں نہ سمجھو ہا آئندہ جنت میں یہی دستے ماؤں گے۔ ہم تمیں آزمائیں گے جیسے کہ چھپوں کو آزمائیں ہے۔ جان و مال، عزت و اہمیت، اہل و عیال اور دیگر محبوب چیزوں کے ذریعہ اللہ اتنا لوں کو آزماتا ہے اور توہین گول۔ بھی وہ حقیقت ایک آزمائش ہی ہے۔ جب رسول کی گھرائی کو ناپس نے کے لئے۔ فرشتوں کے خامروہاتے تیر اعمال نایوں میں بلا ریب و شک ہر شخص اور جماعت کے قول دلکش کی پوری تفصیل لکھ رہے ہیں کہ کس درجہ میں حیثیت رسول کا ثبوت دیا اور اللہ جل شانہ پر آزمائی کی طرح واضح ہے کہ رس کی نیت کتنی صاف اور کتنی آسودہ رہی ہے۔ وہاں شہد فاماً فی آنہیکم اُوْ نَحْقُوْهُ بِمَا يَعْلَمُ سُكْرِيْلِيْلِ اللَّهِ۔ ایک دن آئے گا جب لیکر یہی قول اور عمل ہی کا ہیں۔ ایک ایک جنہیں اور نیت تک کا پورا حسابہ ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ اس دن ایک فاسد و فاجرو اور جان دینے مسلمان جس نے ”توہین رسول“ پر بے تدبیری سے جان دینے مسلمان جس نے ”توہین رسول“ پر بے تدبیری سے اور ملامت و قطب جس نے ”توہین رسول“ کے سلسلہ ہر جاہد گفت اور زہادہ سنجیدگی کا ثبوت دیا ہو عتاب خداوندی کا۔ مستحق ٹھیک۔ — وَعَلَى اللَّهِ حِلَاقَةُ الْأَمْوَالِ وَحُولِّيْسِ بَطْلَوْهُ مَلْعُونِ

۱۳۔ ستمبر ۱۹۵۶ء آج اخبارات میں پوچھی اکمل کی ایک کارروائی کا کچھ حال چیزیں ہے۔ پوچھی کے وزیر جناب امیر نے بتایا کہ کتاب پر گورنر یوپی کا جزو دیا چاہے ہے وہ اس قصوص

جانب و ذریعے نے یہ بھی کہا:-

"میں اسی بھی پہنچاہنا ہوں کہ اسلام ہونا چاہیے تھا۔ ہر ایجیشمنی کوئی شرافت ہے اگر قبیلے کے شان ہوتی ہے۔ اس سے معالم ہوا کہ ملاؤں نے جگہ مدد احتیاج کر کے کیسی نیک اور دوستی کا ثبوت بھی دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ طاقتور کے مقابلہ میں مکر رذو ظلم کو ہمیشہ شافت کیہا جائے اور اذیل ہی کہلے دزیر موصوف نے مسلمانوں کے ساتھ شور و شیون کا خلاصہ ان الفاظ میں کر کے رکھ دیا:-

"اس سے زیادہ اور کیلئے کہنے والے یہ میں پہنچ کی لمحی ہوئی اور بھی بڑی کتاب کے مقابلے ہو ہر لکھ میں گئی ہے اور یہاں بھی آئی ہے اور جسے انگریزی جانتے والوں میں کسی نہ بخواہ اور کسی نہ بخواہ اور کسی نہ بخواہ۔ بہر حال اس وقت تک کوئی شکایت اس کے بالے میں نہیں آئی۔"

چلتے ہاتھم سپور ناشد جی میں یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ عام طور پر صافت نہیں ہوتے۔ بلکہ دل کو زیان پرے آتے ہیں چنانچہ ان کی اب تک کی تمام باتوں نے خوب دھانچہ کر دیا ہے کہ نام نہاد کرنے والا کام عاملہ ان کے نزدیک کس درجہ عمومی ہے اور اس پر کمالتی والا احتیاج کس قدر قابل احتراض ہے۔ ایسے صاف گو اور مخصوص لمحہ کے لئے اللہ میان مسلمانوں کی آزادی کیلئے ہمیشہ ہی پیدا کرتا رہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بھی پیش نظر تھی کے مسلمانین مسلمان عوام و خواص کے اعمال انسانوں میں فرشتوں کو اور بہت کچھ لکھنا باتی ہو اور اللہ اعلم

آخری صرف ایک سوال ہم اپنے عقلم یوں گزشتہ سے کوئی ناچاہتی ہیں اور وہ یہ کہ اگر بھارت کے کسی اقلیتی فرقے کا کوئی فرد اکثری فرقے کے کسی مذہبی رینماں کو زور و تھیروں ایسا ہی حصہ لے جیسا کہ جہاں تیرہ دیا جھوٹ نہیں لیا تو کیا قانون اس وقت بھی ایسا ہی لاقرار اور جبورہ حاصل کا ہے تھی کہ مسلمانوں کی طرف سے اس طرح کی روکی کا اثر ایسا ہی انسانوں کی طرف سے اس طرح کی روکی کا اثر ایسا ہی انسانوں کی طرف سے اس طرح کی روکی کا اثر ایسا ہی انسانوں کے مناسب احترام و ادب کا حکم دیا اور کوئی دوام دغیرہ کو مسلمان اُس نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے اپنی ہنوداں کے پیشواؤں کو دیکھتے ہیں قرآن نے مسلمانوں کو یہ بتایا ہے کہ اللہ نے ہر بملک میں نبی مجیس اور چار تھام انبیاء کے

ان حقائق کے پیش نظر یہ تصور ہی کہنا بہکارے کہ مسلم کسی دوسرے مذہب کے پیشواؤں کی توریں کا فعل قبیع اجتماع فی سلسلے ہیں۔ لیکن بھارت میں معرفت مسلمان ہی نہیں رہتے اور بھی اقلیتیں رہتی ہیں۔ اگر ان ہیں سے کوئی اس طرح کی ناروا جہارت کر سکتے تو کیا آئین و دستور کی یہ کوئا دستی اپنے حال پر شاکرہ سکے گی؟ کیا اس وقت بھی آئینی و انتظامی تقاضوں کے بلقباً حضن اخلاقی و انتہاری تلافی ماقات کو کافی سمجھ لیا جائے گا؟
فاطمہ عثمانی

حسن اکلام

امام کیچھی سورہ فاتحہ پڑھنے کے پڑھنے کے مستلزم اتنی جامع مدلل اور عفضل کتاب کہ آج تک اس پوچھنے پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اسکو پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان اس سلسلے کے باسے ہیں تذبذب اور بدگشی کا شکار نہیں رہ سکتا۔ علظت ہیں کے لوگ آج تھیں لیکن یوں اداشتہ رہا کہ ذریعہ امن مسلمان پر بخت و مغلوبے کا منتظر کھڑا کر کے جھوپ مسلمانوں کو غلط فہمیوں اور بدگمانیوں میں بستا کر رہے ہیں۔ یہ کتاب الشادر اللہ لیلیے لوگوں کا کمل اور اطمینان بخش جواب ثابت ہو گئی افادت کے پیش نظر ہی اسے پاکستان سے منتکا گیا گیا ہے۔ دو حصوں میں مکمل۔ قیمت ہر دو جلد چھ روپے آٹھ ہے۔

میں کوئی خرچ نہ دیکھاں اک خرچ ملتا

مگر خرچ عبور بدمہ خریدار

ایک
تولم کی تیشی
پاچ پر پے

چھ ماشری
تین روپے

عوامیت
بے خوبی و لفسی خون ملکیت

سرہ، کامیابی کی، صندوقیں ملے، مالے

کی کوئی جیزہ نہ ہے، زندگی ایسا رہنے

ستدیاں سوتے، سوتے، سوتے، سوتے، سوتے

لے کر تھا احمد احمد حسکا آدم، دوسرا بھائی

وچھ ملکیت

خوبی تیشی بھائی ملے، ملے، ملے

شیخ خوش بون، داد

جوتیدار نہ آئیں

مزید تفصیلات نائل کے کسی صفحہ پر لاحظہ فرمائے

یا اور امعلاً نکال پڑے۔ لا الفیض لامانی دیو مصلحہ سماں پوچھ

بعض شہروں میں درجہ مندرجہ ذیل تجروں سے مل سکتا ہے

ان سے خریدنے میں آپ کو اک خرچ کی کفایت ہو گی

حیدر آباد کن، - محمد علی لکھنؤی تاجر بطریق مصلحی کمان ہو گلی۔ - عظیم گڑھ، - حکیم مولوی بشیر الدین، رواحت انریتاں کی پہنچ
دریگھل کن، - افضل شور کتاب گھر، علام حسین علی، کلکتہ ۱۹، - عبدالحید صاحب غزی ۱۲۵ کیش پست دریں، شریف
کلکتہ ۱۶، - ثمانہ کم ۳ پاؤ ۱۱۰ لودھیت پورا وڈ، - عظیم گڑھ، - ابوالحسن مولوی بشیر اللہ صاحب الحسینی
ہمدرم روانا نہ مٹو نامہ بنیں، - راجستان، - محمد سرما صاحب دا خانہ غزی یہ نیں کنوں بیکانیر، رانچی بہار
محمد امیر الدین صاحبہ بیانی، - رامپور اسٹیلیٹ، - جانب رئیس دولہ خان صاحب، محلہ شریہ، علی گڑھ
مہریم اسلام، فلمتی دینیات، مسلم نیویورکی۔

بُحْلَلِ کی کاف

دی گئی ہیں۔

سوال ہے۔ حاضرون اخیری اللہ کی صفات ہیں۔ یہ کن صفت ہیں
ہے۔ یہ صفت حقیقی ہے یا صفت اضفانی؟ اگرچہ تو یہ کس علم
کا بحث ہے اور کس کتاب میں ہے؟ دربان و اشائی پر و انکجھی
اسے لفظت ہیں۔

آپ اور ہم دونوں ایکٹے بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں آپکو دیکھتا
ہوں اور آپ مجھ کو دیکھتے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں اپنی خورت کو
سامنے حاضرون اخیر ہیں وہ آپ کے سامنے حاضرون اخیر ہے۔ آپ
اپنے خورت کو دیکھتے ہو وہ تم کو دیکھ رہی ہے۔ آپکے مقابل
میں آپ کا عقیدہ فاسدہ کے مطابق آپ شرک ہیں یا نہیں؟
اگر ہے۔

آپ اپنے بھائی یا کوئی دوست کو خاطر لئے ہیں مجھ کو دوس
روپے کی خروت سے یا انکوں کی خروت سے جلد دانکریں۔
آپ کا دوست آپ سے خاتب ہے اس کا آپ قابل و حاضر و
ناظر کجھ کریں اپنے خاتمی اعتراف سے مذکورہ جمل
منالوں سے شرک ہن کے یا نہیں؟

خاکسار نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تھلیں اسکے
تفصیل نہ کرے سے الگ پر ہوتے ہے ناظرین کو سخت گرانی ہو گئی کہ
اس طرح کے نغوونوں خط پر کیوں صفحے خالی رکھ لے۔ لیکن، میں
ناظرین سے عرض کروں گا کارہائے اکثر عالم اتنے بے علم اور بے
شور ہیں کہ جن دلائل کو پوش ہند لوگ غُفرانیوں کے سنتے ہیں اسی
دلائل کے دام میں یہ عوام ہے آسمانی پھنس جاتے ہیں اور شرک بیعت
کا واجح اسی نئے مسلمانوں میں کشکچ پایا جاتا ہے وہ شرک و
بدعت کے لئے مقلعہ میں اور علم صحیح کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔

ایک خط المعرفت اگست ۱۹۷۶ء میں موصول ہوا۔ اسیں، اتم
کی جگہ چار پارچے نام درج ہیں اور تھی جبوری تھیں جس پر ہوتے
ایک ہاپ (فبرٹ) کے متعلق کافی خاص فرمائی ہے۔ طرز
خوبی سے۔

”آپ نے یاد موصول اللہ کے بحث میں خلاف فی مسائل میں
بہت سی ملوکی حقائق کا اظہار کر کے اکثر مسلمانوں کو لگراہ کرنے کا
طریقہ ایجاد کئے ہیں۔۔۔۔۔“ (نقل مطابق اصل)

اس کے بعد لکھا گیا ہے کہ ہمارے سوالوں کا جواب ہیئت
میں تاثیر کی گئی تو۔

”ہم اشتہار دے کر سارا ہندوستان دیوبند و سہاپور
دیوبندی و خیریم کو مسلم کرتا ہیں گے کہ فلاں مفتی فلاں رسالت
 والا کافر شرک ہے۔“

انتہے سے بھی برادران گرام کی طبیعت نہیں بھری تو آخر
دیوبندی استعمال کیا ہو پچھلے دوں دارالعلوم دیوبند کے محترم
مفدوں نے بظاہر مولانا ابوالعلی مودودی کے خلاف ہیکن پڑھو
اور درحقیقت مولانا نصرۃ القاسم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف استعمال
کیسا تھا۔ یعنی۔

”آپ اپنے تحریکتے اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے کافر
شرک ہمکے۔ آپ پر فرض ہے کہ تو یہ کرے۔ دوبارہ کلہ ٹھکھے۔
اگر تکالح ہو تو تجدید کرے۔“

اس کے بعد راقین نے مزید تشریح کی مجھی فرمائی ہو کہ جس کا
تکالح ڈھکیا اس کے پیوں کو کیا کہا جاتا ہے؟
ذرا عجیبات بھی لا حظ ہوں جن کے جواب کیلئے حکیم

ایک دوسرے کا تین سالنہ ہیں۔ پھر اور شرک ہوئے۔ ایک سالنہ میں اور تین یا افتابہ قطعاً فیضی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات کا پیر تو انسانوں میں موجود ہوتا ہے مثلاً وہ کرم ہے تو انسان بھی کسی نہ کسی درجہ میں کرم کرتا ہے۔ وہ قبادت ہے تو انسان بھی خشنہ کرنا جاتا ہے۔ وہ علم ہے تو انسان کے پاس بھی خود اس علم ہے۔ وہ سچ ہے تو انسان بھی کچھ قوت سع اور سوچ ہے جو رکھتے ہے۔ خدا کی عطا کردہ ان صفات کا نام "شرکت" فی الصفات نہیں ہے۔ بلکہ شرک اس پیچرے کو کہتے ہیں کہ کسی بھی صفت، بیان کو اگسی درجہ کمال میں ہیں وہ ذات فدا دری کرنے میباشد ہے کسی بخوبی کا سع مان لیا جائے۔ انسانوں کا ایک دوسرے کے لئے حاضر و ناظر ہوا ہی اسی طرح شرک ہمیں جس طرح کو کریم اور فاہدہ عالم و سعیج ہونا۔ ماں جس درجہ کمال میں اللہ کے لئے حاضر و ناظر ہونا میباشد ہے یعنی ہر وقت ہر وال میں ہر مقام پر اس کا اپنے بندوں کو دیکھتے رہنا اور ان کے ہر خوشی و جلی کلام کو سستہ رہنا اور تمام پوچشیدہ بالوں اور خفیہ گرام و افکار سے باخبر ہونا اسی طرح الگ ہم کسی ولی یا نبی کے لئے حاضر و ناظر ہوئے کاشیدہ مکریں تو شرک ہو گا۔ غیب و دلی اور ہمہ دلی تھیں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو حضور و نظور کا درجہ کمال ہے اس میں اللہ کے سو اکٹی شرک ہیں۔ نہ از و سے نقل در و ایت۔ خدا روت خعلہ مشاہدہ۔ تسبیح نہیں جانتے کہ جو شخص یا رسول اللہ تھے ہوئے یہ حقیقت و کھلیک ہے کہ حضور سردار کو نہیں بھلی اللہ علیہ وسلم لیقیناً اس کی آزاد اور عرض داشت کوئی رہے ہیں وہ کیونکہ دائرہ شرک سے باہر چھا جا سکتا ہے۔ یہ بالکل الگ بات ہے کہ کوئی شخص روشنہ مطہرہ پر حاضر ہو کر کچھ عرض کرے اور حضور اللہ کے حکم سے اسکی عصمنداثت سُن لیں۔ اس طرح کے انفرادی اور مستثنی و اتفاقات سے خارج نہیں۔ اس طرح کے انفرادی اور مستثنی و اتفاقات سے خارج نہیں۔ اس طرح کے حاضر و ناظر ہوتی کی تردید نہیں ہوتی۔ جس طرح کی ایکی تیکانی کرنے والے کی کوئی نہیں گئی الگ بھی بالکل ٹھیک پڑھتے تو اسے عالم الغیب نہیں لاما جاسکتا۔

حضور پیر اور بھلی اللہ علیہ وسلم کی خاب میں تشریف اور ہی کو بھی بعض لوگ حضور وغیرہ کے سلسلہ میں بطور ولیمیں کہتے ہیں۔ یہ بعض ناہمی ہے۔ خواب میں کسی کا آنا خود اس کی کسی قدامت اور شان کو ثابت نہیں کرتا اور نہ خواب میں اور زخم بھر کر بھی آتے ہیں بلکہ

اور ہمچنان سے جیسا کہ خدا اور اس کے رسول نے اصرار و تکرار کیسا تھا تو ہمیں وہ حقیقتی کی دعوت دی سے اور شرک و بہعت کو بھر گھیفت الہیں اور ہوا ای قرار دیا ہے۔

لہ دوی کا مکمل توجہ توڑنے والے بھائی! تم پر اللہ تعالیٰ حج کرے۔ میرے جس جواب پر تم نے مشتمل کرم کی ہے وہ پڑے عاصیخات پر ہمیں ہوئے اور اس میں صرف عقل ہی نہیں فرائی و منت کر دلائی بھی مذکور ہے۔ الگ تم ملی بخوش کو خود پر ای طرح نہیں بھجو سکتے تو تم سے کم کسی صاحب طبع میں میرے جواب کے باسے میں لفٹکو کر لیتے ہیں کیا المز طریق ہے کہ سوچاں کھما اور دھخنوں کا جو ابی خط لکھا رہا اور اتنی بھی قیزراختیار سنکی کہ ملی بھائی! دھمکیاں نہ دینی چاہتیں، بلکہ بات سمجھ دیں اور سیلقت سے کری چاہتے۔ دین کوئی جاہد اور ہمیں ہے جسکے ٹوکنے پر دنگل اور سورجے قائم کرنے ضروری ہے۔ خدا کیلئے اپ کی صاحب طبع کو پاس بٹھا کر میرے جزوی دلے جواب کو پھر پڑھیں اور دھمکیں کر لیتے لھھایا ہے۔

زندہ لوگ جب ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہیں یا ائمہ مسلم ہرستے ہیں تو یہ شک وہ ایک دوسرے کے لئے حاضر و ناظر ہوئے ہیں۔ اسیں نکوئی لفٹکو ہے نہ یہ قابل تذکرہ بات ہے۔ اصل بحث تو اس میں ہے کہ جو شخص ہمارے سامنے نہیں ہے دنواہ وہ مرد کا ہو یا زنہ وہ ہوئے ہوئے ہم سے جدا ہو جائیں یا اس کے باسے ہیں یہ حقیقتہ رکھا جا سکتا ہے کہ جو بات بھی ہم کہیں گے وہ بلاسی ماذی دستیلا و دندیہ کے سین یا گاواریں حال ہیں بھی ہم ہوں گے وہ بطور شاذ پڑھی کیتے دیکھے گا۔ سرورم اولیا یا ہنبیاء کے ارج ہمارے سامنے نہیں ہیں۔ الگ یہ کسی صیحت کے وقت بھکر اخیں پکاریں کہ وہ باوجود ہمارے سامنے نہ ہو سکے لازماً چاری آواز اس لئے گے تو یہ بالیقین شرک ہو گا جس کے لئے جواب مذکورہ میں نظر کر دیا جائے دادا بیٹ بالکل کافی ہیں اور ان کے علاوہ بھی کتنی ہی آیات و احادیث دلائی مقلیۃ و نظریہ موجود ہیں تھیں ہمارا بیان کرنا تحسیل ہمال ہو گا۔ ہمہ وقت ہر جگہ ہر زمانے میں حاضر و ناظر ہونا تھا اللہ جب شاند و حم نوال کی صفت ہے جس میں کوئی ولی و نبی ہرگز ہرگز کسی شرک کے نہیں سکتا۔ آپ کو حقیقتاً ارادہ یہ عطا ہی ہوتی ہے کہ الگ حاضر و ناظر ہونا تھا اللہ ہی کی صفت ہے تو تمام دو لوگ بھی تو اس میں شرک ہیں ہو۔

سائب پھچو اور دا کوٹیڑے بھجی آتے ہیں۔

صحیح عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان حاضر و ناظر تھا اللہ تعالیٰ کو مجھے اور

صرف اسی سے مدد ملتے۔ دعاوں میں برکت کے لئے دو دو شامل

کرنے والاشیعہ محمدہ طریق ہے اور حضور کے صدقہ وظیفہ شامل

کچھ مانگنا باليقین پسندیدہ ہے لیکن یقصور پھیشہ دل میں چارگزی ہنا

چاہپئے کہ کاراسازی و بناء و نوازی اور بنانا بگاتا نا اور لفظ و ضرر

بہنچانا اللہ۔ اور مہرالشدہ حدۂ لاشریک کے ہی اختیار مطلق ہے

بعض حالات میں دیکھا گیا ہے کہ کسی بزرگ کو کہیں دوہنہ نے

والا و انہر ندیوں کشف معلوم ہو گیا یا کسی شخص کے دل میں پیدا ہوئے

والے بعض خجالات و اذکار کا علم جو گیا۔ ایسے واقعات کو ہم کو

وکشف وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان کے بعد سس کو

مانند ہیں۔ لیکن یہ اس بات کے لئے دلیل نہیں ہیں کہ بزرگ

دائیکی طور پر غیب دا ہو گئے اور بعد میں۔ یا تندگی ہی

میں دور رہتے ہوتے ہے ہر بکار کو سنتے لگے۔ عبادت دریافت میں

اللہ تعالیٰ نے کچھ اثرات دیکھے ہیں جو میں سے بعض مانوقی العاد

بھی ہیں۔ ان اثرات کا انہوڑ صرف مسلمانوں ہیں نہیں غیر مسلم

زبانہ مجاہدوں بھی پڑتا رہا ہے اور یہ سے کوشش ہائے رہیافت

سادھوؤں تک ہیں دیکھے گئے ہیں۔ میں الگرسی خاص کشف یا خاص

باعنی کیفیت کے باعث ایک یا ایک واقعات کسی انسان کی

غیب وائی اور حمزہ و حضور و نبھوڑ کے ہو گئے تو یہ اس بات کے

لئے بالکل کافی نہیں کہ وہ کلی طور پر حشر کے لئے غالم الغیب بن گیا۔

سوال ۱۷:- از شخ صحوب (دانوت) کفر براثت

کتاب حیات مسلمین روح بست و قیم ایضاً و قوی کے تحت

ملکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبیہ بیان فرمایا ہے

کہ یونیورسیتی میں کوئی کی نہیں دیکھی دیجیں اُن کا اختیار کرنا

کفر موجہ گا جیسے صلیب لٹکالینیا سری پوری روکھ لینا یا جینتو باندھ

لیتا یا ما تھی پرشق لکھ لینا یا بچے پکارنا وغیرہ۔

تحمل دیو منداہ اربع شوالی ۱۳۶ پر ہے "بولو شری

رام راج کی بچے!"

تجھی دیلو بند ماه جزوی شکھ عصمت پر ہے۔ سیاست اُب

جناب شریمان پنڈت نہرو صاحب وزیر اعظم راسٹر یا بھارت

جی ہے۔ اسی طرح دیگر اشاعتیں بھی جملے میں ملے ہیں۔ میں
جیران ہوں کہ ایسے اہم مسئلے میں دو علمائے دین کے درمیان اتنا بعد
یکوں بھی مولانا اشارت علی رحمۃ اللہ علیکے غلط فتویٰ دیلے ہے یا
اپ کاطرز تحریر غلط ہے؟

جواب:-

آپ نے جواب اسی سیکھ کی ہیں وہ سب "مسجد تھیانے سک" کی
ہیں۔ آپ مجھے تھیکی کے پہت پرانے خرید اسلام ہوتے ہیں۔ الگ و دست
ہے تو مجھے خبر ہے کہ ابا این العرب صاحب کی تحریر دل کو آپ نے
ٹھیک طور پر کیوں نہیں سمجھا۔ ملام صاحب طرز و مراح سے لوگوں کو
ہنساتے اور لذت چشم و دماغ ضرور عطا کرتے ہیں۔ لیکن آن کا اصل
مقصد غصہ تھریخ ہیں بلکہ خدمت دین و ملت ہے۔ وہ اہل القدار
کے قول فعل پر سخت تھیقہ بھی کہتے ہیں اور یہ اس استزادہ مسلمان
وہادیاں کر ایک کی روشن پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی بھی ڈالتے ہیں
عوام کی اگاہی اور تنہیہ کے لئے وہ بعض مقدس چیزوں سے نقاب
ڈوچ کر ان کے اصل بندے خالی بھی دکھاتے ہیں اور باہم خود فقیروں کا
بھیں بد کرائیں کرم کا تماش بھی دیکھتے ہیں۔ بیٹھوں کی درندگی
سلسلہ انسان کے لئے خود بھی گیڑ رسمی ہون جلتے ہیں اور لٹوڑیوں کی
مکاری و غیر کرنے کے لئے خود بھی کو ابھی ہیں میٹھے ہیں۔ آپ بنی
بیان کہتے ہوئے آن کے اندر کا تکلیم بھی ایک معادر پرست یا مذہب
ہوتا ہے بھی ذریعہ پرست رہتا۔ بھی برخود غلط عالم کبھی بستر پنڈ
عابر۔ بھی مکار عاجی اور کبھی بیڑا کا مصلی۔ وہ بھی خود بھی لفڑتے تر
ہیں جاتے ہیں اور کبھی دہائی پر خور۔

اگر آپ نے تھا کہ "شہری رام راج کی جسے" خود لئے تھا
ہے یا اندر اعظم کو جسے ہے۔ خود ان کی زبان سے ہے تو یہ ملے تھا
آپ پھر سے ذریعہ کر کے پڑھیں آپ کو علوم ہو جاتے ہیں کہ ملا ملک نہ ہو
کردار کی زندہ قصور سامنے لا کر دکھی رکوں پر اٹھی رکھئے ہیں۔
آپ شاید وہ قصور سامنے لا کر دکھی رکوں پر اٹھی رکھئے ہیں
سے علم الکلام اور فلسفہ و منطق اور یہ اسست صفت کی ہاتھی کست نظر
کئے ہیں۔ اگر آپ انھیں پڑھیں تو معلوم ہو گا اتنی تعلیم و تعلم اور تصریف
اور تعلیم کے تھیں بھیں بدلنے کا طریقہ بہت پرانا ہے اور اپنے مقصد کے
حصول ہیں پہنچہ کافی موثر رہا ہے۔

جوابت :-

جو لوگ پیش کر دے شرط ہے زندگی کر سکتے ہیں وہ ملک کا ہے ایں۔ آنچھا کسی خطاب میں اس شعرو بوری نامہ سے ملک دوڑ کر خود بھی سمجھی اس کا قابل اعتراض ہونا واضح ہو گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس شعر کے مصنفوں جناب تاج الدین احمد رضا حبک کے متعلق چونکہ بیراذان علمی ہے کہ دین کے مسلمان میں وہ لطفاً فالی نہیں ہیں اور بعد عات مروجہ سے انھیں ذرا بھی اپنی پیشی نہیں ہے اس لئے ان کی تعلیم پڑھتے ہوئے مجھے مذکورہ شعر کی تجاویز عن امور مخصوص کا احساس ہی نہیں ہوا۔ خود شاعر صاحب کے ہائے میں محسوس کیہے ملتا ہوں کہ انھوں نے تعلیم پڑھوتے فالمیا اس کا خال نہیں کیا ہے کہ ان کے آخری شعر سے کیا عقیدہ مترشح ہے، ہے۔

ذریعگات کی کوئی نگہداشت نہیں۔ میں انہی حد تک بھافی سے اعتراض خطائزتا ہوں اور وادعہ فتح کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکون اور تدبیر کائنات اور انتظام عالم میں خدا کا شریک نہیں تھے بلکہ محیی ہائے زادب انتا ہوں۔ میرے لئے انکی تھا کہ کلامی ہوشگانی اور متصوفانہ معرفت طرازی سے اس شعر کی تولی و قبیلہ کر دوں اور کہوں کہ جب تک خور حمل اللہ ہی نہ چاہیں کوئی شخص روشنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میکن ایسا کہنا میرے نزدیک شرکت ہے جس سے میں ہزار بار اللہ کی پناہ مالگتا ہوں۔ یہ ملجمہ بات ہے کہ کسی ناص بندوں نیک کو انھوں نے مصلی اللہ علیہ وسلم خواب میں یا کسی اور شجو طریقے پر وضتمہ بار کہ پر حاضری کی دعوت یا اذان یا حکم دیں اور وہ حاضر ہو جائے مگر اس کا مطلب یہ ہو گز نہ ہو گا کہ پہنچنے لوگ بھی مجھ دنیارت کو جانتے ہیں سب کی فواؤ فواؤ امنظوری پہنچنے آنھوں فرمادیتے ہیں۔ پھر ان کے لئے سفر مکن ہوتا ہے۔ اگر اس عقیدہ رکھا جاتے تو ہمارا یقیناً فیض مخصوص اور خود تراشیدہ ہو گا اور اس سے تھوڑا بالشدم من ذالک انھوں کے انتساب اور مردم شناسی کی بہت زبردست خایماں ملئے آجائیں گی۔ کیونکہ مجھ دنیارت کو جانتے لوگوں میں سے کتنے ہیں لیتے ہوئے ہیں کاچ اور نیزیات متعدد و جو میں سے ملکیات نہیں ہوتے۔ کشم والے خوب جانتے اور دیکھتے ہیں اسکے تھاں وہ۔ پر مجھ سے خالب قانون طور پر دنیاوی منفعت مامل کر دیتے۔ رسول اللہ گرفتار ہیں۔ لکھنؤی اسے

یہ جواب میں نے تمام صاحب کی تمام محرومیوں کی نہ تھے داری بھیت ایڈریٹ پر اپنے بھروسے دیا ہے۔ لیکن انگریز برداشت سے ملکے ہوئے تو انہوں کا کوئی بخوبی کا نہیں۔ اور انہیں مخصوص ملکوں میں لفڑی بری کیتے ہوتے ہائی تام آوریں میرا وہی عقیدہ چیز ہے میں الامت مولانا اشرف ملی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ میں جو میں خیر سلم (وام) میں سے کسی بھی قوم نے بطور مذکوری عقیدے کے پیشوا میں وضع میں شامل کر رکھی ہوں انھیں مسلمان کا اختصار کرنا دا خل فر سے اور انہیں میں کیہتے ہیں میں وہیں تو حکم الامت میں سے ہے۔ جب پہلے کتاب نے ”کوئی نے بعض حالتوں میں مستذا اس میں قبضہ دیا۔“ صلیبی یا صینی یا اچھی تو بے شک ایسے شعار ہیں جو ہر حال میں مذکور شعار ہی کہا جائیں گے لیکن جسے مکارنا ہم اس مذکوری شعار میں داخل نہیں ہوتا۔ جس واقع پر اول ہمود بطور حکم الامت مذکوری بچے پیکاٹتے ہوں اور ہو واقع پر بے شک سبلان کا جسے پکارنا دا خل فر سمجھا جائیں گے جس اوقی وہی کا مول میں جس مول اس پر نہ بھی کام دیا جائے۔ میں مذکوری وہی کا مول کے مسلمان میں بطور نفرہ بچے پکاری جا رہی ہے۔ مثلاً کسی ہنگامی ہو وہیت پھال میں ”بھارت کی جسے ہو۔“ جسے جسے ہنرستان ایسے کے نزدے لگاتے ہوں تو میرے خیال میں مہلوں کی ان میں مشتمل کت، فیضی فہرست نہیں بیخاتے۔ ۱۔ اس طرح دنیا و می مقاد اور این الوقت کے عہدے کوئی مسلمان اگر کسی کوئی شیش کو جسے ہند یا جس بھارت کا سلام بلا غلط نظام کرتا ہے تو اس سے کفر لازم نہیں ائمہ گا۔ ۲۔ اللہ بات ہے کہ یہ غاد پرستی اور این الوقتی مخصوص اور عادت برقرار کار اسلامی کردار اور اسلامی ذہن و فکر کو کھا جلت اور درست ایمان کو ار جھاتے۔

سوال :- از جل المغارب جلد آباد مغربی پاکستان تبلیغیہ۔
۱۰ جولائی ۱۹۵۸ء کے تکمیل صفحہ ۹ پر بیان ایک دوست کو سفری جو پر رخصت کرنے ہے۔ کی تھام کا مندرجہ ذیل شعر کھلکھل کر پہنچنے لگا ہرگز زندگی کر سکتے ہیں۔ اور سکھتے ہیں کہ ہمارے دبئی میں اور دیوبندی لوگوں میں کیا فرق ہے؟

براؤ کرم اس شرعاً مطلیب پوری طرح واضح فرماتیں۔ تاکہ دل کو اطمینان حاصل ہو۔
رسوی پاک لاجپتیک شارہ پر بنیں سکتا۔ کسی کو اسکے روضہ کا نظر لا پہنچنے سکتا

کھانے کے متعلق کیا حکم ہے؟ تفصیل بواب غایت فرمائیں تو عین
نوادش نہیں۔

جوابت :-

بے تمام چیزیں خرافات و بدعاں ہیں سے ہیں تفصیل اس کے
سوال کا ہو کر یہ سب ایجاد و بنده ہیں اور قرآن و سنت ہیں ان کی
کوئی اصل نہیں۔

سوال :- از محمد ابوب۔ پورنیہ دہار، ولایت نا بالغہ

زید علمر و دلوں سلسلے جعلی ہیں۔ دلوں زاہدہ کے چھالوں
دلی ہیں۔ زاہدہ نا بالغہ ہے اس کی شادی ہو رہی ہے۔ بارہت آتی
ہے۔ زید ناداض و تاخوش ہے۔ جس درطھے زاہدہ کی نسبت
لطی جوئی ہے اس کو زید ناپسند کرتا ہے۔ زید کی رضی کے خلاف گرو
زاہدہ کا نکاح اسی درطھے جس کی بارات آتی ہے، کہ دیتے ہے کیا
غم روہی کے ایجاد پا تبریز سے نکاح مجھ پہنچا۔ زید کو اس عقد کے
فوج یا مشوخ کرنے کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ مشریعہ کا کیا حکم ہے؟
تفصیل تحریر فرمائیں محفوظ ہوں گا۔ واضح ہو کر زید علمر ہیں عرضے
کا بڑا ہے۔

جوابت :-

پاپ کے بعد نابالغہ کی ولایت اس کے دادا پردا ادا کو پوچھتی
ہے۔ یہ نہیں تو بھائی کو۔ کمی بھائی ہوں تو پڑا بھائی زیادہ خدا
ہے۔ آپ کی پیش کردہ صورت میں اگر زید و وقت نکاح شہر میں
موجود ہے تو اسے مجلس نکاح میں صاف کہ دینا چاہیے کہ اس نکاح
پر وہ راضی نہیں ہے۔ اس کے بعد نکاح منعقد نہ ہوگا۔ یا پھر
بھائی اگر ایسے وقت میں نکاح کر دیا کر زید کو پتہ نہ چلا تو جب بھی
پتہ چلے وہ انکار یا افسوس کر سکتا ہے۔ وہ انکار کر دے تو نکاح
مشوخ ہو گا۔

اگر اس کے انکار کو چھوٹا بھائی یا دوسرے عزیز و اقریان
مانیں تو وہ سلسلہ شرعی کی ضماد پر حدالت کا دروازہ بھی گھٹکھٹ
سکتا ہے۔

سوال :- دالیں، مسجد

مسجد کو اس کی قدم اور سالن جگہ منتقل کر کے جدید مدد
پر لایا گیا ہے۔ کیونکہ موجودہ جگہ بہت نگزے۔ وسیع اور مناسب

رازیں کر جہاں مسجد نظران پنے ماقول میں دیکھ سکتا ہے کہ جو صحیح
پہلے بھی بد اعمال تھے اور جو کے بعد بھی بد اعمال رہے۔ مستحبیں جیسے
جو ایک بار سفر حج کرنے کے بعد ہمیشہ وہاں کی تکالیف کا روانہ
روتے رہتے ہیں اور صاف صاف نہیں ہیں کہ آئندہ ہے تو یہ بھلی! اگر واقعی ایسا ہو کہ حضور مسیح کو نہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے

اشاکے بعد ہی ہر شخص روپہ پر حاضر ہو سکتا ہو تو اندازہ فریباً
کہ غوڈ باللہ حضور کے دامن عرفان و نظر اور علم و شور پر یکی
بد اداغ دھجے لفڑ آتیں گے! دفعہ باللہ من شود و لفڑا
سچ یہ ہے کہ سفر حج اور روضہ رسول کی زیارت اسی طرح اللہ تعالیٰ
شانہ کے تہرا اپیار و قدرت میں ہے جس طرح کر دیجتے تھے آئینہ
اس میں آنحضرت کی احیازت دیجی اور اذن و ایسا کا کوئی دخل
نہیں۔ بعض بزرگوار کرام کے احوال میں جو اس طرح کی اپیکیں
لطی ہیں کہ مسیح حضورؐ کا اشارہ پاکہ دو اقدام پر حاضر ہوا۔ یا جسے
رسول اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور میں نے رضاخت سفر باندھا۔ تو مسیح اکریں
ابھی کوچکا ہوں یہ استثنائی معاملہ ہو گا جس سے کوئی ظیہ نہیں
ہو سکتا۔ تکسی عقیدے کی تخلیق ہو سکتی ہے۔ کسی شخص کا عبادت و
مجاہدات کے ذریعہ ایسا برگزیدہ ہو جائے کہ سرو کو نہیں ہسلی اللہ
علیہ وسلم حضور حبیب مسیح کا اشارہ کریں اور
بات ہے اور یہ عامل کہ ہر زید عزیز برکر و رضہ سراسی وقت حاضر
ہو سکتا ہے جب حضورؐ کا اشارہ پڑ جاتے بالکل اور۔

لیکن میرے ہیں ہے کہ بارہم تک الدین احمد مصنف شریعت الحجی
میرے خیال کی تائید اور اپنے ہبہ کا اعتراف فرمائیں گے۔
لیکن بغرض فرماتیں تو میرا حصہ بہر حال وہی چہ جسے میں ظاہر
کیا اور وہ میرے نزدیک قرآن و سنت کی علم کے میں مطابق ہے۔
سوال :- از عبد الواسع صدیقی غلظ غلظ مگر۔ دکن۔ بدعا و مکرات
عام طور پر ۲۲ رجب کو امام جعفر و ادنی علیہ السلام کے نام
پر کوئی تسلیم کے جلسے ہیں اس کی شرعی صحت کیا ہے؟ اس کا
کھانا جائز ہے یا نہیں؟

اسی طرح باہر بیج الدین میار ہوں شریف کے نام سے
حضرت پیران پر شیخ مدد! یا یہ کسے نام پر فاتحہ نلائی جائی
ہے۔ کبھی ذبح کئے ہے؟ متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کے

نہیں ہے۔ قرآن پاک کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ ان میں سلطان بھی ہیں اور سلطان ظاہر ہے اکل و شرک کے معاملیں حل و ختم کے قاعدوں کا پامنہ ہے گا۔ حالانکہ اکھاتا ہو گا۔ حرام سے محنت بہتا ہو گا اب رہ گیا غذا یا خوار کا ہم صیبی نہ چونا تو حب تک پیشی و معتبر زرائع سے شہوت نہ لے۔ حکم کا دینا کہ انسان صیبی نہیں ہے۔ اسی حالات میں حب کے جریبہ اور مشاہدہ اس کی نفعی کرتا ہے محل نظر ہے۔ نوٹس کے باعث ہیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کی دنیا میں اس دنیا کے لذت نہیں ہلتے۔ تیرزے بھی مان لیا جائے کہ ان کی خوار کا انسان صیبی نہیں ہے۔ لیکن ان قوتوں کے میش نظر جو اللہ علی شانستہ انکو عطا فرمادی ہے۔ یہ کیونکہ بعد از قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا سوانیا ہاندی فروخت کر کے اور ہم انسانوں کی دنیا میں چلنے والے وہ عالی اکابر کے ان لوگوں کو دیں یا ہم ان کی مقام سے خرید کر لادیں جن سے وہ خوش ہیں اور جن کی وہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ متعدد جگہ ہوا ہے اور ہم تاریخ میں متعدد حضرات ان کی امداد سے خست ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ آج بھی بعض امداد ایسا ہے زندہ ہیں جن کے پاس اس قوم کے بعض افراد انسانی تخلی میں اگر گفتگو کرتے ہیں اور ان کی مدد فراہم رہتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ان کی جماعت میں پہنچے ہیں ان کے ساتھ ثابت پیش ہے، جو ساخت اور بناؤٹ میں ایسا ہی تھا جس کو انسان پس کرتے ہیں۔ البتہ شرست کے ذائقیں جو حلاوت و لطافت اور خوشبو تھیں وہ ہم کے شرتوں میں نہیں پائی جاتی۔ الخضر ان تحریمات اور مشابہات کی موجودگی میں آپ کا تحریر فرمانا کہ وہ کن اور انسان کریم سے کھانا اور روپیہ دخیر و احشال استہ ہیں۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ وہ چوری اور ظلم کا مال ہے جس پر سوائے اصل بالکل کے کسی کا حق نہیں ہے۔ میرے آپ کے وہ قطعہ امام نہیں ہے۔ یہ ایسا منفرد و ضریبہ ہے جس کی ایجاد خود دلخ و قلم کی بے اختیاط کا دلش کی رہیں ملت معلوم ہوتی ہے اور جس میں تعلق امام اتریا تعلق امام اجازت کے لئے جس مقولہ میں کی موجودگی ناگزیر ہو اکرتی ہے۔ غالباً پائی نہیں جاتی۔ *وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَهُوَ مَهْمَةٌ*

۔ درآ نما حاصل کے سجدہ کو وسیع اور مناسب جگہ پر لانا بھی ضروری تھا لیکن مسجد کو جدید جگہ پر لانے کے بعد سابق و قائم جگہ کو دوسرے مکان یا کھیت وغیرہ کے لئے متعال نہیں کر سکتے ہیں ہ اور اس کو یوں یعنی اور مدینوں قلعہ بن کر کے چھوڑ دیا جائے۔ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مفصل تقریر نہ رہتا ہے، مفہوم پوچھنا گا۔

جواب ۳:-

جو جگہ ایک مسجد بن گئی وہ ہمیشہ پہنچنے والے مسجدی ہی بھی کسی بھی حال میں اسے دوسرے کاموں میں لیا جاوہست نہیں ہے۔

سوال ۴:- (ایضاً)

زید اش کرتے تین سور و پہیہ قرض لیتا ہے اور تین بیگ رہن شکر کو اس شرط پر دیتا ہے کہ اس زمین کو خوراک رچتے اور بڑتے بھر جو کبھی اور جتنا کچھ اس زمین میں پیدا ہو دھان، ابھوں سالانہ حوالیں میں یا یا جاس من۔ اور سیلاب یا کسی آندھی و حسبت کی وجہ سے پھر بھی پیدا ہو تو بھی تعصیان شاکر ہی کا ہے۔ زید کو اس زمین سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مشرطیت ہے کہ سالانہ پیاس روپیہ ادا کر جا جائے گا اور اس طرح چھ سال میں پورا قرض ادا کر جا جائے گا اور زید زمین دا پس لے لیجائے شریعت کا حکم کیا ہے؟ کیا یہ سود نہیں ہے؟

جواب ۴:-

پہنچل سود کی نہیں بلکہ ٹھیکار کی ہے۔ یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ زید نے اپنی زمین شاکر کو چھ سال کے لئے تین سور و پہیہ پر دیا ہے۔ اس طرح زمین یا مکان یا اور کوئی جیز ٹھیک پر دینا شرعاً جائز ہے۔

سوال ۵:- مازجید الدین عرب سیدی حسن

رسانہ تخلی مارچ ۱۹۵۶ء کے تجھی کی ڈاک کے تحت جناب خالہ معاک صاحب حیدر آباد کن کے استضمار پر اکل و شریعت نوٹس سے متعلق دو صورتوں میں سے پہلی صورت کو بعد از قیاس تسلیم کر کے آپ نے جو اپنی راستے ظاہر فرمائی تھے وہ میری دلست میں مزید محتاج توجہ اور خوب طلب معلوم بھی ہے۔ یہ آپ نے فرمایا کہ ”نقوی اجتنب کی خوار ک انسان صیبی ہے کہ اس میں سے پھر حصہ دھاکر نہیں ہے۔ نہ ان کی دنیا میں انسانوں کی دنیلیکے سکون، اور نوٹس کا جملہ ہے کہ ان کے دنیے ہوتے رہے کو ان کا اپنا ذاتی سمجھا جائے۔“ اس کی کیا دلیل ہے کیونکہ معلوم ہوا کہ ان کی خوار ک انسان صیبی

جواب ۵:-

ترمذی میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حیثیت کا تعلق اس کے حسب و نسب اور دنیا دی جاہ و نژولت اور مختلف قسم کی تحری خصوصیات سے ہے اور دوسری حیثیت کا تعلق اس کے دینی احوال اور شرعی اعمال و افعال سے ہے۔ ان دونوں حیثیتوں کے انکام متعضیات جدا گانہ نہیں۔

مثلاً ایک شخصی اعتبار سے بخوبی ہے۔ یعنی اس کا خاندانی شجرہ بے عیب نہیں ہے یا اس کے آباء اجداء سے کوئی گھٹیاد جس کا پیشہ اسے درشیں بلیے اور اس پیشے کے پرست اثرات و لوانات اس کے خاندان میں گھر کئے ہیں جس سے اس کی سماجی حیثیت کو گئی ہے۔ ایسے شخص کے باقی میں اسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ شادی بیان کے معاملات میں تو اس سے بخوبی خاندانوں اور معاشر خاندانوں کا گھوڑہ سر، نہیں کچھ جاگئے گا لیکن ورنی معاملات میں اس کا بیعوب اور فقص اثر انداز نہ ہو گا۔ بلکہ اس کی حیثیت ان الودعہ یعنی داشتہ اتفاق کی روشنی میں منعقد ہی جائے گی۔ الودعہ علم دین اور اعمالی شرعیہ کے اعتبار سے بخوبی خاندانوں کے افراد سے بڑھ کر ہے تو نماز کی امامت جیسے دینی امور میں اسے افضلیت حاصل ہو گی۔

یہ ایک اُن اور ازیزی ابدی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانستہ پیغمبر مسیح میں بہت کچھ فرق و اختلاف پیدا کیا ہے تو پور پڑھئے اور بیت کچھ فرقی بعذت کھانا میور اور زمانی احوال کے باعث ہو جائے ہے۔ جیسے ایک شخص سادا تک کے خاندان میں پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرے شخص کی عالم کے مددیے۔ ایک شخص کریم النظر پیدا ہوتا ہے دوسرے شخص صین و جبل۔ ایک شخص کی مرثت میں میں اور عدل امامت کی افزایش ہوتی ہے دوسرے شخص شرک طرف میں اور حربیں و فتنہ بوجو ہوتا ہے۔ پھر بعد کے احوال میں ایک شخص تو علم و فضل حاصل کر کر حرم و معزز بنتا ہے دوسرا اپل دم نامی کی دادی میں ٹھوکریں کھاتا ہے۔ دلیل ہذا۔ اب یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ عقل و نقل کی کمی بھی دلیل سے دنیا دی مقام و نصب میں بیرون اشخاص مسادی اور کیسان تاری نہیں قیمت جائیتے مسلسلہ نسب میں الگ چیز خود پیدا ہونے والے کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے صورتی کی تباہ پر ایک غلام نہ "سیدنا" اسے کافروں نیں بنایا جا سکتا۔ نہ ایک بے علم کو عالمون جیسا سخرنے میجا سکتا ہے۔

ب) جواب ۹:
اگر تحقیق معلوم ہو کہ برش نظریہ بالوں کا ہے تو استعمال قطعاً حرام ہے۔ اور اگر شبہ کے درجہ میں پوچب بھی جواز میں کلام ہے۔ برش کے جواز بھی ہو سکتا ہے جب تک یہ حقیقی کے ساتھ یہ معلوم ہو کہ برش کے بال کسی جس جاگہ کے نہیں ہیں۔

اصل میں چونکہ پوچھ میں خنزیر کھانتے کا بہت رواج ہے اس نے تحقیق قبل استعمال کی ضرورت پیش کی اور نہ یہ صورت نہ ہوتی تو عدم علم کی صورت میں حرمت نہ ہوتی۔ بلکہ حرمت بھی ہوتی جب میں معلوم ہو جاتا۔ جس جاگہ کے بال استعمال ہوئی ہے۔ واللہ سوال ۷۔ ۸۔ ۹ از حفاظت ہیں۔ ڈھاکر۔ ولد الزنا ایک شخص کسی دلائی کے پیٹ سے ناجائز پیدا ہوا۔ وسائل اچھے ہونے کے سبب بڑا ہو کر پڑھ لکھ کر ایک قابض عالم فاصلہ ہوا ایک عالی بزرگ کا مرید ہوا اور احکام دین پر سختی سے کارمند رہا۔ لوگوں کے ساتھ اخلاقی بھی حمدہ رہا۔ عالی بزرگ کے جب مرنے کا وقت آیا تو تھیلیت کی پیگڑی کا سوال پیدا ہوا اگر کس کو کہہ لوگوں نے فرزند دلائی کا نام پیش کیا۔ لیکن بزرگ بس نصاف انکار کر دیا۔ الحسن نے کہہ دیا میرے بعد اس شخص میری جگہ نہیں سنبھال سکتا ہو ولد الزنا ہو۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ آخر اس بیچارے کا اس نہ کیا گناہ ہے اور اس کی ماں کے گناہ کی سزا اس کو کیوں نہ؟ آپ ہر ہائل فرادر از روستے قرآن دشمن پتشی عجش جواب دیکر مکون فراویں۔

ب) جواب ۱۰:
"ولد الزنا" کے بارے میں تعدد بارہ ہے کیتی طرح کے استفادہ کے جاتے رہے ہیں اور ہم نے استفادہ کے مطابق مقصود لینکا جو اس دیا ہے۔ مناسب ہو گا کہ ایک مرتبہ اس تسلی کی بیانادی نوعیت اور شرعی تحقیقت ذہن لشیں کری جائے تاکہ ہر موقع پر اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

اسان کی دو حیثیتیں بالکل جدا گانہ قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ حیثیت ہے جو اسے اپنی مخلفت کسی دوسری خصوصیات کی بنا پر اسلامی معاشرہ میں حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ میں جو اسے لپیٹے اعمال و کردار کے اعتبار سے آخرت میں حاصل ہو گی۔ پہلی

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی معاشرے میں اگر کوئی شخص کسی پر احتیاط نقص یا حرمی کے باعث گھینٹا دھیں تو اب ان گھینٹاں کی وجہ سے آخرت میں اس کے نیک اعمال کے اجر میں کوئی نہیں کی جائے گی اور ہر عمل نیک کا اتنا ہی بدل اور ثواب اسے عطا کیا جائے گا جو انتہائی دنیاوی اعتبار سے صدر شخص کو عطا کیا جائے گا۔ جیسا کچھ وہ عمل و کردار کے اعتبار سے ہو گا اسی ہی جزاً اسی آخرت میں لے گی اور عبادات کے باب میں اس کی پوزیشن عمل و کردار ہی کے اعتبار میتھیت کی جائے گی نہ کہ دنیاوی اعزاز اور پس پانی ایضاً امیازات کے اعتبار سے۔

اب پیش کردہ استفادہ میں آپ خود فرمد
فرمایئے کہ صحیح جواب کیا ہے۔ ”ولد الزنا“
لپھنایا تب پیر لاش کے باب پر شمارہ
تصور وار نہیں ہوتا۔ دنیاوی امور
میں الگ ہے اس کی اس جیشیت کو
ضرور ضرور ملاحظہ رکھنا چاہیے۔
یہکن دنیوی معاملات میں وہ
واعظ یہ سے کہ یہ غیر معرف طالع کے بلکہ محفوظ رکھنے اور
باز پار پڑھنے کا لائق ہے۔ قیمت دہی درود پر آٹھ آنے علاوہ
حصول ڈاک۔

شالقعن جلد طلب فرمائیں۔
ملکیتہ بجلی دیوبند (لارپن)
(بعای جان خادم کو کسی ایسی فضیلت کی پگڑی
کا پتہ نہیں ہے جو کسی ادمی کی دنیوی اخروی فضیلت تابع کر
کرئے آسمان سے اتری ہے۔ افسوس ان لوگوں پر ہے جنہوں نے
خدا پرستی کو یقان دھنہ دھنہ اور جاگیروں اور گلہ پوریں نیقیم کر دیا ہے
نذکورہ نہ رُگِ الْغُدُورَه ”ولد الزنا“ کو فضیلت کی پگڑی نہیں دیتے
تو اسے نہ کر رہا ہے اس کے اعمال صالم اور دینداری اور
اور علم و فضل کی اخروی جیشیت میں اس سے کوئی کمی نہیں آسکتی
اور جن اعماقات آخرت کے نئے عمل صالح افتخار کیا گیتے وہ عامل
بزرگ کے پگڑی نہیں سے کسی اور کوئی مل جائیں گے۔
یہکن اگر یہ ”ولد الزنا“ اس پر صبر نہیں کر سکتا بلکہ انہوں عامل ما

اس کے برخلاف دینی منصب و اعزاز میں نیسی سهم یا جہالت
میں مانگی کوئی غل نہیں ڈالتی۔ اگر ایک علام زادہ زہد و اتقان میں
سیدزادے سے بلصہ کر سہی یا ایک جاہل دین داری اور خدا پرستی
میں عالم سے نہیں اور جو رکھتا ہے تو دینی امور میں برتری اور ترجیح
غلام زادے اور جاہل میں کو محاصل رہے گی۔

یہ ہے اس نسل کی بنیادی جیشیت۔ دنیاوی امور میں فرق و
امتیاز کرنے کا حکم ایک تو خدا احادیث سے ہی ملتا ہے۔ دوسرے عقل
عاتر اس کی تائید کرتے ہیں۔ ایک شخص اگر مادر زاد اندھا پیدا ہو
 تو اگرچہ اندھا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں بلکہ اس

بے قصوری کی دلیل سے وہ آنکھوں کی طرح ہے
 تو نہیں ہر سکتا اس مصادمات و ردا واری کا
 کوئی سینی خیل اس کی قدرتی خودی
 کی کافی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے
 کہ نکاح و بیوہ کے معاملات میں

حسب نسب کا انتیاز اکثر عالی
 میں لازمی ہوتا ہے اور ایک
 گھنیانسب مولک کی اپنی بھروسی
 اسے اچھے نسب والوں کا ہر
 اور مساوی بنانے کے کافی
 ہیں۔ نزیر مساوات عقل کے
 نزدیک پسندیدہ ہے کہ ٹھوڑے اور پچھلے

ایک ہی درجہ میں رکھا جائے۔

دنی امور میں فرق و امتیاز نہ کرنے کی دلیل ایک نہ
 وہ ہی آیتہ قرآنی ہے جو اور پر لمحی گئی۔ یعنی اتنے الکرم کم عنده اللہ
 انتہی کمر در زیادہ محروم میں سے الشیخ کے نزدیک دہی سے جو زیادہ
 تقوے والیں ہے (وہ آیت ہے جو قرآن میں جا رکھا تھی)۔

لَا تَحِلُّ لِلْأَرْضَ وَشَرَّ أُمُّرٍ (نہیں اٹھائیجائ کوئی شخص و سکر کا وہیں
 سورہ العائم میں اس سے متعلق قبلہ الفاظ ہیں)۔
وَلَا تَنْسِبْ كُلَّ نَفْسٍ إِلَّا تَعْلَمَهَا داد جو شخص کوئی عمل کرتا ہے اس کی
پرتوی ذمہ داری خدا میں دینے کی پرتوی ہے۔

دیکھنے کے بعد یہ اپنا پتہ چھوڑ کر سیاق و سبق کی مناسبت سے کہیں تو ائمہ جل شانہ ایمان بول کر ایمان کاں اور مومن بول کر مومن کاں مراد لے لیتے ہیں۔ جسیسا کہ سورہ غل کے آغاز میں یہ وہ ظہیر بتا دیتا ہے آیات القرآن یہ آیات ہیں تراں اور حملی کتاب دکاپ ٹھیں ہ خندی کی۔ ہدایت اور خوشخبری ہیں مومن بشری بلmomمن۔

فلا ہر بچے کہ یہاں momین سے مراد ہی ایمان و اے زیں جو اعمال نیک سے مرتک اور اعمال بے سے محتسب ہیں۔ ابھی ہی دیسیوں آئیں قرآن جیں ملتی ہیں۔

کہیں ایمان نفس ایمان سے نہ فر ملتے ہیں اور عمل صلح کو آئے ذکر کریتے ہیں۔ جیسے:-

اللَّٰهُ أَكْبَرُ أَمْنَوْا عَوْنَوْا علیک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہیں یہی المُلْتَحِفُ وَ لَا هُوَ أَبْيَأُ لِحَقَّ علی جنتے۔ اور وہیت کی ایک روسری وَ لَا صَوْا بِالصَّيْرَۃِ کو اور مہربی کی۔

ب۔

اللَّٰهُ أَكْبَرُ أَمْنَوْا عَوْنَوْا الْمُلْتَحِفُ یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہیں یہی لکھمُ اخْرَجَ عَنْ مَمْنُونَ۔ علی کئے ان کے لئے اجر چھوڑے اتنا۔ اسی صلح قرآن میں دلوں ہی طرح کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں دوسری طرف مسلمین اور مسلمون بھی متعدد جگہ لقریب ایش شیش جگہ، آیا ہے جوں ہی بعض جگہ تو اسلام سے مراد دہ اسلام یا یا یا ہے جو تمام عروضات کی قیمت اور منکرات کے اعتبار پیش کیا جو اور بعض جگہ تھا اعتماد ایت اسلامیسے مقضیوں ہیں۔ سورہ احزاب میں قبل صحیت طلاق کا جو مسئلہ بیان ہوا ہے اس میں ایمان اسلام بالکل ہی کیست جنی ہو گئے ہیں۔

لے ایمان دالو جب تم ایمان والیوں کو تکاح کرو جو اپنے حسنہ میں طلاق دے دو تو ان پر تمہارے لئے کسو عدت کاشا رضوی نہیں ہے۔

فَمَا اللَّهُ عَلَيْهِ يَعْلَمُ مِنْ هَذِهِ
تَعْدَدُ دَنَمًا۔

اس کے ملادہ جمال کہیں بھی momین سے خطاب کر کے احکام دا اور امر ایمان کئے کئے ہیں وہاں خطاب تمام ہی مسلمانوں سے ہے۔ خواہ وہ صلح ہوں یا بگل۔

اور وہ مسند ارمی کے عوض پر فضیلت کی پگامی بھی ضروری کھجتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی نیکی عملی ریاستے خالی نہیں۔ یہ تو نکھاں خلص خدا پرستی میں آدمی دنیاوی لگتے ہوں پر نظر نہیں رکھتا۔ بلکہ صفاددر صرف فلاخ آخوت کا اہمید وار سپنا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص نیک اعمال اس نے اختریار کرتا ہے کہ ان کے ذریعہ دنیاوی مراث کے اعزاز خالی کرے اور دنیا پرست علماء و صوفیا کی خود ساختہ سندوں پر قابض ہو سکے ریا کار ہونے میں کیا شک ہے۔

سوال ۲۶۔ انصیر احمد خاں، ڈیگر اور برشنا گھاستا، مختلف

(۱) موس اور سلمہ میں کو نساذہ جہ ٹراہے؟

(۲) کتابوں کے اشک پر ذکوت ہے یا نہیں؟

(۳) نجسی پر بیٹھ کر مسلمان قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) خصوصاً جب کہ اس کے کیہے ٹھیک ہوتے ہوں؟

(۵) جحد اور عذین کی نماز کے بعد نہ محیر پا بلکہ بچے کھڑے ہو کر خلیفہ کا ترجیح انگریزی یا اسی دوسری زبان میں جس کو نمازی سمجھتے ہوں، کیا جا سکتا ہے؟

جواب ۲۶:-

ڈاگرچا ایک وقت میں ایک شخص کے تین سے زائد سوالوں کا جواب دیتا ہمارے شرائط کے خلاف ہے۔ لیکن برٹش چانس اسوسی چانکہ بہت کم سوال آئتے ہیں اور رسانہ بھی کافی دیر میں پختہ ہے۔ اسکے بیک وقت پانچ سوالوں کے جواب دینے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن و سوریت کے تعلق سے ہم نے یہ سچھلے کہ ”ایمان“ اور ”اسلام“ متعین اور واضح طور پر دو ایسے منصب نہیں ہیں جوں جن سے کوئی کی برثائی اور برتری سوریت کے جانتے ہوں جانتے اور جو کوئی تھی ہو۔ یہ دلوں اصلاحی ہی نہیں ایک ہی حقیقت کے دو آئینے ہیں۔ جن کے درمیان کوئی خط فاصل ہیجنہاں مشکل ہے۔

قرآن میں لفظ ایمان کے مشتقات کثیر جگہ آئتے ہیں مثلاً تہاذا قطعاً متوسا سوے اور آیا ہے۔ آمن بھی کم و بیش کہیں تہیں جگہ ہے۔ آمنا بھی میں سے کمز بُوگا۔ آمنت بھی لفڑیا اتنی ہی تعداد میں پہنچا۔ momین بھی کثرت سے ہے۔ تمام مقامات کو

آئین کی زبان میں مسلمان چیزیں کافر کے بالعاقبیں ہو جاتا ہے۔ بھی بڑہ شخص و خصیرہ تھوڑی صلحی اللہ علیہ وسلم کی امتیں ہیں پر خواہ عمل کے خلاف استکنای فرقلہ ہے۔ پوچھ کر فہم کر کہ اس مصطلح پر حقیقت ہیں، اس نے لگا موسن کو اس کے مقابلہ میں خاص نام لیا جائیں۔ مسیح موسن نے خدا دوہ خس بیا جاتے جو ایمان کے سلسلہ عمل کی دو نسبت بھی بڑہ درجہ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) کتاب میں الگ تجارت کی ہوں تو زکوٰۃ ہے۔ مطابع الفہری ہوں تو ذکوٰۃ نہیں۔

(۳) اپنے دوستے آئین شرعی گرسی پر طیہ لکھ قرآن پڑھنا جائز ہے۔ بٹھ یہ کہ میرزا فاطمہ سے اُوچی ہو۔ لیکن آداب القرآن کا جو معاشرہ اسلام سے چلا آ رہا ہے اس کے مقابلہ میں یہ طریقہ محدود نہیں ہے بلکہ انسان کے جس قدر عجز اور احتراز و ادب میں ہو، قرآن کے معاملہ میں سے اُن تدریجیں کی جائیں ہوں۔ پھر کارکاباٹ ہو سکتی ہے (۴) کوئی بھی زبان بھلکتے خود حکومت حرج نہیں ہے۔ بعد نماز مجموع عدین سامعین کی فہم کے لئے خطبہ کا ترجیح کسی بھی زبان میں کرنا پاکل درست ہے۔ بلکہ نیت درست ہے۔ اکابر تو اب ہے۔

(۵) الگ آئین اسلامی نازدہ ہو تو ایسے حضور سے مسلمانوں کو قرآن کو اجتناب اور طیح تعلق کرنا چاہئے۔ مسلمان لوگ کا تکالیح کسی کا فرستہ نہیں ہو سکتا۔

سوال ۱۱۔ ممتاز محمد اسحاق۔ نظام آماد۔ دکن ایک رہنمای
بر او کرم من بر حذل را عکس کا صحیح مطلب معنوی جیتیں کو
ختمو صاحط کشید۔ اللہ عز و جل و علیہ السلام مطلب دعیٰ بیان فرمائیں
تو مناسب ہو گا۔

شمہر ہست حسین بخاری شاہ بہرست علیں ۴ دین بہت حسین بن یعنی ہستیں سردار نہ داد مرستہ دعویٰ نہیں۔ علیہ حق کرنا سے لا الہ است حسین
علاءہ انہیں بعض کتابوں میں اس رہنمای ہست کی بیاناتے
و است کا سبق ہوا ہے۔ بر او کرم مصراحت فرمائی کو صحیح الفاظیہ اور
جو اسکے ہے۔

ہماری فرم ناچس کی فصلت ایک رہنمای ہست کی میں حضرت امام حسین رہنی اللہ عنہ کو دیکھتے تھام القاب بعض کتابوں میں ان کی
علمیت شان اور بزرگی دیکھتے ہیں کیونکہ لغوی اور حقیقی حضور میں

ایمان اور اسلام کے لغوی معانی پر جو کچھ ایں علم نے کھاے ہیں اس سے بھی بیان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ مومن یہ مسلم جیسی پہلو اس کے لغوی معنی مراد نہیں لے جاتیں گے۔ بلکہ اصطلاحی مفہوم یہ جاتے گا۔ جیسا کہ بتا ہوں کہ طبع زید کا اپنا وہ ہے اور نامہ مذکورہ حقیقتیں نہیں ہیں۔ بلکہ منطقی اعتبار سے الگ ہوتے ہیں باوجود عمل ایک ہی ہے ہیں اسی طبع مومن مسلم دو جگہ اکاہ حقیقتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں اسم اور سلسلی صیغی ثابت ہے۔ سورج جو کہ ان لفاظ مثلاً آیت کمر ابراہیم طھو۔ یہاں سے باپ ابراہیم کا ہیں نے سختکرم المحسنین۔ تمہارا نام مسلمان رکھا۔

سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سیاق و سیاق اور موقع محل کے اعتبار سے ہمیں مومن یا مسلم کے معنی فرکاں یعنی تصنیف بالاعمال العالیہ کے لئے تھاتیں اور کہیں تقدیم صرف ہے لوگ ہوں جو کافر نہیں ہیں۔ اسلام پر ایمان لاتے ہیں۔

حقیقت کا ایک پہلو یہ ہے کہ اسلام ایک دین ایک نظام حیات اور ایک مبسوط آئین و دستور کا نام ہے اور ایمان اس آئین و دستور کی تمام مفہمات اور اصول و احکام پر قائمی تین کو کہتے ہیں۔

حدائق اور دو رہبار کی عام اصطلاحات اور طبع کلام میں بھی اسلام و ایمان کے تعلق مذکورہ بالا صورت حال میں ہے۔ جہاں حضور کا قول ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی علم حسن کرنا ہر مسلم مراد محنت حمل مسلم و مسلمۃ پر فرض ہے۔

یہ بتاتا ہے کہ مسلم اور مسلمہ سے مراد حامی ہی افراد امانت ہیں، نہ کہ صلح اور کامل افراد۔ وہی خلق کے راستہ دین کے لئے "عمران پیش" کی اصطلاح ملتی ہے جس سے صفات ظاہر ہے کہ لوگ مومن یا بلکہ ہمیشہ قرآن کامل ہی کی مراد نہیں ہیتے تھے۔ بلکہ اسلام لائے دلاؤں پر "مومنین" کا لفظ حادی تھا۔

قرآن میں جس طبع حدیٰ و تبتوی للهومدنیں دل، آیا ہے اسی طبع حدیٰ و تبتوی للمسلمین (دل)، بھی آیا ہے۔ جو نکلے اس بحث سے کوئی حمل نہیں ہے اس سے تین طالت میں پڑنا نہیں چاہتا۔ صرف اتنا اور کہہ دیا کافی سمجھتا ہوں کہ اسلامی

اور اشاراتی پہلوں کا کوئی نہ کوئی اچھا جمل اور مدول غافل
ہیں۔ خود ہی ضروری تاویں کرنے ہیں اور خود ہی دوڑکی کوڑی
ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان کے مشہور ترین شاعر غالب کے معاصد
سرے زیادہ دیکھا جا سکتا ہے۔

دوسرے عالم لوگوں کی — بلکہ بہت سے خاص لوگوں کی
بھی حالتِ محبت و فخر اور عقیدت اور دعاوت کے معاملات پر
یہ سے کہا اقتدار و قوازن کے عوض افراط و غریط اور ضعف شدت
اختیار کرتے ہیں مقولیت کے میران کا ایک پڑا اخذ بات کر دن
چھکاتے رکھتے ہیں اور اپنی عقیدت یا دعاوت کی تائید میں اپنے
بُرے ملکے حریبے استعمال کر دلتے ہیں۔

ان دو تھیقوتوں کو سامنے رکھتے ہیں کہنا غلط نہ ہو گا لکھوں
مطلوب تو اس رہائی کا کچھ بھی نہیں اور علمی و اصولی پوسٹ مارٹم کرنے
سے اس کی ساری ظاہری شکست و رعنای تخلیل ہو گرہ جاتے ہی
یکن جو لوگ اسے اپنی تحریر و تقریر میں نقل کرتے ہیں انھیں جو کہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے گھری عقیدت ہوتی ہے اسٹے
وہ تجیدہ اور حقول طور پر یہ سوچنے کی رسمت اور اسے نہیں کرتے کہ
اس جس کی گئی صحیح سرانی تھیقیت کے اعتبار سے کہا شک و دست ہو
اس جس کی کچھ بھی ہو گئی تھیقیت کے اعتبار سے کہا شک و دست ہو
عقیدت میں اتنا بھی نہیں خال کرنے کی وجہ و شاید جو الفاظ یہ
گئے ہیں وہ تھیقشنا فریمی حقیق و قیاس بھی ہیں یا انصہ جان پر مطلب
الفاظ ہیں۔ اور اگر سوچتے بھی ہیں تو خود کوڈ کوئی ایسا مفہوم مدلول
معین کریں گے جو اس کے مخصوص ذہن و مراجع کا پسندیدہ ہوتا ہے
خواہ وہ مفہوم و مدلول کسی طرح بھی اس الفاظ سے جوڑنے کا نہ ہو۔ وہ
حضرت امام کی بزرگی و عظمت کو اس بات کے باکل کافی سمجھے
یہتے ہیں کہ اس کی شان ہیں جو بھی خوشنامانہ مفہوم چاہے مبالغہ یا
غلو کے ساتھ استعمال کر دیتے جائیں بالکل ٹھیک ہوں گے۔

بھی وہ اندھی اور نامحقول عقیدت ہے جس کی روئیں ہے
کہتے ہی خدا کے بندوں نے رسول الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت
مقام سے الوہیت کے مقام پر پہنچانے کی سعی کی اور یہی وہ
طریق کا رہے جس نتائج اولیاء اللہ کو لاکھوں مسلمانوں کی
عقیدت و دعاوت میں بتنا کر مجھا رکھا ہے۔

تو نہ حضرت شاہ تھے۔ نہ بادشاہ۔ نوجوان جنت کے مردان کی حیثیت
سے جو تعارف رسول اللہ علیہ وسلم نے آپ کا دیا ہے اس میں
بھی "سید" کا لفظ ہے جس کے معنے سروار کے ہیں نہ کہ "شاہ" اور "باشا"
کے۔ نہ آپ دین تھے کہ دین تو قرآن و صفت ہیں پھرے ہوڑا صول
و احکام کا نام ہے نہ کسی شخص کا۔ نہ آپ دیں پناہ تھے کہ دیں پناہ
تو صول میں سوائے خدا کے حدود لاشریک کے اور کوئی نہیں اور
حضرت امام نے جس ایک اصول دین کی کہ راه میں تشریفی دہی وہ نہ
تو یہ کے خود نہ امام دین ہے کہ اس کی حفاظت کرنے والے کو صحیح سنت
ہیں دیں پناہ "کہا جاسکے۔ نہ اس کے زوال و بقا کا دار و مدار تھا
امام رضی اللہ عنہ کے قربانی دینے نہ دینے پر تھا۔ بلکہ حضرت نے اپنے
جان و مال کی قربانی سے اس اصول کی باد دہانی اور تصدیق اور
تائید فرمائی تھی۔

نہ آپ بنائے لا اذار تھے کہ حقیقت کے اعتبار سے کسی انسان
خود کا بنائے لا الہ جو نہ کوئی مطلب ہی نہیں رکھتا۔ لا اذار اللہ عنہ کے
اول تو کوئی چیز ہی نہیں کہ جس کے نام کسی "بنا" کی نشاندہی ملکن ہو
اور دوسرے الگریہ مان لیں کہ شاہرا کا نشانہ اور احمد جیسے۔ یعنی لا الہ اللہ
جس سے وہ عدم چیز انش کی بنادی مصروف ہیں پورا نہیں لاسکا ہے تب بھی
یہ کہا جائے گا۔ یونکہ لا اذار اللہ تو ایک ازلی وابدی حقیقت ہے جس کے
لئے اگر ازروئے نہ طبق کسی "بنا" کا مانتہ اصرار وی بھی یو تب بھی وہ
"بنا" ازلی وابدی ہوئی چاہیے۔ قابا ہر ہے کہ حضرت امام عظیم شیرازی
میں جو کچھ بھی ہوں، لیکن قداست و تقیا میں اللہ کے شریک و نہرتو
نہیں ہو سکتے۔

چھار اس رہائی کا کیا مطلب ہے ہے۔ شاعر نے اپنے بیان
کردہ اقارب و الفاظ کے کیا معنی لئے ہیں؟ اس رہائی کو اپنے فہمید
میں نقل کرنے والے اور جیوم جیوم کر ٹپھندا ہے اس کا کیا مفہوم
لیتے ہیں؟

ان سوالوں کا مختصر جواب یہ ہے کہ اول تو اہم و اشارتی
اور کلینی و تشبیہ اس طرح شعروں کے خیر میں داخل ہیں کجب لوگ
شرستے ہیں تو ان کا ذہن اور کے ساتھوں ملوك نہیں کرتا جو شر
کی علی میانظی بخار کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ آپ سے آپ اس کے ہم

خدودی اللہ کے فضل سے شہید کر بلہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے عزیز کے بلند مرتبہ و مقام سے کم سے کم اس حد تک ضرور باخبر ہے کہ کوئی مجتہ جزو دایا کان اور ان کی عدالت آئینہ لفڑی ہے۔

فائدی یہ بھی جانتا ہے کہ بعد کے شہر سے بُشے اولیاء رحمہ اتفاقاً بھی ان کی خاک پا کے برآ برہیں اور اسلام کے ایک سدا ہمار اصول کی خاطر انہوں نے جان والی کمیش بہادرت ربانی دے کر اسلام کی تائیخ میں ایک میتارہ تو تعمیر کر دیا ہے جو ہر ہنگامہ دنیا کل نو رجھیلا رہے گا۔ فرمودے حضرت رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بھی ٹھہرے ہیں کہ حسین صنتی و انا من حسین اللهم احث من احبت حسیناً و حسین مجھ سے ہے اور حسین کے میں لے اللہ اس کو محبوب رکھ جو حسین کو محبوب رکھے۔ المسترد ک) اس کے باوجود خالق دوسرے اعتراف کرنے نہیں کوئی نہ ملت ہیں کہ مذکورہ رب ایمی اس نے جیب بھی بھی ٹھہری اسکا مطلب

"است" اور "ہست" کے باب میں مصنف اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ مجھ فلظ بیان "است" ہے۔ قاری سی بیٹھت الفت کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے اور بغیر الفض کے نابل سے مل کر بھی۔ بیان "شاه" کی "ہ" سین سے مل گئی ہے جس سے "ہست" کا لفظ پیدا ہو گیا ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیاسی نظری

شہرہ آفاق محقق داکٹر محمد زاد اللہ نقی

اشتہار میں اس کتاب کی تمام خوبیوں کا اجمالی تعارف بھی مکن نہیں بلکہ مختصر ہے کہ ^{۱۷۸} صفحات میں بیش ہزار مضمون فن معلومات کے خزانے پر ہوتے ہیں متعلقہ فتنہ یات اور حضورؐ کے گرامی ناموں کی اصل کے قوتوں بھی شامل کتاب ہیں۔ ہر یہ مجلد جا رہا ہے آٹھ آنے (لیکر)

کتاب التوحید

ابن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ایک ایسی مقدیس کتاب جسیں خالص قرآن و حدیث کے دلائل سے شرک و بدعت اور غیر اسلامی رسوم و رواج کی قلعی مکوں کو اس پاکیزہ توحید کا اشیاء کیا گیا ہے جو اسلام کا عین مطلوب ہے۔ آج کوئی نہیں یہ قدم قدم پر آپ کو کام دے سکی۔ قیمت مجلد دن روپے۔

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک

ازنا افضل اصل دو لات اس سو دن مددی رحمۃ اللہ علیہ

ڈائیٹریٹ کیلئے ۱۹ اسکا واضح جواب دیکر اس کتاب میں حضرت مسیح انصاری شہید اور ان کے ملئے اولیٰ چلائی ہوئی تحریک اور کارناموں پر بڑی معلومات افراد مصروفہ کیا گیا ہے۔ پڑھنے کے قابل چیز ہے۔ اپنی عالم مقبولیت کے باعث تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا ایسا لایہ لشیں چھپا۔ قیمت پر پوچھتے ملکی دیلوں پر

از ابو منظور شیخ احمد ناندیرہ کی
تاریخ و سیاست

حضرت سفیان ثوری رحم اللہ علیہم السلام

دور اول کے صوفیا کا تذکرہ

روز آپ کی والدہ کو شے پرشریف لے گئیں۔ وہاں ایک سو ہیں
پڑوسی کی ترشی رکھی ہوئی تھی۔ والدہ صاحبہ کی طبیعت لطیفی تو
بے اختیار پڑوسی کی اجازت کے بغیر انہوں نے ایک سو ہیج بھر کر
چاٹ لی۔ اس پر آپ پیش ہیں بے چین ہو گئے۔ والدہ کو نسبتہ
حائل ہوا اور وہ فرآ جا کر اس پر دن سے محالی بانگ آئیں۔

خوش اخلاقی ایک مرتبہ بعض حادثوں نے شہر کو زیاد
ہے کہ آپ کسی کے پاس بہیں جاتے۔ ایک بزرگ ابر ہائیم کو معلوم
ہوا تو انہوں نے زیاد آدمی کے دربع آپ کو بلوچیجا اور کہلوا یا کہ
لشیف لائیں اور ہم سے بچوں مدد شیں بیان کریں۔ آپ اُسی وقت
ابر ہائیم کے پس تشریف نہ ہوتے۔ انہوں نے کہلائیں تو آپ کے
اخلاق کو آزمائنا تھا کہ دیکھیں آپ تشریف لاتے ہیں یا نہیں۔
لکھوں کو علم و تعلوی میں آپ ہم سبست زیادہ ہیں۔

صهاجیت آپ دردشیوں کی غلطیم اس درجہ کی ترتیبے بھر طرح
کوئی امیروں کی تنظیم کرتا ہے۔

خوف خدا آپ کی بیوی جوانی ہی میں خیرہ ہو گئی تھی۔ لوگوں
نے پوچھا کہ اسے مسلمانوں کے پیشواؤں ایک کی یہ عرض
تو نہیں پڑتا کہ پیچھے چک جاتے۔ آپ نے پیچھے براپ نہ دیا۔ جب
ایک مرتبہ لوگوں سے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ میرے ایک استاد
تھے جسے عالم دنائل۔ ہم نے اُنھیں سے تھیل علم کی کہے۔ جب
آن کے مرمتے کارہت تحریک آیا تو وہ انہیں جنم کئے چلتے تھے۔
یک بارگی انہیں کھوں کر مجھ سے لئے لے کر لے سفیان انہیں جانتے ہوں۔

نام و لقب اس کرامی ہے سفیان اور لقب ہے ثوری۔
اور کے عربی معنی ہیں بیتل۔ آپ کو ثوری اس
ویسے کہا جاتا ہے کہ ایک روز آپ نے بے خبری کی حالت میں
مسجد میں پہلے بیان پاڑو رکھدیا۔ اُسی وقت آپ نے ایک آواز
شنی کہ یا تو رثوری یہ کاڈوی پین یہاں ذکر۔ آپ نے یہ آواز
شنی قبیلہ ہوش ہو گئے۔ جب افاق ہوا آپ نے لپٹنے پس کو خوب
سرخوش کی اور کہا تو نے کیوں ادب کے ساتھ مسجد میں قدم نہ
رکھا۔ دیکھ تیرنا ام انسانوں کے ذریعے کاٹ ڈالا ہے۔ اب
ہوش ہیں رہ اور بھر جبی اس طرح مسجد میں قدم نہ رکھنا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا قدم کسی کی
مکتی پر پڑ گیا۔ اس پر آپ نے ایک آواز شنی کہ یا تو رثوری۔ دیکھ کر
ستدم رکھ۔

قریب و مقام آپ دور اول کے بزرگاءوں دین ہیں نہیں۔
آپ بڑی مقبولیت رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو
آپ کی رہنمائی پر پورا اعتماد تھا۔ یہاں تک کہ لوگ اپنے ایام میں میں
کہتے تھے۔ آپ کو ظاہری اور باطنی علوم میں ایسی درست کاہ حاصل
تھی کہ آپ بے ظہر سمجھے جاتے تھے۔ آپ شروع سے آخر تک ایک
یعنی حالت پر رہتے ہیں۔ آپ کے راجح مبارک میں ذر تغیر و اتفاق نہ ہے۔
اچھا داد دفع و تقویٰ میں آپ کمال درجہ پر فائز تھے۔ ایک بڑی
بُٹے بزرگان دین کے محبت یافتہ تھے۔ اور ادب و تعلیم کی کویا
لیکے تصور ہوتے تھے۔

روایت ہے کہ جب آپ والدہ کے ہیئت میں تھوڑا ایک

س وقت مجسم کی
راہ پر راست کی چلائی
مجماً اپنے مجھ سے کیا جائے

کے لائق چیز ہے۔

کہا جا رہا ہے؟ میں بجاں ہر سے لوگوں کو
کر رہے ہوں اور خدا کی طرف گلدار ہوں۔
کہ کچل یہاں سے ودھ رہو تو جملے دیوار

اگر تم لینا پسند کرو تو جاؤ، لے آؤ۔ الگ روہ دیجئے تو کھا تو پیو اور ستمال
میں لواؤ۔ لیکن ہم اسے نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتا کہ
خدا کی دستی کو دنیا کی دوستی کے عوض بیچ دوں اور قیامت کے
روز شتنہ ہوں۔

ایک بار ایک شخص کچھ تھے آپ کے واسطے لایا۔ آپ نے
قبول نہ فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ ہم نے کبھی آپ کی کوئی حدیث
نہیں سنی ہے۔ آپ نے بنا بیس فرمایا کہ الگ تم نے ہمیں کہا ہے
تو تمہارے دوسروے سلمان بخاری نے تو شی ہے۔ مجھے اندر یہ ہے
کہ کبھی تمہارے اس مال کے سبب سے سیدادِ حُمیر دوسروں کو
زیادہ مال ہو جاتے اور خدا کی یہاں بھی دنیاداری گئی جاتی۔
آپ ایک روز اتنا جگہ پہنچتے ہوتے تھے، لوگوں نے آپ کے
چکار اسے سماں کر لیتے۔ آپ نے غائب دیا کہ ہر کام خدا
بھی کہتے کہتا ہوں۔ اس میں بھی یہ شرط نظر ہے کہ رحمت اک
لوگ مجھے کہا نہیں کے۔ جب میرے یہ جھٹپتہ پہنچا تو حسد ابھی کی
خوشنودی پڑی لفڑی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اتفاق سے وہ اٹھا
پہنچا گیا۔ گر اب جب کتم اسے سیدھا کرنے کا مطالبہ
کر رہے تو میرا یعنی خدا کے لئے نہ رہے گا۔ تمہارے لئے ہو جائیکا
اس نے اسے بولی ہی رہنے دو۔

زید و تقویٰ حضرت سفیان ایک روز کسی تینی کی عالیشان
کو شیعی کے مال منصبے گذاتے ایک شخص آپ کے
بمراہ تھا وہ اس محل کی طوف غورستے دیکھنے لگا۔ آپ نے اسے
ٹوکا اور فرسہ بالا کر جبرا رکھی ایسے مکانوں کو فوریتے زد کیجھ تو
آواستہ دیوارستہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم کھجھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے
سکافوں کی تیاری ہیں اسرا درجہ اسراف کرتے ہیں کہ اس پر نظر
ڈالنے والا بھی اُن کے ساتھ گذاہ میں شریک ہو جائے۔
آپ کے ہمسایہ میں ایک شخص رکھا تھا۔ آپ بھی اس کے
جانے میں شریف لے گئے۔ پہنچتے لوگ جمع تھے اور وہ
سب اپنے ہر مرتبے والے کی تعریف کر رہے تھے۔ آپ (شناو)
کہاں کی کمی کوچھ بھی معلوم ہو۔ الگ دنیا کے لوگ اس سے خوش ہیں
تو ہم اس سے جانستے ہیں کہ ماں کا کوئی داری نہیں اور جب تک منافق
نہ ہو جاتے۔ دنیا کے سارے لوگ اس سے جانستے ہیں مولکے

ن آئے کہ آپ نے فرمایا۔ ہم تین
ہم اور ان سے علم ملا جائی کیا۔ جب
اُن میں کی خدمت تھیں، وقت تر دیکھ پہنچا تو ایک یہودی ہو کر
آن کے اس دنیا سے کوچھ کا بے ترا سا ہو کر۔ اس خوف سے میر
مرت دوسرے گیرہ تک افتخار نہیں کو جو چاہے بتا دی ملعم
کوچھ بھل آیا کہ حق تعالیٰ تر اب ترا نہیں جس کو جو چاہے بتا دی ملعم
وہ میرے ساچہ کیا معاملہ کر سکتا۔

ایک مرتبہ آپ نے میں سوار کر تھا۔ عظیم چل جائے تھا۔ ایک
شخص آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ تمام راہ میر اروتے جائے تھے۔ اس
شخص نے کہا کہ شاند اپ لگا ہو۔ میر کے خوف سے بے بوقت ہیں۔ آپ نے
گھاس کی ایک پتی اٹھا کی اور فرمایا۔ اب کہ اپنے میں ٹھانہ بھار ہوں۔ انگریز
میرے گھاٹے حضرت حق تعالیٰ کی دل جگہ میں اس دل رجستہ ہو رہی تھی۔
کے مقابل اس ٹھانے کی پتی سکریٹری بھی ورنہ اپنے دل رجستہ ہو رہی تھی۔ جس
تو فون اس امر کا چکر حق تعالیٰ پر جواہان لایا ہوں وہ۔ سبق دل
سے بھی ہے یا نہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے خبروں میں کوئی دو
نائیت تھیں جیسا کہ میں اور کہلوا اکار آپ ہمراہ کہ کسے اپنی
تبول فرستہ مائیں۔ کیونکہ میرے والد آپ کے گھرے دوست تھے۔
اوہ کا خیر خدا بہت کوشش سے تھے۔ اب ان کا انتقال ہو گیا
ہے۔ ان کی پاکیں مکانی سے جو در شر صحابہ کو طالب ہے، میرے سے یہ آپ کی
خدمت میں ارسال ہے۔ آپ نے وہ تھیں جیسا کہ اپنے صاحبزادے
کے ہاتھ اس کے پاس واپس بھیج دیں، اور کہلوا اکار آپ۔ کروالد
سے میری دستی عرض خدا کے لئے تھی۔ دنیا کے لئے تھی، آپ کے
صاحبزادے کا بیان ہے کہ جب میں وہ تھیں واپس میرے کے
آیا تو میں نے عرض کیا کہ ابا جان اکیا آپ کا دل چھکر کا۔ میاں کو
آپ کو مجھ پر ترس نہیں آئا۔ اکار دیکھتے ہیں کہ میر بال کی اس والدہ
لیکن میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ کے پیغمبر سوار کیلئے اور مجھے
وہیتے تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا۔ حضرت سفیان تھیں کہ میر کیا کر دیتا!

پر جھا ہوا تھا اور اس کا بیوی وقت یعنی امراہ وزراء تخت کے آس پاس نہایت ادب کے ماتھ ایسا تادہ تھے کہ لیکارگی محل سے ایک تاشتے کی آواز بلت، ہر لوگی اور خلیفہ محدث اپنے تمام امراہ وزراء کو زینیں میں دھنے لگیں۔ ان دونوں بزرگوں کو اس کی اطلاع لٹا تو انہوں نے کہا کہ تم نے مجھی کسی کی دعا اس قدر جلدی بخوبی ہوتے ہیں دھنی۔ حضرت سفیان ثوریؓ نے فرمایا کہ اس کا صدقہ ہے کہ ہم نے مجھی اُس بارگاہ کی احکام رسانی میں کوتا ہیں نہیں کی۔

کہتے ہیں کہ جو خلیفہ اُس کے بعد جائزین ہوا وہ حضرت کا بہت معقد تھا اور اپ کی بہت تعظیم ذکر کی کرتا تھا۔ ایک بار اپ بیان پڑھنے والے اُس نے اپنے ایک طبیب خاص کو خونہایت درجہ حاذق تھا آپ کے علاج کے لئے بھیجا۔ طبیب آتش پر مت تھا جب اُس نے اپ کا قارروہ دیکھا تو بولا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شخص بڑا خدا پرست ہے۔ خدا کے خوف سے اس کا جگر پارہ پارہ ہو گیا ہے۔ اور یہ وہی مکمل ہے ہیں جو منانے سے باہر آتے ہیں۔ پھر کچھ سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ جس دین میں میں ایسے شخص ہوں وہ ہرگز باطل نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ جب خلیفہ اُس کی اخلاقی طلبی تو اُس نے کہا سبحان اللہ میں نے تو یہ کہا تھا اک طبیب کو بیمار کے پاس بھیجا ہے۔ حالانکہ میں نے خود بیمار کو طبیب کو اپس سمجھا تھا۔

شفقت علی الغلط

آپ ایک دن بازار سے گذر رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک چڑیا پھرے میں تیری طرح تڑپ رہی ہے۔ آپ نے اسے خرید کر چھوڑ دیا۔ وہ چڑی روزانہ آپ کے گھر آتی۔ آپ رات بھر نمازِ فتنہ رہتے اور وہ آپ کو دیکھتی رہتی۔ کبھی کبھی آپ کے جسم بارک پر مجھ جاتی۔ جب آپ کی دفات ہوتی اور بوجگ اپ کا جائزہ لئے جائے تھوڑو وہ چڑیا زور دوسرے ٹھیک ہاتھی اور بارگاہ کے ہر لوٹی تھی لوگ اس کا یہ حال دیکھ کر ہاتے ہاتے کرتے تھے اور زار و قطار رہتے تھے۔ جب آپ دفن کر دیتے گئے تو چڑیا اپنے آپ کا قبر کی خاک پر شدید فرمانات کیا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لئے کہ خدا یا ان کو پکڑ اور اسی سخت پکڑ دیں الحسن بن علی کو فرمے کہ بعد والوں کے لئے یہ داقوہ عمرت بن کر دے جاتے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت خلیفہ اپنے سخت

آپ مارتھا مچک کے ایک جگہ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن جب بادشاہ کے مال سے وہاں ٹوڈ جلایا جاتا تو آپ وہاں ہٹ جاتے تاکہ اس کی خوبیوں اپ کے دامن نکلے۔

ایک روز آپ حمام میں گئے۔ اتفاق ہو ایک بندے اُسی مونجھ کا لالہ کارہاں آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی اسے باہر نکال دو۔ لیکن یہ راہیک عورت کے ماتحت دیکھی ہی شیطان رہتا ہے لیکن اس شرم کے لڑاکوں کے ساتھ اسحاقہ شیطان پہنچتے ہیں۔ جو انہیں لوگوں کی نظر میں مرتین کر کے پیش کرے ہیں۔

حق گوئی و حق پرستی

ایک بار آپ نے دیکھا کہ خلیفہ نمازِ فرید کے بالوں سے چیلنا جاتا ہے۔ جب اُس نے خاکہ ختم کی تو آپ نے اسے متینہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کی نماز نماز نہیں ہے۔ نمازِ نیعت کے روشن پاک گیند کی صورت میں تیرے سے پر لادی ہاتے گا۔ خلیفہ نے کہا اہم تر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نیزی نہ رہی اسے خاتمہ بھیں رہوں تو میرا پیشاب خون مونہاتے۔ خلیفہ آپ کی اس بات سے غصب ناک ہو گیا اور تمدیداً اس کے ساتھ ملک سولی ہٹھی کی جاتے تاکہ پھر کوئی شخص اس شرم کی جرأت نہ کر سکے۔ دوسرے دن آپ اس طرح پاؤں پھیلاتے لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کا سر ایک صاحب کی گودیں تھا۔ اور پیر دوسرا صاحب کی گودیں۔ جیسا ان دونوں بزرگوں کو یہ فیضت ططم ہوئی کہ اسی خلیفہ ملکی دی جانے والی بیوی تودہ سخت پر ایمان ہوتے۔ انہوں نے آپ سیں کہا کہ ایسا ہم اُن کو اس کی خبر نہ کریں شائد معافی کی کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت سفیان تھاں جاگ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا یہ بات ہے؟ ان دونوں اصحاب نے مال میان کیا اور یہ اختیار و فرائض کے حضرت نے فرمایا کہ فتحے اپنی جان کی اتنی بیرداہی ہے کہ جس سر شکر کیجیے کوئی بخ ہو۔ اس دنی کا مولیٰ کے ادا کرنے کا حق بچہ پر دا جب ہے میں کسی صورت میں ان سے پہلے تھی نہیں برسلاں پھر تھوڑی دیر سکوت کیا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لئے کہ خدا یا ان کو پکڑ اور اسی سخت پکڑ دیں الحسن بن علی کو فرمے کہ بعد والوں کے لئے یہ داقوہ عمرت بن کر دے جاتے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت خلیفہ اپنے سخت

کہا کہ تم نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی ہم سے کہہ رہا ہے۔ سفیان کو جناب پر جاؤ۔ اس کے بعد سب لوگ اندر آئے، حضرت سفیان اس وقت حالتِ نزع میں تھے۔ لیکار گی آپ اپنا ہاتھ تیکے کے نیچے لے گئے اور ایک ہزار دینار کی بھلی نکال کر کہا "لست صد قرآن" لوگوں نے اڑا تو جب و پھر کہ سفیان اللہ آپ تو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ دینارِ صحیح نہ کرنے چاہتے اور خود آپ اس تقدیر دینار لکھتے تھے۔ آپ نے یہ نکل فرایا کہ "یہ وہی میرے دین کا حماقظاً تھا اور میرے اسی سے اپنے دین کی حفاظت کی ہے۔ اسی کے سبب امیں مجھ پر غالب نہ آسکا۔ کیوں کہ جب وہ نجوم اُک کہتا تھا کہ اے سفیان! آج تم کیا کھا۔" کے اور کیا پہنچے؟ تو میں جواب دیتا تھا کہ دیکھ یہ روپیہ ہو جو میرے جب وہ مجھ سے کہتا تھا کہ تمہارے پاس تو کتنے تک نہیں ہے تو میں کہتا تھا کہ دیکھ یہ روپیہ رکھتا ہے اسی سے کتنی خریدیں گا۔ خرض اسی طرح میں اس کے دوسروں کو دفع کرتا تھا تھا۔ حالانکہ مجھ کو اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ ہم کہ آپ نہ کلمہ شہادت پڑھا اور اصلِ حق ہوتے۔ سـ حمـةـ اللـهـ عـلـیـہـ وـحـمـةـ وـصـعـتـ کہہ ہے کہ شہر میں اسی حضرت کا ایک وارت تھا۔ جب وہ مر گیا تو ملکہ بخارا نے اس کا سارا مال اپنے قبضہ میں کیا یا اور حضرت کو اطلاع دی۔ آپ را ہمی بخارا ہوتے جب شہر کے قرب پہنچو تو ایں بخارا دریائے میخ جھیلوں کے کنٹے نہ کہ آپ کے استقبال کو آئتے اور ٹھری خوات کے ساتھ شہر میں رہ لے۔ مجھ سر وہ امانت آپ کے پسدا کردی۔ اس وقت آپ کی تکمیل اسال کی تھی۔ اس عمر سے وفات تک آپ نے یہ روپیہ ٹھری حفاظت کی رکھتا تھا۔ یہ سنتگی کی ضرورت نہ ہے اور جب آپ کو اپنی موت کا ایک مالیت میں رہوں۔ بخوبی میں رہوں۔ کیونکہ قبل از می کا حضرت جل شاد کی بارگاہ کا سفر کرنا سو را دینی تھے۔ حضرت عبداللہ جہنمی کا بیان ہے کہ ایں آپ کے پاس حاضر ہے۔ آپ نے یہ سے فرمایا کہ میرا سر زبان پر رکھ را اور بامہ ریا۔ تاکہ لوگوں کو اطلاع دوں۔ میں نے دیکھا کہ باہر تمام لوگ مجھ ہیں۔ میں نے پوچھا تم لوگوں کو کس نے خری کی؟ و لوگوں نے بواہیں

مرض الموت و رفاقت

جب آپ کا کوئی مرید مفرک جاتا ہوا آپ فرماتے تھے کہ اگر ہمیں موت کو دیکھو تو میرے واسطے خرید لانا۔ جب آپ کی دفاتر کا وقت قریب پہنچا تو آپ بیٹے اور فرما کر میں تو موت کی آرزو گیا کرتا تھا۔ لیکن اب جو میں نے اس کو دیکھا تو جانکہ وہ بہت سخت ہے۔ کاش میرا تمام سفر ایسا ہوتا کہ لٹکتا ایک سیدھی گی میں چلا جاتا۔ لیکن خدا نے عروج میں کے نزدیک جانا اسان نہیں ہے۔ پہنچ میں کوئی نہیں اپ کا عالی تھا لیکن جب بھجی موت اور اس کے غلبہ کا ذکر آپ سنت تو آپ پرشی طاری ہو جاتی اور جس شخص۔ کے پاس تشریف لے جاتے یہ فرماتے کہ موت کی تیاری موت اسے سے پہنچ کر رکھ اور خود بھجی موت کی بہت ڈست تھے۔ حالانکہ اس کی آرزو کرتے تھے۔ آخری وقت جب لوگوں نے کہا کہ یعنی بہشت آپ کو مبارک ہو تو آپ نے سر لایا اور فرمایا کہ تم یہ کیا کہتے ہو؟ یہ میں اس لائق ہوں کہ بہشت میں داخل کیا جاؤں۔ جو لوگ بہجتا ہیں وہ اور ہمیں ایں۔ جب آپ بھروسے میں بیمار ہی سے تو مالم صبرہ نے آپ کو طلب کیا۔ لیکن لوگوں نے آپ کو ایسی جگہ پایا جس ان چار بارے میں باشیعہ جاتے ہیں آپ پہیٹ کے درد سے بے ترا رہتے اور آپ کو خفت عیش لاخ تھی اس کے باوجود آپ عبادت پرے غافل نہ ہے۔ لوگوں نے صرف اُسی رات کو شمار کیا تو آپ سالگہ بار قبولتِ حاجت کوست تاجر بار بار دھوکے کے نازکے لئے کٹھیے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اُس کی پر حالت دیکھی تو عرض کیا کہ حضرت اس عالمت میں آپ وہنو نہ رہ رہیں۔ آپ نے جواب دیا۔

میں چاہتا ہوں کہ جب ملک الموت میرے پاس آئے تو میرا بکی کی مالیت میں رہوں۔ بخوبی میں رہوں۔ کیونکہ قبل از می کا حضرت جل شاد کی بارگاہ کا سفر کرنا سو را دینی تھے۔ حضرت عبداللہ جہنمی کا بیان ہے کہ ایں آپ کے پاس حاضر ہے۔ آپ نے یہ سے فرمایا کہ میرا سر زبان پر رکھ را اور بامہ ریا۔ تاکہ لوگوں کو اطلاع دوں۔ میں نے دیکھا کہ باہر تمام لوگ مجھ ہیں۔ میں نے پوچھا تم لوگوں کو کس نے خری کی؟ و لوگوں نے بواہیں

فرایا۔ اکثر ایسا پوچھتا ہے کہ آدمی تیک عمل کرتا ہے۔
یہاں تک کہ اس کا وہ عمل تمام فریشون میں کھپور ہو جاتا ہے۔ اور
حق تعالیٰ کے بہاں دفتریں لکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن پھر اسی محض کے
دل میں اس عمل سے خرپیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا وہ عمل
عرض دیا جن کو رہ جاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے دفتریں دیا جو کہ
جب تا ہے۔

فرایا۔ جو دریش کسی امیر و سلطان کافر بغیر ہو جان لو کہ
وہ چور اور بیکار ہے۔

فرایا۔ زاہدہ شخص ہے جس کی علی نزدگی زہر کی آئندہ
ہے۔ جو شخص بخوبی زبان سنتے ہوئے باہم کیا کرتا ہے

التدبیر ان کو اپنی مقبولیت سے نوازا۔ شہادتی اللہ کی شہرہ آنکھ تصنیف اسے زبانہ کیا جائے۔

فسرایا۔ نہ یہ نہیں ہے کہ

ٹانک کا لباس پہنس اور جو کی

روپی کھاتیں۔ تو ہو یہ ہے کہ

دل دنیا سے نکالتیں، اور

خواہشوں کو کم کر دیں۔

فرایا۔ اگر تو حق تعالیٰ

سے اس حال میں طرکتی سے

نامہ اعمال میں وہ گناہ ہیں

جس کا عمل تجوہ سے اور حق تعالیٰ

سے ہے تو یہ آسان ہے بمقابلہ ان گناہوں

کے جو تجوہ سے اور خدا کی دوسرا مخلوق سے

تفقیر رکھتے ہیں۔

فسرایا کہ۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں خانوش رہنا اور
غلوت گزیں ہونا ہتر ہے۔ تاکہ پڑھ دین کو فتنوں سے بچا جائے
یہ شکر ایک شخص نے کہا۔ حضرت اگر ایک کونے میں چپ چاپ
بیٹھھوڑیں تو کمالی، صفائی کس طرح کریں۔ آپ نے فرمایا۔ تقویٰ
افتخار کر کر بلکہ میرے کسی تشقی کو نہیں دیکھا جو کمالی و صفائی کا
حاجت منہ ہو۔

فسرایا۔ آجی کے لئے کسی فارغ گھس جانا اور اپنے
اپ کو تھپتا لینا اس ستمبوں پر ہر ہے کہ وہ بیان میں خاکہ نہ پہنچو اور
کرنا مشکل۔

حدیث کی نکوئہ درد۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت حدیث کی نکوئہ کیا
ہے؟ فرمایا۔ دو سو حدیثوں میں سے یا چھ پر عمل کرتا۔
ایک روز آپ نے اپنے مردوں سے فرمایا کہ دیکھو چکانے
کا نہیں دار اور بد مردہ ہونا الب تھا۔ حقیقتی تک پہنچنے سے
تیچھے آتر گیا پھر دلوں برابر ہیں پس تم کو سبرا ختم کرنا چاہئے
تاکہ بد مردہ اور حزیب ارکھانا تمہارے نزدیک ایک طیوری۔ کیونکہ
جو پیز اس تھوڑا اثر رکھتی ہے اس کے بغیر صورت کر کے ہیں۔

فسرایا۔ عارف حضرت حق بیان شانہ کی بارگاہ کی
جانب ہے تاں سوچد ہوتے۔ حضرت حق تعالیٰ نے ان کو اپنے قرب
ست سرفراز کیا۔ عابدین حق میں شوفی پڑتے
التدبیر ان کو اپنی مقبولیت سے نوازا۔

دوسرے لوگ جو حملت کی حوصلہ ہیں
اللہ کے اشراف امکنعتی۔

فرمایا۔ روتوس
حصہ رکھتا ہے۔ لوح حصہ ریکے
ہیں اور ایک حصہ خالیہ۔

فرمایا۔ اگر ایک
سال میں آنکھوں سے آنہ کا
ایک ہی قطہ نکلے، لیکن وہ ہو
خدابری کے لئے تو یہ بھی بہت ہے۔

فسرایا۔ الگی جگہ بہت کی
لوگ بھی ہوں اور کوئی ان سے پکار کر بھکر کم
میں سے جس شخص کو پکاریں ہو کر یہ آجی شام تک۔ یہ کارو

کھڑا ہو جاتے تو یقین چکر کو کوئی نہ کھلا جو کذا۔ کیونکہ کوئی شخص تو
کہا وفت نہیں جاتا کیا اب کہ تھوڑی ہی دیر میں آجائے مارا ک
باوجہ غفلت کا یہ حال ہے کہ اسی صحیح کو پکارا جائے کہ بھائی! ا
جس راستہ پہم سبی کو چلتا ہے اس کا سامان جس شخص نے کر رکھا
ہے ذرا وہ کھڑا ہو جاتا تو واقع نہیں کہ کوئی کھڑا ہو۔ کیونکہ بھیخ
دنیا میں مست اور اپنی آخرت سے بے قدر ہے۔

فسرایا۔ عمل کرنا آئمان ہے، لیکن میں میں اعتقاد
لے شروع ہے۔

نہیں ہوتی۔

فسد مایا۔ اگر کوئی شخص تیرے سامنے تیری تعریف کرتے اور وہ تجھے پسند آ جائے تو اعمال کی اگر کوئی شخص تیرے سامنے تیری تیرانی کرتا تو تجھے یہ بات پسند نہ آتی تو تجھے معلوم ہو جانا چاہئے کہ تو ابھی تک ناقص ہے۔

لوگوں نے ایک مرتبہ آپ سے یقین کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک قول ہے دل کا۔ جب تک یقین رکھتے نہیں پڑتا۔ صرف تاثیت نہیں ہوتی اور یقین اسے کہتے ہیں لکھب کوئی مصیبت یا آفت آتے تو تجھے یہ سمجھ لیتا چاہئے کہ وہ خدا کی طرف سے آتی ہے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے اس حدیث کے معنی پوچھے جس میں رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جس گھر کے لوگ گوشت زیادہ کھاتے ہیں اللہ انھیں دشمن رکھتے ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ گوشت کھانے سے خدا عذیبت کرتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے حاتمؐ سے فرمایا کہ ہر قوم سے چار باتیں کہنا ہوں جس سے اکثر وہ بے خوبی۔ ایک تو یہ کہ لوگوں کو کھاتے کرنا اور ان پر الام تراستنا خدا کے احکام سے خلفت کا تجھے ہے۔ اور تھنستے ابھی سے غافل ہونا کفر ہے۔ دوسروے یہ کہ مسلمان بھائی سے حسد کرنا قسم کا حافظانہ رکھنے کا تجھے ہے اور قسم کا الحافظانہ کرنا کھرے ہے۔ تیسروے یہ کہ حرام مال جمع کرنا قیامت کو فراموش کرنا کیا تجھے ہے۔ اور قیامت کو فراموش کر دینا کفر ہے۔ چھٹے یہ کہ حق تعالیٰ کی دعیے کربے خوف ہونا اور اس کے وعدہ پر بھروسہ نہ رکھنا کفر ہے۔

اسلام اور انسانی قانون عبدالقدار عودہ شہیدؐ کی لاروا تصنیف

کا اردو ترجمہ میں فقاً اسلامی کے متعلق بے نظیر تھوڑی ہے۔ قیمت ۵۰ روپے۔

الشرف الموعظ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھاڈی کے ایمان افزودہ موعظ عصر سے نایاب تھے ابھیں پھر سدلہ و ارجمند ایجاد ہے۔ تازہ ایڈیشن چار حصوں کا یکجا تیس روپے۔

مکتبہ علمی دیوبند (بی۔ پی)

لوگوں کی نظر وہ میں عززت ہنا پھرے۔ کیونکہ اگلے بزرگوں فیصلی عزّت و شہرت کو ہمیشہ نظر رکھاتے، کیجھستہ اور اس تغیرت کی ہے۔

فسد مایا۔ ابی زمانے کے لئے فتنہ و فساد میں بتلاجھنے سے پہنچ رہے کہ وہ پڑے سوتے رہیں کہ اسی میں ان کی طلاقی ہو جائے۔ فرمایا۔ سب سے بہتر سلطان وہ ہے جو عالمیں کی محبت میں بیٹھے اور ان سے تحصیل علم کرے اور سب سبتر عالم دہ سے چو سلطانوں کی محبت ہے۔ فرمایا۔

”بعلی عبادت خلوت لیتھی ہے۔ پھر بلطفِ مسلم اس کے بعد علم پر عمل اور اس کے بعد اس کی اشاعت۔“

فسد مایا۔ میں نے بھی کسی کے ساتھ تواضع نہیں اختیار کی۔ جب تک اس کے اندر حکمت کا ایک حرف نہ دیکھا۔

فسد مایا۔ دنیا کو حاملِ کرم کی ضرورت بھرا اور آخرت کوں عمل کر دل وجہ کی حاجت بھر۔

فسد مایا۔ اگرگناہ کے اندر گفتگی ہو تو اس گفتگی کے باعث کوئی شخص کسی شخص کے پاس رہنے سکتا۔“

فسد مایا۔ جو شخص اپنے آپ کو دوسروں سے فضل سمجھتا ہے وہ تسلیم ہے۔

فسد مایا۔ پانچ ادمی عزیز ترین خلائق ہیں۔ ایک عالم زادہ۔ دوسرے تھیمہ ہوئی۔ تیسروے رہیں تواضع۔ چھٹے فقیرت اکرے۔ پانچوں شریف سُنی۔“

فسد مایا۔ جس نماز میں مجرم فروختی نہیں وہ نماز نماز نہیں۔

فسد مایا۔ جو شخص حرام مال سے صدقہ دیتا یا خیرات کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ناپاک کپڑے کو خون سے دھوکر پاک کرنا چاہتا ہے۔

فسد مایا۔ نیک صلحی خدا تعالیٰ کے غصہ کو ختم کرنے کی حرث۔

فسد مایا۔ یقین اس کا نام ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو خدا پر الام تھا گھاتے۔ بلکہ اس کو ایک راحت سمجھ کر اس کا شکری سمجھا لاستے۔

فسد مایا۔ خدا کی شان ایسی ہے کہ وہ ہماری جان بھی لیتا ہے اور ہمارا مال بھی لیتا ہے۔ بلکن پھر بھی اس سے ہماری مجتہم

اسلامی حکومت کے والیاں والے مال

از مولانا ابو محمد امام الدین

کر دو۔ یہ عمر اور آں عمر کا مال نہیں ہے۔“
ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشرفؑ نے بیت المال کا جائزہ
لیا۔ تو وہ مال صرف اپس درجہ موجود تھا۔ انہوں نے اس خیال
سے کہے یہاں کیوں پڑھ رہے املاک حضرت عمرؓ کے ایک حصہ جزو
کر دے دیا۔ حضرت عمرؓ معلوم ہوا تو انہوں نے درجہ کے کوہیں مال
میں داخل کر دیا۔ اور ابوہے اشرفؑ کو بلا کر فرمایا کہ افسوس نکو
عینہ میں آں عستکر سووا اور کوئی مکمل نظر نہ آیا تم چاہتے ہو کر قیامت
کے دن تمام امتیت گھوڑی کامطا لیتے شیری گو۔ دن پر پوچھ لیتے
ایک بار حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بیمار ہوتے اور دو اکٹھے
شہد کی ضرورت پیش آئی۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ لیکن آپؐ
اپنے انتشار سے اس میں سے لینا جائز نہیں بھاگ۔ سجدہ میر شریف یا یہ
اور بیر پر پڑھ کر مسلمانوں سے کہا۔ ”اگر آپؐ لوگ اجازت میں تو
بیت المال سے کچھ شہد لے لوں ۹ درجہ آپؐ کی اجازت کے بغیر
وہ میرے لئے حرام ہے۔“ (رسویہ صحابہ جلد دوم ص ۲)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے شام کی طرف اپنا تجارتی مال بھیجا
چاہا۔ اس سلسلے میں کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ حضرت عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ کے قرض مانگا انہوں نے کہا۔ ”آپؐ بیت المال
سے قرض لے کر ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔“ حضرت عمرؓ نے ان کے
مشویے کا جو جواب دیا وہ حکمران طبقے کے لئے خصوصیت کیا تھی
قابل غور ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ”میں بیت المال سے قرض لینا نہیں
چاہتا۔ اس لئے کہ اگر میں اس کے ادا کرنے سے پہلے مر گی تو تم لوگ
میرے درہ شام سے اس کامطا لیتے رکھو۔“ اور یہ بار میرے بھائی سرہ
روہ جلت گا۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ کسی لیے شخص سے قرض لوں یوں

امانت و دیانت [سرکاری خزانے اور مال و اس باب کے استعمال و تصرف کا مستلزم حکومت خزانہ اتنی کا ایک نیادی مسئلہ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ احکام وہ ایات اور آخرت کی باز پر مس سے بے نیاز حکمرانوں اور فرماندوں نے کسی دور میں بھی اس سلسلے کی اہمیت کا لحاظ نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ سرکاری مال و اس باب میں بے جا تصرف کرتے رہے اور ابتدی شان و شوکت، جاہ و جلال اور عیش و راحت پر بے دریغ خرچ کرتے رہے جن خرابیوں نے حکمرانوں اور فرماندوں کے ہاتھوں بھیشہ عوام کو جلاسے آلام و مصائب رکھا۔ میں ایک بڑی خردی مال و اس باب کا بے جا استعمال و تصرف بھی ہے۔ لیکن جو لوگ خدا کے نائل کرده احکام وہ ایات کے پابند ہوتے ہیں، وہ سرکاری خزانے اور مال و اس باب کو حکومت کی ایک امانت بھگتے ہیں۔ اور مدتِ تین اور امانت دار شخص ہی کی طرح اس کی حفاظت و نگرانی اور اس کا استعمال کرتے ہیں۔

ایک بار ربیع بن زیاد حارثی شے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ ”امیر المؤمنینؑ اس کو خدا نے ہو مرتبہ دیا ہے۔ اس کے لفاظ سے آپؐ دنیا میں سب سے زیادہ عیش و راحت کی نندگی سے متعین ہیں۔“ حضرت عمرؓ نہایت خفا ہوتے اور فرمایا۔ ”یہ ذم کا ایسیں ہیں۔ امانت میں خیانت کب جائز ہے؟“ (مذکار الشافعی)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عزیزی شاہ کو
لکھا کہ مسلمانوں کے دلیلیت قسم کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ
دلیلیت قسم ہو چکے۔ لیکن بہت سامن نجع گیا ہے۔
حضرت عمرؓ نے ان کو دوبارہ لکھا کہ بچا ہو امال بھی قسم

بن جرج رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ بولے ” عمر اتم نے اصحاب رسول کو دنیا میں آؤ دہ کرو یا۔“ حضرت عفرشہ فرمایا۔ ”آخرین دین داروں کے سوا اور کن لوگوں سے مدلوں پر حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو اپنے حکام و حمال کی خواہ اس قدر معتبر کر کر وہ خیانت کی طرف مانی نہ ہونے پائیں۔ (اموہة صحابہ)

قادسیہ (فارس) کی تشویح سے چاہیں اسلام کو اس قدر مالہ اس باب لا کہ ان کے لوگوں نکل کر لئے وظیفہ مقرر ہو گئے۔ اسی زمانے میں خالد بن عوف نے فارس سے مدینہ طیبہ آتے اور حضرت عفرشہ ملے۔ اپنے ان سے چاہیں اور ان کے اہل و عیال کا حال دریافت کیا۔ خالد بن عوف نے کہا کہ وہ خداوند عاشرتے ہیں کہ ان کی عمر آپ کی عمر میں شامل کر دی جائیں۔ قادسیہ کے فاتحین میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جسے دو یادِ تیرہ بہار وظیفہ نہ ملتا ہے۔ اسی طرح عطفہ کچھ ہیں خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں انہیں کوئی ایسا نہیں جو سورہ کم اور دو جواب ماننا نہ پاتا ہے۔

حضرت عفرشہ فرمایا۔ ”ان کا حق ہے جس کا ان نکل سپھیا۔“ میرسلہ توجہ صادقت ہے۔ اگر یہ سپھے پاپ کا مال ہوتا تو یہ بھی نہ دیتا۔ مجھے معلوم ہے کہ وظیفہ ان کی ضرورتوں سے زیادہ ہے۔ بھرپوری جب لوگوں کو وظیفہ اور وہ اس میں کیا ایک بخوبی خریدیا کریں تو ان کے مال میں اختلاف ہو گا اور اس کے بعد ان کی اولاد بھی دست نہ پہنچی۔ اس مال میں سے ان کے پاس کچھ نہ کچھ ضرور باقی ہو گا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کیا ہونے والا ہے۔ میں ان تمام لوگوں کو جن کے معاملات کا اللہ زد مجھے نہ کہاں بنایا ہے۔ صحیح کہا ہوں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جو اس حال میں مراد اس نے رعایا کے صاف خیانت کی ہے تو“ تباہی خیانت کی خوشبوئیک سو بھجنی مصیب نہ ہو گی مگر دلماں کے معافی لفڑی

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیت المال کے مطلع ہیں جن یاد و مامت سے کام بنتے تھے اس کے متعلق حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ کی شہادت سنئے۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دفتر نارنگیاں آئیں حضرت ام حسن اور امام حسین نے ایک نارنگی اٹھا لی۔ حضرت علی نے دیکھا تو چھین کر اسے لوگوں میں تقسیم کرو یا۔

حضرت علی غیمت کا مال قسم فرماتے تو بہار حضرت الاعبدیہ

میرے متروک سے دھوکا کرنے پر مجبور ہو۔“

بحرون سے مالی غیمت میں مشکل و غبار آیا۔ مسلمانوں میں اسے قسم کرنے کے لئے ایک لیسے شخص کی ضرورت تھی وظیفات کے ذمہ میں چہارت رکھتا ہو۔ حضرت عمرؓ کی الہیہ عائلہ بن زید نے کہا کہ اس کام کوئی الجھی طرح انجام فریکھتی ہوں۔ حضرت عفرشہ جواب میں جو کچھ فرمایا وہ ان کے کل ایں دیانت امانت پر مشتمل ہے۔ فرمایا۔ ”میر تم سے یہ کام نہ لوں گا۔ کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری انہیں ہوں۔ مسلمانوں میں لگ جائے گا اس کو پہنچ جسم میں لگاؤ گی اور اس طرح یہ ہر چیز مسلمانوں سے زیادہ میرے حصے میں آجائے گی۔“

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے عراق سے زیورات میجھے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کی گودیں ان کی سب سے پیاری تھیں اسماً بنت زینب حصل برہی تھی۔ اس نے ایک انگوٹھی ہاتھ میں سے لی۔ اپنے سپی کو بہلائی اس سے انگوٹھی ہاتھ میں سے لی اور اس سے زیوروں میں لادیا اور لوگوں سے فرمایا۔ اس لڑکی کو میرے پاس سے لے جاؤ۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن ارقم نے جلوہ اسے زیور میجھے۔ اپنے کے ایک بیٹے نے ان میں سے ایک انگوٹھی کے لئے درخواست کی۔ اپنے سہ ان کو جھڑک دیا اور انہیں کوئی چیز نہ دی (خلافت کی امانت داری اسلامی حکومت ہی کی ہنسی اسلامی سماج کی بھی خصوصیات میں سے ہے۔ اس سے لوگ ہر معاشروں دیکھ امانت کا لحاظ رکھتے ہیں اور سیاست مراقب سے دور رہتے ہیں جن میں اتنکا بیجانات کا اندازہ ہے۔ اور حکومت میں یہ اندازہ سب سے نہادہ فائدی ہو۔ اور حکومت میں یہ اندازہ سب منصب سے بھی بچنے کی کوشش کرے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کا بڑا ہتھ رکھتے تھے کہ ان کے عمال و حکام اخلاقی عالیہ اور اوصافِ حمیدہ۔ یہ مقصد ہوں اور اکا بہمی اپسے بہتر لیے لوگ اپنے کہاں مل سکتے تھے؟ چنانچہ ایک دار حکومت کے معلمے میں میرے مذکور گئے قو درسا کوں کریے گا۔ تمام حضرات نے آمدگی ظاہر کی۔ ان بندگوں میں حضرت الاعبدیہ

نے اندر اکھر حضرت عرب بن عبد العزیز کو اطلاع دی۔ آپ سخن لیئے
لیئے ہی تھے مانٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا۔ قاصد کو بلا لاد۔ قاصد اندر
آیا۔ آپ نے اسے اپنے قریب بھایا اور ایک ایک چیز کے
باشے میں پوچھنا شروع کیا۔ نہماں کے شہر کی کیا حالات ہو؟
وہاں سے مسلمان اور ذمی کس حال ہیں؟ شہر کے عالم کا
اخلاق کہدا رکیا ہے؟ بازار کے نرغ کا کیا حال ہے؟
جہاں جہاں دعا صارکس حال میں ہیں؟ سلفزوں اور صاحبوں
کی کیا حالات ہے؟ وہاں کا عالم حق داروں کو ان کا حق دینا
ہے یا نہیں؟ کیا کچھ لوگوں کو حامم سے کچھ شکایات بھی ہیں؟ اس نے
کسی پر کوئی ظلم کیا ہے؟

قاصد اپنی معلومات کے مطابق حضرت عرب بن عبد العزیز کے
سوالوں کے جواب دیتا رہا۔ جیب آپ تمام حالات دریافت فرمایا
چکلو تو قاصد نے آپ کے حالات دریافت کرنے شروع کئے۔

امیر المؤمنین کا مراجح کیا رہتے ہیں؟ آپ کی محنت و اچھی
رہتی ہے؟ اہل دعیال تحریر ہیں؟

حضرت عرب بن عبد العزیز نے کہا تھیوں رہتا ہوں یہ یہاں آپنے
ہوم تھی بیجاندی اور خادم کو بلا کر فرمایا جو راغب لاد۔ خادم ایک
ٹھٹھا ہوا جراغ لے آیا۔ آپ نے فرمایا اب جوچا ہو دریافت کرو۔
قاصد نے آپ کو اور اہل و میمال اور تعلقیں کے حالات

دریافت کئے۔ اور آپ نے جواب دیا۔ اس کے بعد قاصد نے کہا۔
امیر المؤمنین! میں نے آج آپ کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا جو اس سے
پہنچنے آپ نے کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ نے پوچھا۔ کوئی کام ہے قاصد
نے کہا۔ میں نے جیسے ہی آپ کے اور آپ کے اہل و میمال کے
حالات دریافت کرنا شروع کئے آپ نے ہوم تھی بیجاندی؟

آپ نے فرمایا۔ اللہ کے بندے! ابھی نہیں علم کریں جو
ہوم تھی بیجاندی وہ اللہ کے اور مسلمانوں کے مال کی تھی۔ میں جب تک
تم نے مسلمانوں کے سبق الفتنوں کو تاریخ میں ملے اس ہوم تھی سے کام
نی۔ پھر جب لٹکو کا رغبہ میری ذات اور سیرے اہل و میمال کی معاملات
کی جانب پھر گیا تو میں نے مسلمانوں کی ہوم تھی بیجاندی۔ دیوبند عرب بن عبد العزیز
ایک دفعہ حضرت عرب بن عبد العزیز کی خدمت میں اور دن
کی بھروسی کی دلنوکری یا حاضری کی گئی۔ آپ نے پوچھا۔ انہیں کہو۔

قرصہ ڈالنے تھے۔ تاکہ اگر حضور میں کچھ کی بھی واقع ہو جلتے تو وہ
اس کی خدمت داری سے بہری ہوں۔

ایک بار اصفہان سے ماں آیا۔ جس میں ایک روشن بھی بھی حضرت
علیؑ نے تمام ماں کے ساتھ اس روشنی کے بھی سائیں نکریے کر دیتے۔ اور قرعد
ڈال کر تقسیم کر دیا۔

ایک روز بیت المال کا گلی مال تقسیم کر کے اس میں جھاؤ دلوائی۔
اس کے بعد اس میں نماز پڑھی، تاکہ قیامت کے روز لوگ اپنی دیانت بر
شاہد ہوں۔

ایک بار کسی رسم سے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام
کو ہدیہ کے طور پر دو چادر میں حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ جمع کا خطبہ
شے ہے تھے۔ چادروں پر نظر پڑی تو دو چاہیے کہاں سے ملیں ہے
انھوں نے واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو بیت المال
میں داخل کر دو۔

ایک بار اصفہان سے بہت سالاں اور سالاں آیا حضرت
علیؑ نے چند دیانت دار لوگوں کی خانقلت میں رکھوادیا۔ حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہ اس میں سے ایک مشیر و شہزاد اور ایک شکرہ
محی منگوں الیا۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے امانت کے مال کا جائزہ دیا
تو دو مشکرے کم نکلے۔ آپ نے ان کی نسبت میں فظیں سے دریافت
کیا تو انھوں نے کہا۔ ہم ان کو لائے دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ تم کو اہل واقعہ بیان کرنا ہو گا۔
انھوں نے کہا۔ ہم نے وہ دونوں مشکرے حضرت ام کلثوم
کے پاس بھیج دیئے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ میں نے تو حکم دیا تھا کہ تم مسلمانوں کو تقسیم
کر دیتا اور تم نے ام کلثوم کو دے دیا۔ یہ کہہ کر اسی وقت مشکرے
امھا منگوئے۔ اور ان میں سے جو کچھ کام میں اچکا تھا اس کی قیمت
لگوائی تو میں دریم قیمت ٹھہری۔ آپ نے حضرت ام کلثوم کے پیار
سے تین دریم قیمت منگوئے اور مشکرے دو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ دسویں صد
ایک بار کسی صوبے کے مال کا قاصد حضرت عرب بن عبد العزیز
کے پاس آیا۔ رات کا وقت تھا۔ اس نے آپ کے مکان پر بڑی بخشش کر
دو انسے پر مستکہ دی۔ ایک در بان بامہنگ کا۔ قاصد نے کہ۔

امیر المؤمنین کو اطلاع دیے دو کہ نہایت عامل کا قاصد آیا ہو۔ در بان

لائے ملاؤں نے کہا۔ اردن کے گورنر نے آپ سے بھی بھروسی بھی ہیں۔

دریافت نہ رہا۔ میر کس چیز پر آئی ہیں؟
جواب طا۔ ڈاک کے گھوڑوں پر۔

آپ بولے مجھے ملاؤں کے ڈاک کے گھوڑوں کو کوڈا فی
استعمال میں لائے کیا تھا ہے؟ گھوڑوں کو لے جاؤ اور حجج کران
گھوڑوں کو چارہ ڈال دو۔

آپ کے بھتیجے ایک شخص کو آنکھ سے شارہ کیا کہ جا وجد
بیٹوں کیاں ہنگیں تو خرد فیضان بخوبی ڈکر بار بار رہیں گے جہاں
ان کی قیمت چودہ درهم لگائی اُتی وہ شخص ان لوگوں کو خرید کر
حضرت عمر بن عبد العزیز کے بھتیجے کے باس لے آیا۔ اس نے ایک
ٹوکری حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس بھجوی اور دسری اپنے
لئے رکھلی۔ وہ شخص ٹوکری سے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت
میں عاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ کیا ہے؟

لئے داس نے بتایا کہ آپ کے بھتیجے نے وہ گھوڑوں خرید لیں۔
ایک ٹوکری اپنے لئے رکھی اور دسری آپ کی خدمت میں
بھجوی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ۔ اب ہم سے ملتے ان گھوڑوں کا کھانا
斛ال ہے۔ (اسلوون)

بیت المال کی جانب سے نظراء و مسائیں کے لئے جو جہانگار
تھا اس کے باورچی خاتم سے اپنے لئے دھنو کا یاں بھی گرم نہ کیا تے
تھے۔ ایک مرتبہ غلطت میں آپ کا ملازم ایک چینی سک اس
ملحق سے آپ کے دھنو کا یاں گرم کرتا رہا۔ آپ کو معلوم ہوا تو اسی
لذتی خرید کر باورچی فاتح میں داخل کر دی۔

ایک بار غلام کو گشت کا ٹکڑا بھونتے کا حلم دیا۔ وہ اسی
ملحق سے بھون لایا۔ آپ اسے باختہ لگایا اور غلام سے فرمایا تم یہی
کھانا میری قسمت کا نہ تھا۔

خلافت کے کاموں کے سامنے ہی، جو لوگ آئتے تھے وہ اسی
بھان خانہ کے بھان ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ان کے
سامنے کھانا نہ کھلتے تھے۔ ایک مرتبہ چند بھانوں نے کھانے سے
انکا رکورڈ یا کہ جب آپ نہیں کھلتے تو ہم کیوں کھائیں۔ اسی ذائقے

معاد نہیں کر جاؤں کے ساتھ کھلنے لگے۔

ایک مرتبہ بہت سے سبب آئے۔ آپ انھیں عام مسلمانوں
تیسیم فرمائے تھے۔ آپ کا ایک چھوٹا بچہ ایک سبب اُٹھ کر
کھلتے لگا۔ آپ نے اس کے منہ سے چھپن لیا وہ روٹے لگا۔ اور جا کر
اپنی ماں سے شکایت کی۔ ماں نے بازار سے سبب منکار دیتے۔ مگر
بن عبد العزیز نہ گھر آئے تو انھیں سبب کی خوشی معلوم ہوتی۔ پوچھا
فاطمہ! کوئی سر کاری سبب تو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔
انھوں نے سارا اتفاق بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم!
میں نے اس کے منہ سے ہمیں چھینا تھا اپنے دل سے چھینا تھا۔ لیکن
بھی یہ پسند نہ تھا کہ میں مسلمانوں کے حق کے ایک سبب کے بعد
اللہ تعالیٰ کے گھوڑیں اپنے نفس کو بردا کروں۔

آپ کو لبنان یا سینہ کا شہد بہت مرغوب تھا۔ ایک مرتبہ
آپ نے اس کی خواہش ظاہر کی۔ آپ کی بیوی فاطمہ یہاں کے
حاکم ابن معدیکرب کے پاس کہلا بھیجا۔ انھوں نے بہت مشاہد
تھیں جیسے۔ فاطمہ نے نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو دیکھ کر تو یہ سکو
بہت مرغوب ہے۔ آپ نے شہد دیکھ کر فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ
تم نے ابن معدیکرب کے پاس کہلا بھیجا تھا انھیں نے بھیجا ہے۔
چنانچہ گل شہد بازار میں کو اکارس کی قیمت بھیت بھیت میں دنائل
خوردی۔ اور ابن معدیکرب کو کہا بھیجا تو قم نے فاطمہ کے ہمانے پر
شہد بھیلے۔ خدا کی قسم! الگ ائمہ تم نے ایسا کیا تو اپنے جوہر پر
برقرار نہیں رہ سکتے۔ اور میں تمہارے چہرہ پر نظر نہ ڈالوں گا۔
ایک مرتبہ آپ کی حاملہ بیوی کے لئے ٹھوٹے سے دودھ
کی ضرورت تھی۔ لوٹھی بھائی خانے سے ایک پیالہ میں ٹھوٹر اسادودہ
لے آئی۔ آپ نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا۔ بی بی کیلئے دودھ
کی ضرورت تھی۔ اگر ان کو دودھ نہ دیا جاتے کھانا استھان کا انتہی
ہے۔ اس سلسلے کی دودھ جہاں خانے سے لے آئی ہوں۔ پس انکو لوٹھی
کا ہاتھ پکڑا اور چلانے پوچھتے بیوی کے پاس لائے اور کہا۔
اگر ہم نظراء و مسائیں کے لئے کھانا کے علاوہ اور کمی چیز سے قائم نہیں
رہ سکتا تو خدا اس کو قائم نہ رکھے۔

یہ برجی دیکھ کر بیوی نے دودھ والیں کر دیا۔

اقیاناط کا آخری نور دیس ہے کہ ایک مرتبہ بہتیں انسان کا

درجات میں فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے درجے اور مرتب کے لحاظ سے حکومت ان کی ضروریات زندگی فراہم کرتی ہیں۔ لیکن اسلامی حکومت مندرجہ صدر حکومت کی رو سے ضروریات زندگی کو معلطہ میں حکومت کے اعلیٰ حکام اور ادنیٰ امور میں کوئی فرق رواہ نہیں رکھ سکتی۔

خلافت راشہ کے بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعلیٰ عہدہ داروں کو بڑی بڑی تجویزیں ملتی تھیں۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ یہ بیان کرنے والوں کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ خلافت راشدین کو زمانے میں عام مسلمانوں کو سکاری خزانے سے وظیفہ ملے تھے اور جن لوگوں کو حکومت کی کوئی خدمت پر برداشتی تھی ان کو تجویزی تھی جن ان کے وظیفے بھی شامل کر دیتے ہیں (اسلامی ریاست حصہ)

اسلامی تعلیم خود اسلامی حکومت کے والیان و امراء کے مزاد کو بھی ایسا بنا دیتی ہے کہ وہ اپنے کو سرکاری مال کا مالک نہیں بلکہ حماقہ اور این سمجھتے ہیں اور پوری دیانت داری سے اس امانت کی خلافت کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ پہلے اس کے لئے تیار ہی نہ تھے کہ سرکاری خزانے سے تجویزیں لوگوں کے سمجھانے بھائی پر وضا مند ہوتے تو لوگوں ہی کے سامنے پڑتے تھیں کہ ہم یہ لے بہت المال سے کتنا لینا جائز ہے؟ حضرت عمر بن الخطاب دیا۔ اپنے اولاد میں جو اپنے الگ ہو چکے ہیں۔ اور اپنے معاملات میں خود متمدد اور ہمیں ان کے لئے توبیت المال میں تو اسی طرح ایک حصہ مقرر ہے جس طرح وہ سرے مسلمانوں کے لئے ہے۔ لیکن اپنے چھوٹے بچوں اور اتنے علقوں کے لئے جو اپنی ذمہ داری امکلنے سے قاصر ہیں۔ یہ اپنی انواع کی گفالت کے توبیت المال سے مستور کے مطابق لے سکتے ہیں۔

حضرت ابو بکر نے فرمایا اخراج مجھے اذن نہیں ہے کہ مسلمانوں مال سے سیمہ سے اپنے اہل و عیال کی پروردش کیلئے یعنی اپنے بچوں کی حضرت عمر بن الخطاب کے عرض کیا۔ خلیفہ رسول اکتفی کے کاموں کی مشغولیت نے اپنے آپ کو اہل و عیال کا لئے بچوں کرنے سے بالکل وکی دیا ہے۔ مل مل آپ کو بہت المال سے ضرور گذاہہ لیا چاہئے (اسلامی

مشکل اپ کے سامنے لا یا گی۔ اپنے ناک بند کر لی کر اس کی خوشبو نہ جانے پاتے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین! اس کی خوشبو نہ کیجیئے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مشکل کا اتفاق ای بھی ہے۔

تحفظ خلافت پر قدم رکھنے کے بعد ہر ایسا وحیا مختلف کا مسئلہ بھی بند کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کو سبب اور درسر میوے چوہ میں بھیجی۔ آپ نے واپس کر دیا۔ بھیجنے والے آپ کے ہمہ۔ بدیع قادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول فریلے تھو۔ آپ نے جواب دیا۔ میکن ہمارے سلے اور ہمارے بعد والوں کے لئے وہ رثوت ہے۔ (تابعین)

سرکاری خزانے پر اپنا بام کم حکم دالنا | اسلامی تعلیم کے مطابق عمال اس بادت کے پا بند ہوتے ہیں کہ وہ سرکاری خزانے پر اپنی ضروریات سے زیادہ بارہ مزاد میں۔ اور وہ ضروریات کیا ہیں اُنیٰ بعضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تصریح فرمادی۔ آپ کا ارشاد ہے:-

من مکان ملنا عاملہ نلیکتسیب جوہار اور حکومت کا، ملزم ہو اگر اس نے شادی نہ کی ہو تو شادی کی کم اور اگر اسکے خادم فلیکتسیب خادم مٹا پاس کوئی خادم نہ ہو تو ایک خادم رکھے وہ اگر اس کے پاس کوئی مکان نہ ہو تو اس فلیکتسیب مسکناً من اخذند وہ غائب سے یا پور دراوی کو اسکے سارق (شک من الرادی) میں شک ہے کہ ہوئے ان دونوں افراد میں سے کوئی اتفاق فرمایا۔

اشترائیت کا دعویٰ ہے کہ وہ صادرات اسلامی کی طبیرہ اور ہے۔ وہ سبے لوگ بھی اسی غلط فہمی میں جاتا ہیں۔ لیکن اشترائیت کے اس دعوے کو دیجی لوگ تسلیم کر سکتے ہیں جو بصارت و بصیرت اور مشاہدہ و خبر سب کو تحریر کا دکھر کر اشترائیت پر انہی ایمان لا جھوپوں الگ صادرات و بر ابری کا پہن دلائلی وجہ دیجے تو وہ صرف اسلامی نظام ہیں ہے۔ اشترائی عکس متوں میں اشترائیت کے دعوے کے باوجود جعلی خلاف اور خدا تعالیٰ کے عین درستی سے حکام اور عمال کے مرتب و

جب چیزیں حضرت عزیز کی خدمت میں تھیں تو اپنی کامنے نہ مو
آئے۔ فرمایا۔ ابو بکر اخدا تم پر حرم کرے۔ تم نے مرغ کے بعد بھی
تعویٰ اور پرہیز کاری کے دامن کو اپنے نہ چھوڑا۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کچھ تھیں اور پروال غلافت کی اس
دوران میں اپنے بیت المال سے بینی ضرورتوں پر وکھر فرمایا
اس کا حساب کیا گیا تو کل اٹھہ زارہم نکل۔ موجودہ سے کی طبقان
پونے دہڑا رہوپے کی رقم پکھتے۔ اپنی وصیت کے مطابق اپنی
وفات کے بعد آپ کے دارلوں نے یہ رقم بیت المال کو واپس کر دی
الاماۃ والیاست میں ہے۔

تم قال حسما نظری ماذا الففت من

بیت المال سے نہیں سکتا۔ تم میرے

لطفیے میں سے ہوڑا ٹھوڑا پا کر

ایک روز شجو چڑی کالینا۔

صحیفہ ہمام بن مُقْبَسٍ

شہرِ مجاہد رسول ابو ہریرہؓ کا اپنے شاگرد این منبت کے مرتب
کیا ہوا جو عمرہ حدیث ہے شہرِ حقن جاپ محمد حمید اللہ نے ایڈٹ کیا ہے۔
اور جو تھی بار شائع ہوا ہے شعرِ فیض فیض حدیث پر لا جواب مقدمہ ہے۔ اور
حدیثوں کو وشن شاپے چاپ کر مقابل کے صفحہ پر ترجیح اور تفسیری ذوث
ذینچی ہے۔ اس صحیفے سے بخاری وسلم وغیرہ کی محدث کی صداق ہوتی
ہے۔ صحیفہ کمپنی کتاب ہی میں دیکھتے ہیں۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قدر بات مقدوس کے فوٹو جی شاہزادہ
رسول اللہؐ کے چند مکتوبات میں دیکھتے ہیں۔
افسر کو لکھ جیسا کہ میرے وظیفہ میں کوتا تنا
جن کا غذ مخدہ سفید بدیتین پی اٹھ لئے
آپ نے بینے دارلوں کو مدحت کی
کم کر دیا ہے۔ یونہ میں چیز کھاتے بغیر بھی
زندگی لگزاری جا سکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر مارہو تو

وکی سال تک بیت المال سے ایک جرہ نہیں لیا۔ حالانکہ نہایت

فقر و فاتر میں زندگی گذرتی تھی۔ صحابہ کو امانت یہ حالت دیکھی تو

بیت المال سے آپ کی تحریک مقرر کر دی۔ جسے آپ نے اس طریقہ

قوی فرمایا کہ جب تک ضرورت ہو گی لوں گا اور جب میری ٹیکی حاتم

درست ہو جائے گی تو لینا بنت کر دوں گا۔ آپ کا ارشاد تھا:-

اپنی اخراجات میں اللہ منی بمنزلتہ

میں اپنی خود میں کوئی کوں کا ملے درجہ پر

رکھا جائیں فان استغفیرت عفت

عنه ان اغفرات اکلت بالمعزوف

کھلائیں اسکی اپنی خود میں کوئی کوں کا

صحابہ کو اپنے حضرت عزیز کی رات سے الفرقہ کے حضرت
ابو بکرؓ اور ان میں وحیان کے لئے روزانہ آدمی بکری کا گواشت،
کپڑے اور کھانے مقرر کر دیتے۔ این سعد کے بیان کے مطابق آپ کو
دو چادریں ملی تھیں۔ جب وہ پرانی ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر کے
دو صمری ملے لیتے تھے۔ سفر کے موقع پر بیت المال سے سواری نیت
خلافت سے پہلے آپ کے معاشر سفر کا جو معیار تھا اسی کے موافق
پہنچا اور اپنے متعلقین کے لئے سفر خرچ لیتے تھے۔ (خلفانہ راشد بن ابی
ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حمزة نے
ان سے کہا کہ کوئی تیکھی چیز کھلانے کو چیز چاہتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ

نے فرمایا۔ کہیں اپنے مقرہ دلپیسے زیادہ

بیت المال سے نہیں سکتا۔ تم میرے

لطفیے میں سے ہوڑا ٹھوڑا پا کر

ایک روز شجو چڑی کالینا۔

چند روز سے بعد آپ کی

بیوی نے کوئی تیکھی چیز

پکا کر آپ کی خدمت میں

پیش کی تو آپ نے فرمایا

تمہے روزانہ کتنا بچایا تھا

اخنوں نے مقدار بتائی

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے

رسول اللہؐ کے چند مکتوبات میں دیکھتے ہیں۔

افسر کو لکھ جیسا کہ میرے وظیفہ میں کوتا تنا

جس کا غذ مخدہ سفید بدیتین پی اٹھ لئے

آپ نے بینے دارلوں کو مدحت کی

کم کر دیا ہے۔ یونہ میں چیز کھاتے بغیر بھی

زندگی لگزاری جا سکتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ جب تک خلافت کے فراغت انعام دیتے رہے
آپ نے اسی طریقہ زندگی لگزاری اور جب دنیا سے رخصت ہونے لگے
تو اس طریقہ کہ وفات کے وقت دینی صاحب زادی ام المومنین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب سے خلافت کا باہر میرے سرازیا
پر میں معمولی سے معمولی غذہ اور سہٹے جھوٹے پکڑے پر فناخت کی۔
مسلمانوں کے مال میں سے تیکھیں ایک حصی غلام ایک اونٹ اور
اس پہنچانی چادر کے سو اونٹ کچھ نہیں ہے۔ میرے بعد یہ تمام چیزوں
غم کرو اپنے فے کر ان سے بُری ہو جانا۔ (الیضا)

کفوت رجل من قولیش لیں سے ایک سواری اور اپنے باعثناہم دلاج افقر ہم شتم الی کی معاش تریش کے ایک متواضع انساب بعد راجل من المسلمين درج کے آدمی کے براہ جو زادی پڑے۔ غرب اس کے بعد میں مسلمانوں میں کامیابی میں اضافہ کردا۔ (اسلامی ریاست حصہ) ایک عام آدمی پوری بہت المال سے جو طرح سب مسلمانوں کو حصہ لے گا اسی طرح مجھ کو بھی حصہ لے گا۔

اسلامی حکومت کے خلاف اور امراء اتنی تجوہ اور معاش کا خود یہ معیب رغفران کرتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابلے میں غیر اسلامی حکومتوں کے نمائندگان دوزارا اور دوسرا اہل مناصب کیسا کرتے ہیں؟ عوام کے نمائندے بن کر کوئی اور روزارت میں پہنچنے سے پہلے عموماً ان کی میشیت و معاشرت اور سطور جس کی ہوتی ہے اور دو دو چار سور و پی سے زیادہ نہیں مکملتے۔ لیکن جب وہ حکومت کر ہدیدے اور منصب پر پہنچ جاتے ہیں تو ہزاروں روپے ایمان تجوہ وصول کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے سازدہ سماں سے آگرست کو ٹھیوں اور ایوالوں میں رہتے ہیں۔ حقیقی موڑوں پر سواریاں کرتے ہیں۔ تجوہ کے علاوہ یہ ٹرسے بھتے بھتے لیتے ہیں پھر ان کی افادان عوام کی زندگی میں کوئی نسبت باقی نہیں رہ جاتی جن کا وہ اپنے کو نمائندہ کہتے ہیں۔

دنیا کی شخصی حکومتوں ہوں یا جمہوری یا اشتراکی۔ ائمہ حکمرانوں اور کارکنوں کی ہمیشہ بھی کوئی شش رہی سے کران کی تھوڑا بول ان کی راحت و آسائش اور شان و شوکت میں برا بر احافہ ہوتا ہے۔ کسی نظام حکومت میں بھی آپ کو ایسی مثال نسلی کر قوم ان کی تجوہ اور راحت و آسائش میں اضافہ کرنا چاہتی ہو اور وہ انتہائی کوشش اس سمنج نکلنے کے لئے گرتے ہوں۔ لیکن اسلامی حکومت کے خلاف اور امراء میں آپ کو ایسی شایش بھی مل سکتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ وہ دن دو تھا خلافت اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہتے۔ لیکن بہت المال سے اتنا خرچ بھی نہیتے ہو ان کے کھلانے پہنچ کرنے کا فی ہو۔ حالانکہ بہت المال مال و دولت سے بھرا ہوا تھا۔ اور عالم مسلمان اس سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی سعی و کوشش کے باوجود اپنی راحت و آسائش کی فکر

جو شخص شیم کا متوالی بنایا جائے اگر وہ محاجہ ہو تو اسے تمیم کے مال میں سے صرف اسلامیت کا حق ہے جس سے دستور کے بھٹاں اس کا کذارہ ہو سکے۔ اور اگر وہ مالدار ہو تو بہتر یہ ہے کہ تمیم کے مال میں سے اپنی ذات کے کچھ لینے سے پرہیز کرے۔ مخلفات راشین سرکاری مال کے حلاطے میں اس اصول پر نہایت سختی سے عمل کیا جاؤ دو حضرت عمر اپنے سچے نکر کے لئے بہت المال سے صرف دو درہم روز اڑ لیتے تھے۔ جس سے بڑی تگلی اور حضرت یکساخا اپ کے متعلقین کا گذارہ ہوتا تھا۔ پھٹے کپڑوں پر اس لئے یہ پورپور پونز لگاتے جاتے تھے کہ بہت المال پر آپ کے خرچ کا ذریعہ یاد رکھتے ایک بارچ کوئی تو آمد رفت میں اتنی درہم خرچ ہو گئے اس پر آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنے تھے اور لکھتے تھے ما انخلقت ان نکون قد اس پر فنا مال اللہ تعالیٰ دیکش قدر تما مناسب بات ہے کہ ہمہ اللہ تعالیٰ کے مال میں فضول خرچ کی۔ — داسوہ صدابہ جلد دم جملی

اسی تھی درہم کم و بیش اٹھا رہ نکلے کے برابر ہوتے ہیں اسکے خرچ ہو جانے پر حضرت عمر کے احساس و تاثر کا یہ حال تھا۔ اور اج کی حکومتوں کے اہل مناصب معمولی معمولی سفر پر میں تو اور میں پڑا رخراج کر دینا معمولی بات سمجھتے ہیں اس فرق کی وجہ ہے کہ دنیا بھی حکومتوں کے کار فرما سرکاری خزانے کو اپنا مال کھلتے ہیں۔ اور اسلامی حکومت کے خلاف اور امراء سرکاری مال کو خدا کا مال سمجھتے ہیں۔ اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اخنوں نے بے جا تصریف کیا تو خدا ان سے اس کے متعلق آخرت میں ہو اخذہ کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لپنے بعد خلافت میں اپنے گذارے کے نئے جو کچھ مقرر کرایا اس کی تفصیل اخھیں کی زبان سے سنتے ہیں۔

انا خبر کردہ بہما ستحصل میں بہت المال ہر ہوائی ضروریات میں بھیں لی جاتے اور جنگ تھا ہوں وہ تھیں بتا آپوں رسمان ہیں دو جوڑی کیتے قاتشانہ وحدتہ فی القیظ ایک ہے۔ کپڑا جائزوں میں اور ایک دمما ایجھ علیہ واعتمد من الظہر دوقتی دوقت اصلی جوڑا جائزوں میں۔ اور اج اور مروہ کے

تند فی ایک کروڑ سکھ بیچ کی تھی حضرت علیؑ کو خیال گزرا کہ الگذا تباہی و مسوول بین لوگوں کی سماں تھی زیادتی کیوار ہی ہے چنانچہ حضرت عثمان بن عفیت مدینہ میں سے تو آپ نے فرمایا کہ زیادتی نہیں پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجہ دادیا ہے حضرت عثمان بن عواد بیکار میں نے آدھا چھوٹ دیا ہے۔ آپ چاہیں توہہ بھیں مل سکتا ہے۔ لیے کارگزار اور ہم استدعا افسر کا طبقہ سنتے۔ روزانہ پانچ دریم دلقریا ایکروپہر، نقد اور ایک تھیل اُنہاں ایکسا دریاں کی طلاق حضرت عثمان بن عفیت کو شستہ ہی بھی ملا تھا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک بھری کے تین حصے کو جاتے تھے۔ ایک حصہ کو فر کے گورنر کو ملتا تھا۔ ایک قاضی کو اور ایک حضرت عثمان بن عفیت کو۔ دیر العمار (بلدہ)۔ اسلامی قلم پتے پیروں میں ایشارہ ہے اس کی ایسی روح پیدا کیو ہی تھی ہے کہ وہ بیرونی حکومت کی خدمت کرئیں پسی معاونت فتویٰ کرتے ہیں۔ اور اس راہ میں اس خرچ کرنے کو غلطی راہ میں مال خرچ کرنا بھتھے ہیں چنانچہ حضرت علیؑ جو مشہود شہزادیں اسلام دیکھ لی کر بیٹھے تھے اور جو خود بھی فتح ملک سکتے ہیں تو حضور عثمان کے خواستہ بھیں تھیں اسلام کے تعلق تھے تو جان و مال بر حفاظتے اسلام کے تعلق تھے۔ جہاد شام کا سلسہ شروع ہو چکا تھا۔ حوالی مدینہ میں مجاہدین جمع تھے حضرت ابو بکر صرف رضی اللہ عنہ انکا معانیت کی تشریف فیصلے۔ آپ نے ایک خیر دیکھا جس کو چاروں طرف گھوڑے پسند کی جو مدد تھے اور ساریں جنگ بھیلا ہو چکا۔ قریب پہنچے تو خیسے میں حضرت علیؑ دکھانی دیتے۔ آپ نے اکو سلام کیا اور جنگ کے بعد ارن کیتھے کچھ فرم دیجی پاہی حضرت علیؑ اسے لیتھے کہ ہم کارکر دیا اور کہا مجھ کو اسکی ضرورت نہیں بھیر پاس دو ہر روز مار جو بھی ہیں۔ یہ بات کو حضرت علیؑ کی ساتھیوں تھی مجاہدین میں ہیتے توں ٹھوڑو سر کاری خدمت کا معاوضہ ملیا تھا تو آپ نے چلکا لیے ملخص اور اہم ارشیو اگر کام لاد شوار خیال کو دوڑ رکر دیا جاتا تو آپ نے چھکا لیے ملخص اور اہم ارشیو اگر کام لاد شوار تھا۔ اس سے حضرت علیؑ کی خدمت کو جھاگھرا کر اسکی معاوضہ سر کاری خدمت کا معاوضہ تھی پر آمادہ کرنے تھوڑا نیکا حضرت عبد اللہ بن مسعودی حضرت عمر بن حیثمت سے ہامزہ ملتے تو آپ نے فرمایا تمگھ معلوم ہو ہے کہ تم بعض سر کاری خدمت کر رہے ہو اخنوں کیا ہاں۔ بھیر پاس گھوٹے اور غلام ہیں اور سریری حالات ایسی ہیں۔ اس سے ہم چاہتا ہوں کہ بوجہ اللہ مسلمانوں کی خدمت نبایم دوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ رسول اللہؐ کے تلفیزیوں میں بھی ایسا کہو۔

ذکر ہے۔ آخر لوگ آپ کی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حضور رضی اللہ عنہی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے عرض کیا کہ آپ امیر المؤمنین سے کہنے کو وہ سرکاری خزانے سے اپنی ضرورتوں کے مطابق تو سخواہ ہیں اضافہ منظور نہیں ہیں۔ ہم سب بڑی خوشی کر اس اضافہ کی سفارش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

چنانچہ حضرت علیؑ کے خدمت حضرت حضور رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف سے لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں سمجھا ہے کی یہ خدا ہمیشہ یہی کی آپ نے فرمایا۔ یا حضرة ابنة عمها الفتح و ملکع عشت ایا لک اتم الحق اهلی فی شی و مالی فاما فی دینی و امانی فی الدین در ترجیح، اے علیؑ کی بھی حضرة اتوتے اپنی قوم کے ساتھ تو خیر خواہی کی۔ لیکن اپنے بانپ کے ساتھ دخواہی کی۔ میرے اہل دین کا حق ہیری جان اور مال بھی ہے۔ میرے دین اور ہیری ادا نت کے معاملات میں انھیں (خلیل ہی نہیں) کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست حضرت اسد الغائبہ میں ہے۔

دنزل نفسہ بمنزلة الاجید حضرت علیؑ بیت المال سے اپنا حق و حاکمداد المسلمين فی بیت صرف اتنا کیا جتنا ایک موقعاً در ملائیں انسان (راسہ معاویۃ علیؑ مثل) کے عام افراد کا حق تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ برس تک فرمان خلافت انجام دیتے۔ لیکن انہوں نے اس پوری مدت میں اپنے ذلتی صفت کے لئے بیت المال سے ایک میرہ نہیں لیا۔ اس اخلاص و امثار کی مثال اسلامی حکومت کے سوا اکسی اور حکومت میں نہیں بل سکتی دلخلاف صاحب استیعاب نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔

و لم يك بيتاً زعن العشي ثمي كمال میں سے نزدیک بادھو رہ بشی و لا يحصن به عهیمهما ایک حصہ لیتھے اور سمجھی دوست اور شردار کو دیتھے۔

حضرت عثمان بن عفیت الصفاری رضی اللہ عنہ حضرت علیؑ کے عہد خلافت میں عراق کے صاحبہ الخراج یعنی کلکٹر مقرر ہوتے۔ ان کی استعداد و قابلیت سے عراق کی سرکاری اکدمی ہیں خاص طور پر اضافہ ہوا۔ چنانچہ ان کی تقدیری کے دوسرے ہی سال خرچ کی رقم مگر وہ سے دس کروڑ بیس ہزار روپہ ہو گئی۔ صرف دارالامارة کو فرگی

مسکد سے بہت کمی

از مُثَّلَّةِ اَبْنَاءِ الْعَرَبِ مُكَفَّى

ہر دن اپنے روزا و رات میں جو محنت میں سے جو ستر بھائیاں تو وہ مالات فراز
پڑے میکن، جسیں خود بھی سکتا کہیں۔ جیسا کہ بتا ہے جوں کرو صرفی صورتی بھروسی
سے اب تک جتنے اور سماں لگانے کے میں سر پر سپر رحمۃ اللہ علیہ ان بھروسے
سکر شری تھے ادا کیکوں میں تاریخ ملے تو ایسا حکیم کیں قیامت
میں ان سب کے کافی تھا۔ لیکن فرانس میں نہیں کروں گا سارا حساب
بکتاب، صرارے ۱۸:-

حاجی صاحب نے فرمایا۔ تیرب تاریخ کا نام کیا ہوا رجع۔

جیسے بخوبی میانچی نویں قصش بذریعے آئے کے پر کی تھیں جو خوشیوں کی
بھروسہ، لیکن اونا تمہاراں کریم تھے کہیک کہ جو ہبھڑا ہے ایک زیارت
خواہیں ہوئی صورتے فرمایا۔ چلصہ بعلقی نام نظر صفحہ کیا
ہو گا۔ جو کلکتیہ میں جلیل الدین علی گھامیں جا ہے ایک کوہ کھنڈ پر ہے کوئی
ادھر میں جو کچھ تھے اس کا پتھر جک کو پول اپا شہابی کیجاں جو خوف و الہام
کی ہے جو وہی تاریخی کا ہزار شریف ہے اس کے باہم ملکب جھوٹ ہے

جس سے بذکر ہر دل بچھے بھی ہے جوں اسی سے ایک نہاد میں اکبر
کے نام سے یاد کیا گا اسی سے اسی بھومن یعنی حضرت اول قلندر رحمۃ اللہ
علیہ شریف فرمیا اور بچھے بھیتے ہی فرمایا۔ آنمارک ہو مگر قصیں
لعنی کو ساختے کیوں چھوڑا ہے؟ میں نے کہا میں بھیجا ہوا ایسا ہوں
قص کی حقیقت بھی کھھائیے اور معرفت کی راہیں بھوپر کھلوٹ۔ آپ
مسکراتے اور زمین سے خال کی ایک جنپی اٹھا کر بھوپنک مار دی۔

مجھے ایسے حجوس ہوا جیسے کوئی اک دم بھی نہیں سے اٹھا دیا اور اڑا
رہا ہے۔ جیسے سامنے سے عالم ظاہر کا انفارہ ہے۔ جیسا اور دوست اپنی
کی ایک بخی و نیسا سامنے آئی۔ جنت، عرش و کوئی سدرۃ المنشی مقام

خود سب سامنے آئے اور عرش سے بہت اور جیسا بانی ہی یا نی تھا

تاریخ نوشت ۷۴ راگست ۱۹۵۶ء:-

فاسکار ملائکہ زبردست کتاب کھدمہ رہے جس کا نام نہ لکھے
سوائی فلندری دشام الجید ری مع کرامات الکبری شریف۔
شریف کاظمی میں ہے نام اسی میں شامل کردیا ہے کیوں کہ
بے دنی اور بیکار کے اس دو نام سجدہ میں بہت سے بے ادب لکھا
پاک سے پاک کا نام بغیر شریف تک نہیں ہے اسے ایسا لکھ
مقدس صیغوں کی توجیہ چو جاتی ہے۔ ”شریف“ نام اسی کا جیز ہو گا اسی
اپنی بان کو روئیں گے اور پورا نام لیں گے۔

کتاب کے کچھ ایمان اذفہ، اقباسات، ملاحظہ فرانس سے پہلے
شانی نہیں ایسی وہی تصنیف تھی تھی۔
ایک روز حضرت حاجی بنی العلی غازوی مجددی جنتیاری
جہا جرکی دہ دنی و منی فرمائے کہ۔

”ایک طاڑا دیوبندی اور بہلیہ اور ایل حدیث اور شیعہ
اویقادیا فی اور فریگی محلی و خیر و غیرہ سمجھی کو۔ یاس ان کی بڑی دلیل اور
دلیل کی طریقہ شاذ اور سوائی طی ہیں۔ سمجھی کے بزرگوں میں وہ کسری
یا تی جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور بنده اسے۔ آخر تیرتے پریزین علی کوئی کہا
نمیں؟ سانہ ہر بیٹے پسچے ہوتے بندگ تھے؟“

میں نہ عرض کیا۔

”بہنچی کی بات تو یہ ہے کہ جو اسی ہی سر حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کثرت شہود سے وحدت الوجود کی اور اسی بھفت خواں میں اپنی کرسی کو
معرفت کی منازل طکر جائے اور جب آپ کا لکانح شریف ہوا تو
ایک پاؤں سردارہ المنشی پر تما اور درسر اور شس پر لیکن اب تک
کسی خوش تسبیب کو حضرت کی سوائی مرتب کرنے کی سعادت نہیں بھیں

مشیح الکرامات جاپ بوقلنگ روپی بخدادی پہاڑ ملکی و مدینی کم ایرانی قلم افغانی قلم پندوستی رضی اللہ عنہ کا لذت ایک مرتبہ کسی فریون کی ساختی سے ہوا۔ ساختہ آ کے میان جی اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو بہت پچھے پہنچے بزرگ لذتی ہیں اور دوسرا ساختی خواہ سکندر کو حقیقی مبنی نہیں تھے جس سات دلائلوں کے درمیان شہنشاہ ہوتے ہیں۔ رحمت علی نامی ایک غریب شخص حضرت پیر رحمت اللہ علیہ کے نزدیکوں میں بھی اور درود لکھنؤ کے میں بھیں جیسا ہے دوہوں بال سوچ چکا ہے۔ رات خواب میں ایک پچھے ہوتے بزرگ نے بتایا کہ کمیج تیری طرف عرش والا آرہا ہے استقبال کو جا اور مزادے۔ میں صبح ہی تکلیخ ہوا اور اب حضور ہی سے اپنی مراد مانگا ہوں۔ بھیں مرگی تو بچی جھوک کے مراجیں گے۔

حضرت نے اتنے تسلی دی اور فرمایا اللہ اجل کے بھیں تو کہا ہے کہ وحدت کا پیاری کثرت پر فالب لئے والا ہے! اور یہ فرمائی آگئی ہیں۔ رحمت علی نوادراد اور اگر یہ بھیں آگئیں اور یہ فرمائی آگئیں تو اسی سال میں رہی تھی۔ رحمت علی نے حکیم نہیں پرستی کے اور ہاتھ جوڑ کر دی آزادی بھیں بھیش مخاطب ہوا۔ وحدت کا پیاری کیوت پر غالب آئے والا ہے!

اس سے بالکل پتہ چلا کہ حضرت کی "کثرت" کیوت میں بدل گئی ہے۔ گھر کے ساتھے بالی پتے چاروں طرف دم بند کھڑے تھے۔ اک دم بھیں کے مخفیہ نوادراد اور اگر کی بالکل ایسی مجھے اللہ اللہ کہہ رہی ہو۔ پھر آٹھ سو ٹھیک بھیں اور تھوڑوں ہیں۔ سے دوہوں پہنچا شریع ہوا۔ رحمت علی بالی اٹھا لایا اور پوری صحری تسب دو دہ رکا اور جھی وہ سنتی کے شہر حکیم کو بلالیا۔ حکیم جی سے بھیں کی بھی وکھ کر بیٹا یا اک ماشاء اللہ اب اسے کوئی صرف نہیں ہے۔ بلکہ بعض آئی حدود میں رہی ہے کہیں نے نہیں بھریں اتنی حدود صرف تو اب اپنے میان کی دیکھ اسکے دن رحمت علی مٹھائی کا خوان جا کر حضرت شیخ بیوی متین پہنچا شیخ نے صکا کر فرمایا۔

"نالائق اکثرت کیوت نہ کہتا تو ایکس کی بیلتے دو بالی دو دو

روز منتا"

اس کی امت کا ذکر ہفتہ بڑا ہی بزرگ مولوی فضلی اللہ مجتیاری نے بھی اپنے خط بنام صوفی اللہ دیا ساہر و دی میں کیہا ہے اور

میر اسینہ پڑھا اور ایک لکھ رنگ کی گینڈ سی نکل کر فضا میں لہرائی۔ میں حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اور اچانک ایک فردا فیضی ہاتھ سے اس گینڈ کو دبوج لیا اور یہ پکتے پہنچے پا تین ڈبو دیا۔ لفڑیں کاڑا دہنہ ابھی بہتر ہے! گینڈ دو بننے سے بلبلہ سائیماں اور پھیل کر موجودوں کے دائرے میں تبدیل ہو گیا۔ مجھے نظر آیا کہ حشر اور قلندر رحمت اللہ علیہ دائرے کے مرکز پر ایک مرقع تخت پر جلوہ افسوس دیہیں اور پندرہ پندرہ میال کی آہو چشم خوبی میں پچھا جعل بری ہیں۔ ایک بڑا خصوصت غلامان سرکی ماں شیخی کر رہا تھا۔ اچانک اپنے کی آواز آئی۔ سجدہ میں گرجا ہیں۔ میں نے کہا کس کے سامنے؟ آواز آئی۔ اندھے نظر نہیں آتا سامنے کون ہے؟ میں نے کہا حضرت بوقلنگ..... آواز آئی نادان امر مومن و شہود کے چھرے سے نکل۔ خدا کو آج یہی بھیں پسند ہے۔ بچہ بھی خوبی نہیں دیتا۔ میکن خدا جانے کس نے میری گردان پکڑ کر سجدہ میں آردا یا اور یہی سمجھ سے بجا تے مسیحان ربی اللہ علی کے خود نہیں سمجھان بوقلنگ نکھارا۔ پوچھے بارہ لاکھ چھیس اسی پڑاڑتین سوتھی لٹھے مرتبہ پڑھنے کے بعد سر اٹھایا تو سارا منظر غائب تھا اور سامنے حضرت بوقلنگ رحمت اللہ علیہ تسمیت نظروں سے بچھے زیکر ہے ہے!

مسان جی نوادراد ظلہ کی پردازیت حضرت طیخ الفعل عالم نہیں ابھی کتنی اور ساتھے کو مجھ ملائے پیٹ میں یا شاید کتنی میں دیدے پڑے لگا۔ مجبور اُن طبع کلام کیا۔

"ظہیر نہیں ایسی تمام مقدس رواویں ہیں جمع کروں گا۔" اس کے بعد میں نے دو سال دوڑھوپ کی اور بہترین مصدقر روایات جمع کیں۔ اب انھی کو ترتیب نہ رہا جوں انہیں تھیں کی خصیاقت روحاںی اور دعویٰت ایمانی کے طور پر مشتمل توز از خرواء سے حاضر ہے۔ گرقوں اندھرے عز و شرف۔ ناقول افتاد تسب بھی کوئی پرداز نہیں۔ مہندو پاکستانی کروڑوں مسلمان موجود ہیں بھی ناظرین تھیں کی طبع بے تبوسلے "تھوڑی ہو جائیں گے۔

"لکھتا ہوں۔"

"میرے بیرونی حضرت قطب الاطاب نبہۃ المسارفین قدوة السالکین مکری کائنات مدارجات حکومتیں جیات مرضی اعظم شا، عالم شیخ اشیخ امین ولادت مجمع العیافات مخزن الدراجات

رحمت علی کے گھر میں ایک بڑھیا بھی زندہ ہے جس نے فاقہ
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

میں بھی فائلدار تھا۔ ایک اور بزرگ قطبزادہ ہوں۔

"حضرت شیخ کا مقابلہ ایک مردوں صوفی ملا جوں سبزداری بقائی
سے ہو گیا۔ یہ صوفی صاحب مانے ہوتے ہرگز تھے اور کہا جاتا ہے کہ
شتر ملوکوں کی ولایت اُنہیں مصالح تھی۔ ناس سے بولے۔"

"شیخ صاحب امیر ہے ایک سوگیاہہ غلیظہ کشت شہود میگذر
کر وحدۃ الوجود کے تجلی نورانی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور باوقوف غلیظ
تکمیل بعد تکوں کی راہ سے اقلت فنا تیر کی جگہ پر نالحق کا جسم شدہ
ہوا ہے جس۔ آپ پہنچ کے غلیظہ بناتے ہے؟"

شیخ نے ذہنی ستتم فرمایا اور پوچھا۔

"یہ آپ کے ساتھ خلیفہ ہیں کہاں؟"

پوسے تقریباً بھی الگ الگ شہروں میں سلطنت بالغی کے
ہشم پاشان کام انجام دے رہے ہیں۔ صرف دس ہیاں ہیں۔

شیخ نے کہا جیسیں بلواسیتے ہم ہمی نیارت کریں گے۔ صوفی جگہ
نے آدمی دوڑاتے اور تقریباً تین گھنٹے میں وس کے دس آمروز جوست
ان کے پھر ہوں پر نوراد آنکھوں ہیں سرو رکھا۔ بدن پر ہٹتے آئی قوی
جسکے کجا باریں تی سیل اللہ کے ہونے ہائیں۔ یہ حلقوں پاک بیٹھ گئے۔

شیخ خون سے اشے اور سانے جوں پر جایشے۔ ایک منٹ بعد
کیلہ کھتا ہوں کہ دسوں کے چھے فی ہونے شروع ہوتے ہا تھیں جوں کی
شیعی عرکات کے بعد وہ زین پر اس طبق و مثہ لگے جیسے پیش ہو گئے
ہو رہا ہو۔ صوفی صاحب کا بھی حال دکروں سا ہوا۔ الکم در
امڑ کر تیر کی طرح جو پرچھا اور ہاتھ پر جوڑ کر شیخ سے عرض کیا "فدا کے
لئے حضرت اب رحم فرمائی۔ جھوٹے غلطی ہوتی ہیں نادم ہوں۔"

شیخ نے داشتھی کو آنکھوں سے غلاب کرنے ہوتے ہوئے سکر کر زراہ
"بس ابھی سے۔ ارسے ابھی صرف نہ کہ دھویا ہے۔ گھنیاں تو
دھولینے دو।"

صوفی صاحب ہلک کر بولے۔

"معاف کر دیجئے قبلہ۔ میں ہزار بار معافی چاہتا ہوں۔"

حضرت شیخ نے کہا۔

"اچھا ہماں معاف کیا۔ میں دھنپوری کروں۔ آئندہ فیصلہ

سے نہ آجھنا"

اب دسوں ملیفاوں کی حالت کچھ درست ہوئی اور صوفی
صاحب حضور سے واپس اگر ان کی سفر بر سی کے نسلگے میں نے
جیزت دستیحاب کے جوار چاہا ایسیں بیکل صوفی صاحب سے پوچھا۔

"کیا اعمال میں ہے قدر؟"

بولے اُس کیا پوچھتے ہو۔ مجھ تاکار کو کیا معلوم تھا لشکر صاحب
لیے پچھے رہت ہیں۔ خاطر نہ مٹہ دھونے دھونے میں دسوں ملیفاوں
کی ساری بیتیں سلب کریں اور خود مجھے بھی کو اور قبادبا۔ میں بھتنا
تحاصلہ ملٹھی کے لئے اسی سے رہیں میرا سلسلہ چلتا ہے۔ مگر یہ ظالم قبودوں
بلوں میں روش و گھری کے دفتر لپیٹے ہوتا ہے!"

اس واقعہ کا تذکرہ حضرت شریف الدین کھڑیبودی سنایا
معبر کتاب "ارواح نعمت" کے حاشیہ پر اعلیٰ خاص میں بخدا دی کے
والستے کیا ہے اور صوفی طاجیوں نے اپنے محفوظات میں یہ الفاظ
لکھے ہیں کہ۔

"شیخ اشیخ تھے العالم و قندر رحمی اللہ عنہ یک مرد حق آگاہ"

بودکر و جو دن آن حضرت حق نوون کردہ و آن دو سلطنت
چیزیں عالم پر تمام اختیار و اقتداء رہا حاصل بود و مرائب آن
دھرم شریعی کجھہ آنکہ بشر از متزل جذب تکوں تاہل الدید
العقاد شہد بعد العیوب رانگزو۔ حقاً کہ آن سر اپار بود کہ از
لو رخا جدا نہیں۔"

سیاحی اللہ دیار عہد اللہ ملیکے خواجہ خوت بیان سے اور
خواجہ خوت بیان نے اپنے صلح بیٹے خواجہ نور محمد مسلم سے اور انھوں نے
مجھے سے ہتایا کہ حضرت بوقائد رحمی اللہ عزیز اپنے مجرمے میں بلا امانت
کسی کو رکنیت نہیں تھے۔ ایک دفعہ میں بھولے سے بغیر کوچھے اندر پاگا۔
تو کیا دیکھا ہوں کہ سر الگ اسٹول پر رکھا ہے۔ ہاتھ پلٹک پر لیٹے
ہیں۔ دھڑ چاہیں پر دھڑائے۔ سب سے پہنچتے ہی سب اعضاء بھلی کی سی
تیر فقاری سے ہاں دگر جوڑتے اور حضرت نے فرمایا۔ دیکھنا
کسی سے کہنا نہیں!

اچھا ہی ایک دانہ الماح و زیر بیان مجھماں کی نے اور ایک
و اندھہ صوفی اخی الاسلام بوڑھاؤی نے سنایا۔
ملہ صراحت سقیم مردادی نئی پورہ و دھنادی نے نین چار لفڑی

ہر کس شناشندہ راز است و گرنہ
اینہا ہم راز است کہ مفہوم عوام است
فارسار علم اپناتا ہے۔

لیا ہیز تھی کیا ہیز تھی نظام کی نظر بھی
اُف کر کے وہیں بیٹھ لی درود جنگ بھی
چانچ میا بھی چھوڑ حمد اللہ علیکے خواستحضرت صبغۃ اللہ
نے مجھ سے میاں کیا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص جنگ کے درمیں تربی
رہا تھا تو حضرت شیخ نے ایک گھری نگاہ ڈالی میں درخت اور وہ
شخص پھرے پھرے۔ حضرت نے فرمایا جا چلا جاؤ نہ دل کا درد لا علاج
ہے۔ وہ نہ مانا تو حضرت نے کہا پھو نک دوں گا نہیں تو جلا جا۔ تب
وہ شخص دو کے بھاگا اور اس کے ایک قریبی رشتہ دار میاں افتخار کے
کامیاب ہے کہ اس نے چند ہی روز بند کی یا زاری عورت سجدہ
لگائیں اور دل ہی کے درمیں خود کشی کر لیا۔ اناہیں ناالیرا جھون۔
حضرت سے روحات کا حلقوں ہندوں اور میاں یونگ
و سیع تھا۔ گھوری کے ایک ہندو میں کاوا اقعد شیخ معراج الدین
سوت والے حاجی بلال سرگودھوی کے واسطے میاں کہے ہیں
کہ یہ تین ستر میں دیوبالہ ہو گیا تو ایک دن حضرت کی نہ رست میں
حضرت موادر رور کے درود میاں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جا آم
کے درخت میں امر و کی فلم لگا کام ہو جائے گا! تین نے امت
ایک اور امر و دسے ایک بنائی گارہ کا عدد لگا دیا اور ایک ہی در
میں میں ہزار کا تھے۔

دلی پور کے ایک مسز ہندو بھائی نے بتایا کہ انکی بیوی کے
بچہ نہیں ہوتا تھا۔ دس سال تک مالک مفت کرتے رہیں کہ تو
نہیں ہوا۔ حضرت کی خدمت میں ماضروں اور دلی مزاد مانی۔
حضرت نے فرمایا کہ بھائی لیے تو دارے کے کاموں کے لئے تو میرے
مرید میاں جی بھوندو شاہ کافی تھے۔ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو۔
لتئے میاں جی بھوندو شاہ مالیت جذب میں ہیں پہنچ گئے اور
ہندو کو ڈاشٹے ہوئے کہا تاکار! اخدا سے تم کلامی کرنا ہے! اپنے
بھائی پرروں میں گریتے تو انھیں اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا کہ جا
اپی بیوی سے کہتا چھوٹا شاہ کے مزار پر مجرمہ نہادے لڑکی ہو گی
اور لکھ جاری کرائے تو لڑکا ہو گا۔

بزرگوں کے حوالے سے بتایا کہ ایک فناں ملکیت ہندو گئے خواب میں
ایک تین سینگوں کا گلہ ہادیکھا دیا اس پر ایک غصہ صورت ہندی گئی کہ
سوار پا چاہنے کے لئے ہزار مٹا حصہ تھا۔ غصب سے
نہ آئی۔ مطالعہ ذات اور مشاہدہ صفات میں سفر ہججا اور
گھادوں پر بھڑا ہیگا اور کچھ عجیب طرح سے گردن ہو گئی پھر
سینگوں کو چباٹ لگا۔ غصہ صورت ہند رکسے غصہ اور سے اس کی گھم
پر رسید کیا اور اک دم خواب رکھنے والے بزرگی کی آنکھ ٹھکی اور
دیکھا کہ چوت سے ایک بڑی اینٹ کہ گراؤں کا سر چوڑکی۔ غصہ وہ
دٹٹے دٹٹے اپنے شیخ کے پاس لے گئے اور سارے خواب بیان کیا۔ شیخ
نے تغیری کہ گھا شیطان ہے اور سوار حضرت بولندر رضی اللہ عن
اس پوری صدی میں شیطان کے ساتھ معاشرات حضرت ہمیں قبضتیں
لے گئے ہیں اور شیطان کے سینگ اسی لئے نکالے گئے ہیں کہ جب
حضرت سے ماجرا کریں اور شیطان ہو تو اپنے سینگ چلاتے۔ اور
پہنچے خواب میں اشارہ ہے، اس کی طرف کھرچ والیاں کی جھوٹکوں
سے فناہ بقاہی میں نظر آئیں تو جذب دسلوک کے عصما کی طرب
لگاؤ انشا اللہ کام ہو جاتے گا۔ سینگوں کا تین ہونا یعنی رکھا ہے کہ
قطبیت کے مقابلے میں تین کھوٹ سے حمل پوچا چھا کھوٹ خالی
ہے گا۔ کیونکہ امر حضرت بولندر کی مسلطت ہے جس سے شیطان کا
باقی بھی نہیں بول سکتا۔

”بستان العارفین“ جس پر میں بھی چھپی ہے اس کے ایک
خاصی عناصر ملائم نے بتایا کہ اس میں حضرت بولندر رضی اللہ عن
کے حالات پر تصور صفو تھے جوں خواجه سلمن و علی شیخی کے ایک مرینے
پڑالیا اور کتاب ان کے بغیر چھپی۔

”گلزار نعمون“ میں شہود بزرگ حاجی جو میاں سرو ہمنوی
کی زبانی پر اعتماد رکھ رہے تو حضرت بولندر نے راستے میں بڑی ہوئی
ایک شرودہ بی کو ”تم با ذن اللہ“ کہ کلات ماری اور وہ فراہجہاں
ٹڑی۔ اسی طرح ایک کوڑھی کے جن پر تھوکا تو فوراً اچھا ہو گیا اور
ایک مارنے دانہ کی آنکھوں میں اٹھیں۔ شے کہ ہمایں تو نہ صرف
یہ کہ اس کی آنکھیں تھیں، بلکہ وہ پشت کی طرف سے بھی
دیکھنے لگا۔

علی نے کہلائے۔

حداکرنی گئی اور مون گوزیب ہے کہ دنیا کو پہنانا سمجھے اور غیر اسلام کے خیال سے دل کو پاک کرے۔

یاد رکھو تھوڑے شوخ میں کوتا ہی نہ ہو۔ دنیا کا تمہود تھوڑی لوڑ ہے اور وجہ کے تاروں پر مشاہدہ فنا سے گذتے ہیں۔ شوخ کی مد کے بغیر توجہ انی العرش حاضل نہیں ہوتی اور صرف قات زہر یہ کام عصمات موسوی فنا فی اشیخ پختے بغیر نہیں ملتا۔

آگاہ ہو جو کہ آدمی خاک ہو رکھی میں خدل ہے اور خدا میں نور ہو کر بھی خاک سے جد نہیں۔ سیم کے پہنچتے ہیں خدا بن اور سیم کا کار کاش الف نے اسی محمد کو احمد بن دادیا اور بیج کا سیم واقعی پر بارسا توہہ بھی مشاہدہ فنا کی منزل میں اُکارا ٹرکیا اور تھا اعدہہ گیا۔ ہی ساری شریعت و طریقت کا مغزا در پھر ہے۔

آگاہ ہو جو کہ ایمان کے چین میں شریعت گل ہے اور طریقت بليل شریعت ظاہر ہے تو طریقت باطن۔ شریعت آدمی کو پاک کرنی ہے تو طریقت پر وادی ہے۔ شریعت کی چھوڑیں طریقت کی عملی نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ ایں ظاہرین کو دیکھتے ہیں اور وہ سب ہے بہرہ ہیں۔ سالک حب روا طریقت کی ادھی نزولوں سے گذتے ہے تو بعض رسم الازار اپنی کی جنگ دیکھ دیں شریعت کھو جاتی ہے اور ایں ظاہر بگھتے ہیں کہ سالک تاریک شریعت ہوا۔ حالانکہ سالک اس وقت میں شریعت میں فتن ہو کر اپنے عین کافر بن جاتے ہیں اور اس غیر کاہر مریسے ان خود مستقل شریعت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہے ازار اپنی سے ڈھانپ لیا اس کی بنیادی کا لیا ٹھکانا۔

سخ سعدی فرماتے ہیں:-

سچو تو شہو سک در حام رو نے رسمید اذ دست محبوس بہ ستم بدھ کھنم ک دشکی یا عسیری ک از بیسے دلاؤ نیسے تو ستم بمحفت از من ز شکم نے عیرم دلیک مدتے بالگ لشتم جمالی یم شیش در من اثر کرد و گر ن من ہمسار فائم کر ستم پیر و دی سے ارشاد کیا ہے۔

کار پا کان رالگاں بر خود مگر تحریک آیدہ دو شتن شریت پر آگاہ ہو جو کہ طریقت ایک سر کریز فور ہے جو جمال حقیقی کا من نہیں تو غیر بھی نہیں۔ اور شریعت کی ناک میں طریقت کا بیانق نہ ہو تو آراشیں جس ناقص ہے اور لفظ حضرت حق کی شان سے بعد ہے۔

دل پور کے موز دل لوگوں کا بیان ہے کہ (س) ہندو کے ہیں دودو ہیٹھ کے فصل سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہیں۔ خود یہ ہندو واقعہ کی تفصیل یوں بتاتا ہے کہ پہلے اس نے جوڑہ بنایا تو جس دن ایک دیوار بن گئی اس کی بھوی کا پیٹ چھوٹ گیا اور جوڑہ پورا ہو تو لڑکی پھر لگتی پھر لگتا جا رہی کہ اسے دیڑھ ہمہنگ لگ گیا تو پیٹ پچک گیا اور جس دن پھر چھوٹا چھوٹے پھوٹے غبارہ بن گیا اور اب بیٹہ ہو کر بچھڑتے نہ جاتے۔ یہ شخص دوڑا دوڑا میاں جی بھوند و شاہ کے پاس گیا انہوں نے ڈھنٹ کر کھا کر جھوٹو شاہ کے مزا کا محاورہ سات دن سے ہنگاہے اُسے فلعت بیج جا اس نے اسی دن فلعت بھی اور لکا ہو گیا۔

شناہ قطب اندر یہ بھو جو یہی سر صفات اللہ جنتیاری کے دل سے بیان کرتے ہیں کہ.....

کہ لگہ بیان تک بیان کتاب کا اقتباس میں کے جاتوں۔ ہبہر ہو گا کہ ناظرین کتاب چھپ جانے کا انتظار کریں۔ اگر کتاب بھول ہوئی تو اس کے فتح سے میں ایک اور سوائی چھاپوں گا جس کے نئے مستند ادعات میاں جی فقرہ اللہ بیرونی کی رفروی سے جمع کروارہ ہوں۔ چلتے چلتے ایک خط اور لفظ کر دوں۔ ایسے بہت سے مکتوپ ہیں نے اپنے پیر بھائیوں سے حاصل کر کے اپنی کتاب میں جمع کر دیتے ہیں۔ یہ خط حضرت پیر رحمت اللہ علیہ نے اپنے ایک فلیق مسیتا خاں دصرد لوئی کو لکھا ہے۔

"بر خود ارزی ششم والا مرتب محب الفقار عزیزی میتھان
سلیمان خاہ تہار آیا گلزار معرفت میں ہمار خوش رہنگ رہا یا۔ تہار سے خواب سعادت بگ سے دل کا بليل ہیک رہا ہے ریح کا پھول کے رہا ہے۔ تم نے جو خواب میں شاہ عبدالقدار جیلانی سے چھوڑ رپا ہی اور چھلی بھی کھا ہی تو نکتہ اس ہر یہ ہے کہ مغارف و حقائق کا دروازہ تم پر کھل گیا اور قسیں اعین بارش فور سے دھل گیا۔ چھوڑ قادری بہت سے استعارہ ہے اور چھلی نی فسیتوں کے لئے کم کی طرف اشارہ ہوں شام اللہ او نسبتیں تم کو جلد عامل ہو گئی رہا ذریں بازاری کو دیکھنا اور دھنکار دینا تو یہ زدن اصل میں دینا ہے جو مومنوں کے نزدیک ملعون اور دھنکار جانے سے کے قابل ہے۔ اس نے تمہارے دامن کا جو طکڑا اچھا ٹڑ دیا تو گویا دامن بکری دل کے تھا اس دنیا عین کی محنت تہارے قلب سے

ہذا شریعت کو طریقہ کاما الحمد للہ علی ہے گا۔

آپ کا فائل افغان حملہ نور پاک بمقابلہ رکان اللہ۔

ایک خلوفی کا بھی ملاحظہ ہو۔

یا ایسا العزیز امکن۔ عاذ بالله من بدیات الفواد
اما بعد۔ واعلم ان الانسان لغی خیر۔ والحسنة لا حسنة
للمؤمنین الصمد لا تشرد من مصنفات الاولى (و) لا يضرون
فتوحات الفتاح۔ ويشتملون بالعبدات الظاهرة ويتغاذون
من الاكتشاف الباطنية۔ علم من وجودهم ساهرون وادائهم هم
الذان خلون۔ وهم قال (للہ) ندخل ختم اللہ علی قدوسمہ علی
سمیاهم وعلیه البصار ہم۔

یا ایسا الصبح ایجادہ فی سبیل اللہ علی الذا کو الدراجه و اتفی
وجود فی وجود الشیئین با تسليم و الافتخار۔ و الشیئن علی اللہ
فی معنی البر و شر و لسانہ لسان اللہ فی مفہوم التعریف
و حکمہ فی المعرفۃ کما قال شیخ الروحی۔

ہر سچا وہ نگین کن گرت پر عناں گوید

کہ ایک بیہدر بود زکم در او منزل ما

واعلم ان العبادات انظاریۃ اجساماً المغضنة۔ الامر
یجس فی مدارح الطریقت و مسلوک حفاظاتیۃ لا یغیر
ولا یستغیر۔ اسحق، یا صبحی السعید فی تحصیل الطریقت و فسر و
من الدنیا فی اسرار علیا۔ الدنیا ہو یعنی للمؤمنین والمعقول
هو الفی و احسن و لآخرة خیریتک من الا ولی۔

بندۂ عاصی بوقلمداد عفی عنہا

ترجمہ،۔ لے عزیز کرم (اللہ تھیں) طواہر میلانات سے حفظ
و سکے۔

سچھل کر انسان گھٹئے ہیں ہے۔ اور ایمان والوں کا اصلی
گھٹائی ہے کروہ روحوں کے تقاضوں کو نہ سمجھیں اور فتح کی
فتوحات کو نہ دیکھیں۔ منہک رہیں ظاہری عبادتوں میں اور مقابل
رہیں باطنی اکشافات سے وہ دھل اپنے وجہ سے بے خبریں اور
یہی پس جو غلطت میں ہڑتے ہیں۔ اور ان کے لئے اثاثہ کہلے کر
ان کے قلبیوں اور سماوتوں اور بیمارتوں پر الشفیر لگادی ہے۔
لطفک ! اللہ کی راہ میں ذکر و مرافقہ کے ذریعہ چہاد کر

اور اپنے جو روکو جو دشیخ میں فنا کرے۔ پوری تائید اوری اور
فریان برداری کے ساتھ۔ اور دشیخ اللہ کا سایہ ہے باہمیار ہر دنی
سمی کے دریزندی کا صحیح ترجیح خاکار ملا کر ہیں آتا۔ طے اور دشیخ
کی زبان اللہ کی زبان ہے۔ باعتبار تبریز کے دفتر پر کاتر جسے بھی
اپنے پتے نہیں ہیں۔ اے طے، اور دشیخ کا حکم میں شریعت پے میسا کا شیخ
رومی نے کہا ہے۔
* مصطفیٰ کو شراب سے رنگیں کر لے اگر بیر میان تھے حکم ہے۔
کے سالک نازل کی کرم و رواہ اور آداب و احکام سے (خبر ہے کہ)
جان تو تعمیں کے ظاہری عبادتیں غالی جنم ہیں۔ جبکہ انہیں
طریقہ و سلوک کی بوج ناہید ہو تو گوایا ہے جان لاش ہیں جو نہ
کسی کو ناکہد ہے ملکی ہے نہ خود خانہ اٹھا سکتی ہے۔

لوشش کر لے طفیل سعید طریقہ کے ہاں کر سکتیں۔ اور
بھاگ دنیا سے نہایت تیز بھاگنا۔ دنیا مونوں کے لئے قید خانہ ہے
او عقیل زیادہ باتی رہنے والی اور بہتر ہے۔ اور آخرت تصور کے
دنیا سے بہتر ہے۔ مہنگا ہمگار بوقلمدر عفی غز۔

احرقرار نے صوفی شیخ الدین بختیاری اور صوفی سید مرشد
کاکی اور مولوی گل بخاری زائر اجمیر سے برداز اور تبریز کے
میٹھے بھیجے۔ برداز کے متعلق تو ایک بزرگ نے یہ بتایا کہ یہ گلزار بخوت
کا ایک بھر ہے جو قادیانی میں ملت ہے اور دوسرا بزرگ نے فریبا
کریہ اس مقام تصوف کی اصطلاح ہے جہاں تمام خواص ظاہری
اپنا فعل بدل دیتے ہیں۔ آنکھیں سستی ہیں کان و چھٹے ہیں بال کھاتی
ہے۔ جگرول کے اور دل بھیڑوں کے فاقہ ہا جماں دریا ہے۔ تبریز
کے متعلق یہ بتایا گیا کہ یہ بہادر سے نکلا سہہ نزول فناست میں
جذبہ کے موکل سے سالک کا تم بُرا دہ بن جاتا ہے اور یہ برا دشیخ
کے عارض گل فلام پر غازہ ہیں کریٹھ مصلحت۔ مولوی گل بکاری نے
نسرا یا کہ پیش رکھی تھیا ہے۔ لیکن زیادہ بہرہ تشریع ہے
جو حضرت قطب الاولیاء شیخ العالمین تھا زانی نے اپنی کتب
”شام الصالحین والزمائم الشیاطین“ میں درج فرمائی ہے۔ وہ
لکھتے ہیں کہ سالک کی رفع جب داراء الودا پر سچ کرو شرپر جو ط
کری ہے اور انہیاں و شہدا اس کا استقبال کرئے ہیں تو باری کمال
کی طرف سے خوش ذائقہ فوراً فی خداوں کے درمیں خوان نازل کئے

کہ ایسا تھی ہم سے پر جو تقدیر و ادب تھی تھیست کو موقوف کئا تھا، جس حد تک شکر
کو سلسلہ تھا ہیں، کہ اُنی درود بخشنے ملائیں کریں ہیں تو تمہاری کہداشت کا شرف ہی انکو
انکو حضور ہمیچے جسیں ان کا انداز رکھ لیتے ہیں اس لئے کوئی نہ دیکھ دیں لہن رکھنا
دیکھنا اور آٹھ کا، صرف ملکیت کے طبقہ کے کے عادت ہے ایک سنبھال سنبھال بڑا جائے
تینوں ہیں زر صرف یہ کہ دکلوں تکمیری پوری شان شوکت ہے وہ جو ہے بلکہ اُن تین
کافیں ہائیجی نوب خوبیاں ہے ملائیں یہ ایسیں غیر علمی کہتا ہیں اور عادوں
کی حکومیاں جو حصہ کے بجائے ہیں، اسی اللہ سے سربراہی اور جو چیزیں ہیں اور صرف فی
اتفاق کامبائی اکتوبر ممالیہ عقاب اور مدد بھی جو جو خصوصیہ ملیں ہیں اور جو حصہ کامبائی
پر ہے جو جو کوئی ہو جاتی ہے۔

خیر احمد بڑھ لیا۔ ذکر وہ بالآخر کے بہت خوبیاں مقدمہ سینے سوائیں بیچ کریں
وہسچی پاہنچتے ہو اشدار ہی منا۔ پاہنیں یہ خفیہ شیخ نے لیتے دار اپریخوا جاہد پورا از
لہنی میرزا رائقی شان ہیں کہیں اور بیرے اکٹھی پر جمال ایکھیں جو جدعاں خوبی طور
منایا جاتے ہوئے شعرو خوش و خضرع ہے، پر منکھیں ہے۔

لئے خاص میل چدمتائیں مرفت لئے خدا پاک ملے گل بہتان مرفت
تو غیر ہمکے بیان رہا ہیں پوکے غیر مدد شیں ورش مدد متابن مرفت
صنعت ہے تیری جن ہلکی جمی ایم کوڈ تو مکر کال پہنچاپان مرفت
زیر بخکر ہیں جیری زمین اور آسمان باہمی مرفت ہو تو خاقان مرفت
سادہ سالی حجفہ شروع کا تھا جو ای ہیں سی پچھائیں اتر اجنادیں مرفت
ظاہر پرست خالِ اڑاکہ ہیں تو کیا انجیں مرفت ہو تو فرائیں مرفت
ایک جس سے ہو جہالت دادا پر کشاہی

لئے شہنشاہی معلم و قوت بے امداد کا

اکتھی طاہر ہوں تو قائم مقام صلطنت یہک بالکن میں سراپا کبہ یا عین خدا
پھرم قام کو اکٹھا ہیتا کیا ہے ما جرا تو سوچ کا ہیں ہر ٹائے سوچ سو جو بھا

لے خداوند مکرم وقت بے امداد کا

جس خدا عاضی تو کھاٹریوں و خداں آیکو اس کوئی فذی پڑھ لیجھا ضرور
اپ جہت لی ہوں بخت یہ کوئی چھوڑ جسکو جھوڑت گدای کی شفا پر غرور
لئے شر ابنتے آدم وقت بے امداد کا

واد اتیریو منا قیادتے تیری صفات علیخ اخواہ پر اخون گیا خود میراثات
کیا لا اب تھی کیا بنت کیا اور متابن کی ابانت بہر یا مکمل شفاعت کیوں مامن جنات

لئے پر لغ و رش اعلم وقت بے امداد کا

ایکھیں تو غلاف حکم چاکستا ہو کون جو بسیاریں دیدھی اور پاسکوں
اپ ہی تو اوش ہوں تجھٹے ملکا ہو کون جھشیدن جھڑوں بتا ملتا ہو کون
لے شری حمان ارجم وفات، امداد کا

جانشی ہیں اور فداوں لے بھیں برف کا ایک بگدا بیکل تلب رکھا
ہوتا ہے جو سال کی کجھی نہ بھیتے اتنی بسیار کو حقیقی تکیں دیتے والا
ہوتا ہے۔ بیکی برف بردہ ہے اور اس کا یہ عمل تسلیم "تبریز ہے۔
نادان ملائے سر محبتے ہوئے عرض کیا کہ حضور ہر سب بیکی
ہیں تو کچھ نہیں آیا آخر پر ورز تبریز کا ترجمہ کیا جھونکیں کیا جھونکیں؟ صرف
سبلیخ الدین نے غصہ سے فربایا۔

"بیوقوف! یا طنی مقامات اور وحاظ اصطلاحات کو تو
کیا کچھ ملائے۔ شیخ کے مکاتب ملیہ کا ترجمہ کرنا ہے تو تصرف کی
دادوی ہیں آ اور دل کی بھرپور کھوؤں!"

"نادان! ابر ورز تبریز کو لو کیا سمجھے گا۔ بیان جی فضلوں و جن لالہ
علیہ نے بر ورز کی صرف بیتے اور تبریز کی صرف تے کو کچھ احتیاط کرے
دیں پہ بہوش رہے اور بارہوں دن پوش آیا تو کہنے لے کاششی
پناہ اکٹھی اوپا یہوں سے گزار لیا ہوں۔ شیخ سواران دیتے تو
یہک تھا کھٹدھیں۔ توہ ہے نیری جواب کسی سوچنے سمجھنے کے چکڑیں
پڑوں۔"

مولوی حکل بنکادی سنے فرمایا۔

"ٹا۔ تیری ہاتھ اور تیری دارا ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ
تیر مددی ہو گیا ہے۔ تیر میری کی روح پر فتح کو کل میں نے بڑی
منتفع حالت میں دھکھائی۔ کہیں ایسا تو ہیں کہ ہے تیری ہی مگر اسی
واد اتداد پر فتحیہ ہو۔"

میں نے جلدی سے پوچھا۔ سچ! کیا وہ تنہ شیخ کی روح سے
آپ کی ملاقات ہوئی؟"

بیوے! کیوں نہیں۔ صرف ملاقات ہی نہیں یاتھیں بھی
ہوئیں۔ وہ آج کل جنت الفردوس میں ہفت ہزاری چلدے تھے جس سے
ہیں۔ بکت تھے کہ مدد دی فتوی کی کفر بات سے دل بہت پر افسڑ
پہ شوق مردہ ہے۔ جو دن بک مدد دی کے لئے روز بدمائی
کر رہے ہیں آئیں بھر رہے ہیں اور رضوان جنت نے دا اغلے پاسے
والوں کے لئے چینگ بہت سخت کر دی ہے کہیں کوئی مدد دی سیر
بدل کر داخل نہ ہو جائے۔

بر ورز تبریز تو گئے بھاڑیں۔ غاسکار اس منکریں گفتار ہیجا

کتاب کر لیا ہے تاکہ گھبائے زنگارانگ سے گلرا تو چینی فیر ہمارے ہو جائے۔ حاجی خضنمیان بہت خدار میدہ بزرگ ہیں اُنھوں نے طسُرُق اور بُرپِ سلوک کی گئی ہے اور خاص طور پر طرقِ چشتیہ صابر یہ سے سُفیض پڑتے ہیں۔ حضرت شیخ کی طرف سے خود غلاف تامہ اور اچازت خاتمه و عامتیہ سے سفرزاد ہو چکے ہیں۔ کیا سے رغبت تھی۔ اُگر شیخ کی نہاد کیسا اثر نے سرایا کیسا بنا دیا مذکور کر میں ظاق ہوتے۔ کر شدہ قدرت دیکھئے کبھی بھلی کھلی ہے یعنی ہر ہوئی نے اس کا نکتہ پوچھا تو دامع فرمایا کہ نلم تو محض ایک بہانہ ہے۔ وہ حقیقت بعض زبان بazarی بیچی پر ہی وثایں یا یہی کوئی تدریت کی طرف کے بڑی اور پُنچی شبیہ لے جوئے ہوئی ہیں۔ مثلاً "ناگ" "ظلم کی بیروت" خاطم مر سے پرستک جنتی نسبت کے زیورات میں بدی ہوئی ہے اسے خبر بھی نہیں اور ہم جیسے الیں دل اس سے کسی نسبت کر کے سلوک کی راہ ملے کریں ہیں۔ ابھی پچھلے دونوں بیانات پر بعض کی بیانات طاری تھی اور دل کا بیل مگر سلطان کی خوشبو کا جواہر تھا۔ حضرت شیخ نے زاریہ کیا تو راہیٰ قادر یہ کے توں سے غیاب فی الحنور کی بیانات میں ہے۔ جذب و افطر بہی کی گئی ہے۔ وجہاً لیگز اور مترنم ہجومی ہے۔ پورا ذائقہ تو کسی صاحبِ حال والی ہی کی زبانی آسمانی ہے۔ انگریزوں بھی کافی دلگداز ہے۔

لول نظر کاٹ دیا چکوں کیسے چاکری۔ خوٹلا انظم پر ہماں کہمیں بہت دلیر
اپ ہمارا کوئی وارث اپ ہمکے پیر

شام آپ ہماں سے پیر
جیس کمپٹ میں نظر لے کر جیت لیجیدا۔ پڑھنی اونٹ پر مٹھوڑے نہ زانی شان
اب ہمارا کی راہ میں کوئی کیا مار یا گاہر

آپ ہمارے پیر
شام آپ ہماں سے پیر
لام سیدھا الف، زیارتی میں سے ہے۔ دنیا میں ڈال ڈالی عروش گواہی دے
جیسیں بدکلراحد خدا دھانہ میں لی تھیں

آپ ہماں سے پیر
شام آپ ہماں سے پیر
ایک سچی گیت پیر بھائی حاجی خضنمیان گنج شکری نے
حضرت شیخ کی شان میں بطرز فلم "ناگ" کھانے اسے بھی سنبھالی

ایک اور بہت ہے۔ شیخ الشیوخ بھی دادا پیر کی شان ہے۔
ٹوسرا پا کرم ٹو چتم عطا
تو ہمسال نبی حبیلہ کیر بنا
امکوکو دوزخ کی آتش میا شکری کیا
جو پھنس خدا آپ کا بن گیا
غیر معاوجوہ میں خدا ہو گیا
اللہ اللہ یہ عرفان کام اجرنا
جب گھٹا گھٹا ہیری قیامت کو دن
ہندیوں پر درا در حسم فرمائے
ان کا ایساں بتوں ہے فدا ہو گیا
لئے شہا قیصر پر اپنی بلاستیے
جب بھی حضرت کی رضیبہ حاضر ہو
اپنی اپنی ادا اپنی اپنی نظر
اپنے تو آپ کو مد اتنا چمن لیا
کیا قلیک اف کا یاد کیا بیعت
لیں خدا یا مدد جویں ہیں
آٹھ سو سال میں تیر راثی نہیں
بس خدا کا انڈھا صدر اہوا ہو گیا
تیر دستی کی دھمی کنکن میں رہے
سب کو مکدر میرے مبارک رہیں

پوچھنے دے ہے تیرے ہی در کا گدا
ایک اور بہت ذرا اگرے عارف انشاطر میں ہے۔ فاصلہ
جنبد و افطر بہی کی گئی ہے۔ وجہاً لیگز اور مترنم ہجومی ہے۔ پورا
ذائقہ تو کسی صاحبِ حال والی ہی کی زبانی آسمانی ہے۔ انگریزوں بھی
کافی دلگداز ہے۔

لول نظر کاٹ دیا چکوں کیسے چاکری۔ خوٹلا انظم پر ہماں کہمیں بہت دلیر
اپ ہمارا کوئی وارث اپ ہمکے پیر

شام آپ ہماں سے پیر
جیس کمپٹ میں نظر لے کر جیت لیجیدا۔ پڑھنی اونٹ پر مٹھوڑے نہ زانی شان
اب ہمارا کی راہ میں کوئی کیا مار یا گاہر

آپ ہمارے پیر
شام آپ ہماں سے پیر
لام سیدھا الف، زیارتی میں سے ہے۔ دنیا میں ڈال ڈالی عروش گواہی دے
جیسیں بدکلراحد خدا دھانہ میں لی تھیں

آپ ہماں سے پیر
شام آپ ہماں سے پیر
ایک سچی گیت پیر بھائی حاجی خضنمیان گنج شکری نے
حضرت شیخ کی شان میں بطرز فلم "ناگ" کھانے اسے بھی سنبھالی

پڑھاتے اور دوستی کے پرے سے بھٹ جائیں تو اہل دل کا سرخون خود کو دھک جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ سمجھو جائز نہیں۔ لیکن اہل نظر اسی سمجھتے ہیں یہ غوب و حصور فتاویٰ لقا نمکین و سکون اور مفعل اہم کی ساری تہذیبیں مطے کر کے فو حقیقی میں جذب ہو جاتے ہیں۔

فرمایا۔ ”محمد کے دوستیں ساری کائنات پر بھاری ہیں لیکن خرق والیاں کی منازل طیبیت میں ان کی قائم مقامی ”مرشد“ کا لکب نیم کرتا ہے اور نہ صرف کائنات بلکہ مادر اور کائنات بھی اس کے سب تکھے اس کے تصریف و اقتدار میں آجائاتے۔“

فرمایا۔ ”انہیاں اور حجاج کی برادری کوئی نہیں کر سکتا۔

مگر ان سے کہب فیض کرنا مرشد کے داسطے کے بغیر کب تک ان ہے جبکہ چھٹ پر چڑھنے کے لئے زینہ صورتی ہے۔ اور سماواتی ایسا ہوتا ہے کہ دریں فہمیت کے راستے انجام کے کمالات دلصافت سالک کے قلب میں اُتر آتے ہیں اور ساختہ ہی ساختہ فور میں یعنی جملہ ہیں بھی اپنائزدہ پکڑتا ہے اور اس عالم میں سالک کا یہ حال ہوتا ہے کہ نی کہہ تو تکم ہے اور خدا کہہ تو تکم ہے۔ خدا نہ ہادی ہے اور خدا نی صفات کا حال ہے۔ سالک میں خدا بیت اور خدا بت دلوں جمع ہو کر اُسے دراد الور اباہا جاتی ہیں۔“

فرمایا۔ ”اللہ ہو کی ہر ضرب تہذیب اُن کشیطان کے سینے پر ٹوٹتی ہے۔ اور ذکر جب تک حاری رہتا ہے وہ منیع بسم کی طرح تڑپتا ہے۔ آگاہ ہو جو کو شریعت شیطان کے بازوں کی زخمیت میکھڑتی اس کے دل کی چھان شدیدت کی زخمیت سے بے سیں ہو کر وہ شہی نیند سو جاتا ہے مگر ذکر اللہ کی ہر ضرب لئے تڑپاتی ہے اور وہ ذاکر کے آجی بدلاتا ہے کہ خدا کے لئے مجھے سوینٹے!“

کتاب سلطانیکے اقتباسات طیبیت فغم ہوتے۔ اب صرف اتنا کہتا ہاتھی ہے کہ جو اہل دل اس کتاب کی قیمت تین روپے سو پانچ لئے پیش کیجیے۔ دیسی دینے گئے ان کے اعلانے گرامی خانقاہہ بو قلندری کے سجادہ نشین سے وسخا کراکے خاکسار عین یوم حصرات کو بارگاہ تلنڈی میں پیش کردے گا اور شیخ کی پور تصدیق بنت کرائے اپنے سامنے رضوانہ جنت کو رات کرادے گا۔ سوا پانچ آنے درگاہ شریف کے مجاور کا حق ہے۔ اور جو لوگ پیشی نہیں کھیتے بلکہ بعد میں کتاب فرمیں گے ان کی تصریف اگرچہ سچائے سماحتے کرامی مشکل ہے۔

طبیعت محل گئی اور نسبت ہم درویس کے تقدیم طیبیں نے نسبت چشتی کو ہمینہ اشروع کیا۔ کھلی کے ختم پر یہ حال تھا کہ دونوں نسبتیں یہ کنہات متعبد اور عاش کو ارجمند میں تبدیل ہو گئی تھیں اور عین کی مملکت پر بسط کی حکومت نامہ تھی۔ اسی دن خاکسار نے صوفی تہذیب تھیتاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چل روزہ چل رشتہ دفعہ کر دیا تھا۔

غیر تفصیلات تو اہل دل جاہیں۔ قصیدہ بطریق فلم ناگن کا کچھ حصہ درج ذیل ہے۔ قصیدہ نگارتے انہی بیاض ہتھ قصیدے سے ساختہ ناگن کا گیت بھی پورا لکھا ہے جس کا تیپ کا بند یوں ہے۔ جادوگر سیاں چھوڑ و سوری بیاس ہو کی آدھری رات اب گھر جانید اس پر انھوں نے لکھا ہے۔

قدرت ملے خواص دو عالم کے راہ پر اجتنک پٹھوں ذرا ہو آئندہ پا تھماری شام سویر دمیں تھیا را اور ہے طوکریں پر ہو گا ہمیں کیا دل جی ہا لفڑی پہ جلوں کی برشا۔ ذرا ہو آئندہ دو

قدرت ملے خواص دو عالم کے راہ جتنک پٹھوں ذرا ہو آئندہ ہم تو ہمارا دن بکار انکر نہیں خام کا جن ماں سالک ہیں جو جا آپ کے فقر عالم کا جنش پر تھیلے ہات۔ ذرا ہو آئندہ

ایسا ہی ایک گیت فلم باہل اور ایک حمس فلم بہزادی۔

یہ سچے ہے۔ جس کا پورا داد اتفاق پھر بھی یعنی گا۔

بے محل نہ ہو گا اگر شیخ کے دو حار ملعوضات بھی نقل کر جاؤں فرمایا۔ ”علم و خبر سالک اور مسلوک کے دریسان حب پرہہ بن کر حائل ہو جاتے ہیں تو جذب و جنون کے شجرہ طیبہ پر عزان و معزفہ کے گھلہاںے دل کا بنگ لکھاتے ہیں۔“

فرمایا۔ ”مولانے“ کوں کے کاف سے عالم غلام رہنایا تو ”دون“ سے مالمباطن کی تخلیق کی۔ جب سالک جذب و مسی میں ضرب لگاتا ہے تو فون کے دون مسریہ طیب کر ایک دائرے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور شریعت حصار طریقت میں اس طرح گھر جاتی ہے جیسے قفس آہنی میں طائیر چین۔“

فرمایا۔ ”دنیا العین سے در بھاگ جس نظاہر سے دل مت اٹکا۔ دنیا سے فرار دھل جن کی پہلی منزل ہے او جسیں اخلاق کا مرشد کی پیروں کے تلوں میں ہے۔“

فرمایا۔ ”سیدہ غیر اللہ کو جائز نہیں۔ مگر غیر جب عین

فریما۔ برخوردار وہ تو ابھی دنیا بیں زندہ ہے اور بعد مرگ اسکی تقدیر میں سارے ٹھیکارہ ہزار برس چشم میں رہتا لکھا ہے۔ برخوردار وہ پڑھو اور پھر مجھے کہو جس تو اُسی کا طالب ہوں اور اُپ کے پیر نہیں بھڑو مجاہب تک وعدہ نہیں فرمائیں گے۔ اس کے بعد بھروسہ بھی پڑھا۔

نگاہ مژو و موسن سے مل جاتی ہیں تقدیریں
شیخ نے عاجز آکر کہا کہ اچھا ہے نہیں یہ بھی کوں گا۔

اور سب وقت حامل بالا بیس یہ مکالمہ قائم ہوا اس کے ایک ہی چھٹو بعد میرے دوست کی جبوہ بیعنی زین یازاری ہارٹ فیل بکرگی اور لوگوں نے دیکھا کہ اس کے بدن سے ایک فور کا شعلہ اٹھا جو میں سے کر آسمان تک چاہیا اور میرے دوست نے اپنے جنت کے نہیں کی ایک کھڑکی کو آپ سے آپ کھلتے رکھا اور دل کی کلی بھل گئی کہ ان کی بخوبی سفید نور اتنی بیساں ہیں کہا کی کی رواہ سے اندر آبرہی تھی۔

تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میاں نے صاحب کے سخن اور شیخ کی پھر تصدیق کی تھی بعض دفعہ تھوڑی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ الگ رضا جام کار کامیابی ضرور ہوتی ہے۔

صحیح یہ نہ پہاڑے کہ اپنی اس کتاب تیض ماپ بہریں نے خاص انواع دی رکھاں شیخ الدلائل یہیں المسائل حضرت قاری حافظ مولانا سید شعیع المذاہبین جو تھا وہی سے مقدمہ بھی لکھوا یا ہے۔ ملام ریصفوف ایک جگہ لکھتے ہیں۔

لاریب پہ کتاب والاجباب گلستان عرفان و معرفت اور یوستان سلوک و طفیلت کا ایک ایمان افرادگی ہے جس کی قویتے جاں نداز نے شام باطن معطر ہوا پڑا ہے۔ عزیزی ملا ابن العرب کی سلسلہ یا وجود اپنی خشناکی کے اس کتاب لا جوابیں خوب سعادت اور فہم دین اور حق کوشی کا ثبوت دیلاتے اور نہایت محنت سے تھیقین اپنی بیش کی ہے۔ میر اخیان تھا کہ ملا صاحب چشم کے بھروسی طبق میں جاتی رہی اور ہزاروں برس نہیں نکلے جاتیں گے۔ میکن اس تصنیف ذوالحنیف کو پڑھ کر مجھے اپنا خیال بدلتا پڑے اور تین دن پیغمبیر اطیفہ طالعین تھی اسی دن شبیں یہ خواب دیکھ لائیا ایک لگدھے پر سارہ میدان قیامت سے گزر کر جنت کے دروازے پر پہنچتے ہیں۔ رضوان جنت اپنیں روکتا ہے اور پہنچنے والے گذھوں کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں!

تاہم خادم اُن کے لئے میں دن جمعرات کے درگاہ میں خصوصی دعا کروں گا اور جنم کے دار و خرس سے وعدہ ملے گا کہ وہ کسی حال میں ان غلامان اولیا کو حدود و نہیں میں داخلی اجازت نہیں۔
ابھی پھچے برس یہ واقعہ میں آچکا ہے کہ میں سے ایک ایک

بلگری دوست کو جھوٹ نے خالقاہ لے قلندری کے لئے پا پھرے اور روپے نہ رکھا اور میتے تھے۔ حضرت شیخ سے جنت کا پرواز دلایا تھا اس سے یہ دوست ایک زین بات اوری کے عین میں وصال کر کر تو اس پر کسی کھلط انبیاء میں آخرت کی پولیس اپنیں چشم میں داخل کرنے لیکن داروغہ چشم نے دروازہ گھوٹنے سے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس والوں نے دروازہ میں تالاڈال کر سر کاری پھر لگادی اور اُپر اطلاء بھی کہ داروغہ چشم دروازہ ہیں گھوٹنا۔ دراد خنسے کہا کہ جب تک اُپر سے احکام اُتیں تم ہمارے یار کو چھوڑ دو۔ پولیس نے کہا پھٹکے ہوں گے، ہمیں تو شخصی خصامت دو۔ داروغہ بولا۔ ان کی خصامت حضرت بولقدار کے سریخ خاص نے رکھی ہے۔ پولیس ساتھی میں آجی اور بائی سرگوشی کے بعد کہا کہ اچھا جھلکی تم اپنیں رکھو ہم جاتے ہیں۔ آٹھویں بعد اُپر سے ٹکڑا یا کار لے داروغہ تم ڈسکس کے جاتے ہو، درد جواب دو کہ کس قانونی بنیاد پر تم نے دروازہ گھوٹنے سے انکار کیا۔ داروغہ خنسے جواب میں لکھا کہ بہندہ سے قصور ہے حضرت بولقدار کے مرید خاص کے حکم سے بیتہ ملزم کو خالی چشم ہیں کر سکتا۔ چند روز بعد جواب آیا کہ بے دقوافت اتم ہے یہ بات پھٹکیوں نہ بتائی۔ یاد رکھو بولقداری سلسلہ کے تمام سفارشی مھرجملہ سے جلد اُپر بھجا کر قاتلان کی مظاہری ہیں۔ دیر نہ لگا کرے۔ اب تک اس بیرون ملزم کا سفارشی مخترا اور بیرون پہنچا ہے، جلد بھجو اور اپنی جگہ کام کئے جاؤ۔

حالیں کلام یہ کہ میر تھے دوست تین دن بزرگ میں ٹوپی ہے اور چوتھے دن جنت میں اپنیں چھکردن کا فیصلہ الاٹ ہو گیا بارہ جوریں بھی ملیں مگر ان کا دل ابھی تک اپنی دنیا وی جبو بیعنی زین بندرا یا میں الگا ہوا تھا۔ پریشان تھے کہ کیا کریں۔ بعد غور پڑیا مر رات بیس بیٹھے اور تصور شیخ میں غرق ہو گئے۔ شیخ عالم روحاں میں شریف لالہ تو انھوں نے پیر کو لگر عرض کیا کہ مولا اکرم اُن خودوں کو لے کر اکیاروں دل جس وارثی کا مشتاق ہے وہ تو ان میں ہے ہی نہیں! شیخ نے

جو حالات طیبات اخیں کتب دانستہ اور راویانِ لاحقہ سو متیاب ہو سکے انہوں نے ایک اچھی ترتیب اور مکمل تحقیق کے ساتھ زندگی اسیں اسیر کئے ہیں۔ ساری قوم بلکہ پوری انسانیت کو ان کی اس ایمان افراد را صورہ نواز تصنیف کامنون ہو ناچلتے۔

لیکن جلد تو بنا شکر لکھ دیا۔

"لوکی بعض عمارتیں الگ زیرِ عوام کا لامعالم کی تھیں جنہیں کی تینیں ملکہ براہ راست بھیجئے جس کے لئے تھوڑی ہوتی ہے۔ طبقت کے روز و نکات کو اپل دل ہی سمجھ سکتے ہیں اور نہ بھی سمجھیں تو یہ سمجھ لطفِ زندگی ہو سکتے ہیں۔"

آخریں لکھا ہے:-

"میں زمرت خود اس کتاب کے محتوا و لفظ ہونے کی تصریح کرتا ہوں، بلکہ میرے اور مجھ پر بھی تصدیق کرتے ہیں۔ جوچھے ماہماں چندے آفتاب ہیں۔ چندے سے سخطی ہیں۔"

حقیر فقر قائم بالله تھیجاوی - خادم الفقراء سعی القرین بنجتیاری - سجادہ نشین خانقاہ سليمانیہ خاکسار بخوبی علی شاہ روہاونی - مشیت خاک عبد النبی بخداوی محمد پڑی شم کھتو لوی - لکھنیردار صوفیانی وی خیر القرون بیل کھٹاونی - احمد صوفی الگریچ چٹا گانگی - فخر الادبیہ خاکسار ذرع اللہ سرگودھوی وغیرہم کثیر اکثریا۔ (ملازمہ محبت باتی)

لاؤ جواب دیتے ہیں کہ ہر ہاں یہ کہدا کوئی معمولی گدھا ہیں، اس نے دو سال تک درجہ تقدیری کی گھاسیں لکھائی ہے۔

"تقدیر" کا لفظ سُکنِ رضوان جنت کا موڈیل جاتا ہے۔ اور وہ نہایت عاجمی سے فرماتا ہے۔

"اہلا وہلہ مر جہا انتقالی آوری سوارکا"

ملا دندن لئے ہوئے گدھے تھیں، اقل جنت ہوتے ہیں اور بنڈ بائچے کی آوازیں فضائیں گوئی اٹھتی ہیں۔

معزز تقدیر کا رنگ ایک اور جلدہ قحط انہیں۔

"کتاب پڑا من ذکر کردہ راویوں میں سے اکثر کا عالیہ بنتہ حافظہ والے تھے"

ایک اور جلدہ لکھتے ہیں۔

"سید ناذ کا مالکہ آذ را یعنی افسانہ بیان کیا کہ حضرت ابو قلندر کے مزار ارشاد سے اخیں بڑا فیض ہوتا ہے۔ اور عبد الرسول ولادتی سے بھی بتایا کہ حضرت کاظم از زمانہ نیض عالم و فاصلہ کا سب سے بڑا امر ہے"

ایک اور جلدہ لکھتے ہیں۔

"فاران العرب الگریچ خانزادہ غنا نیز کے ایک نہایت گزر کے فرد ہیں۔ لیکن یہ کتاب لکھ کر انہوں نے یقیناً اپنا شمار ذریت صاحبوں کرایا ہے۔ لاریب کہ حضرت ابو قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے

بہشتی زیور مکمل و مدلل رعایتی قیمت میں

غیرِ جعلہ کی عام قیمت پندرہ روپیے۔ لیکن ہم سے باہر روپے میں طلب فرمائیے دھیلہ در دو جلد پندرہ روپے کا تقدیر مددہ۔ لکھائی چھپائی روشن۔ حواسی تحقیق ان تمام سے پر انسانے اتفاقات ہم رشتہ جلد طلب فرمائیے ممکن ہے بعد میں یہ تین روپے کی رعایت نہیں سکے۔

مسکتبہ تجلی دیوبند (بی-پی)

مولانا اعماز عثمانی کے شاہنامہ اسلام (وجہی) کی قیمت میں خاص رعایت

شاہنامہ اسلام (وجہی) ارش پر اور مضبوط جلدی کے معاشر پائی رہی کافر دخالت کیا جا رہا تھا۔ لیکن اپنے بچھے روز کے 2 رعایتی قیمت "تین روپے" قرار دی جاتی ہے۔ شاہنامہ جلد خاندہ اٹھائیں۔ معلوم نہیں کہ یہ رعایت ختم ہو جاتے۔

مسکتبہ تجلی دیوبند

کے مشاہدات ان کے خاص رنگ میں۔
ایمیت جلد ایک دوسری بارہ آئے غیرہ

سیرت پاک

سلیمان عالم نہم زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سیرت مقدمة۔ فہیم کتابوں کا پیغمبر۔ قیمت ۱۰ روپے۔

تاریخ الاسلام

اسلامی تاریخ کے جستجو، تدقیقات، جواہر افزونہ بھیت
سکے حامل ہیں۔ مستند اور فرمام فہم۔ ہمیں حصوں میں مکمل قیمت
دور و پیچہ آئے۔ (جلد تکمیل)

تعلیم الاسلام (تلخ)

ایمانی تعلیم اور پاکیزہ معلومات کی مشہور و زمانہ کن کتاب
بھروسہ حصوں میں پختہ ہے۔ تلخ کتبی کی شائع کردہ جیسیں وکش
قیمت بلند درود پے۔

حضرت ابو مکر صدق

خلیفہ اول کی زندگی پر ایک ختم بریکن جائیں گے۔ بدین پیغام
روایات کا جموعہ۔ جسے مولانا ابو محمد نام الدین کے قلم نہ دلکش
زبان دیوان کا جما پڑھنا یاد ہے۔ اسے پڑھ کر اپ کا ایمان
تازہ ہو گا۔ قیمت صرف ۲ روپے۔

خواہیں اسلام کی بہادری

ماضی میں بعض مسلمان خورتوں نے کیا شاندار اکارن لئے
اجرام دیئے۔ اس کا جواب مستند حوالوں سے جواہر افزون
اور دچکپ۔ قیمت ۱۰ روپے۔

اسلامی زندگی

اسلامی زندگی کے کہتے ہیں اور اسے کو طبع حاصل
کیا جا سکتا ہے۔ قیمت ۵ روپے۔

لا جواب از دعویٰ ڈکشنری

اصدیح اللفاقت صیغہ تقبیل عالم ڈکشنری کے متوافق
جناب ابو الفضل عجلہ طفیلہ صاحب مدظلہ کی ذات اگر بھی تفاصیل تعداد
نہیں۔ آپ نے ترجیح کر دیا ہے اور دیگر شایعین کی آسانی
کے لیے اب ایک ایسی ڈکشنری تیار کر کے شائع کی ہے جسیں
کسی بھی اردو لفظ کا عربی ترجمہ نہایت آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے
اس طرح کی ڈکشنری قیمت ۱۰ روپے کم و بیش تکاب تھی اور حقیقت یہ
ہے کہ فاضل متوافق نئے ایک باظراحت بزرگ دوست کی کو رووفت پورا کیا
ہے۔ دوسری زبانوں کے جو الفاظ اردو و سنسکرت میں ہیں۔ مثلاً
مکر پیری۔ پیغمبرت روپی وغیرہ۔ ان کو بھی خصوصیت اور توہین
 شامل کیا ہے۔ لکھائی پھرپانی پاکیزہ۔ بکاغہ عدہ۔ مسجد
مع دوست کور۔ چھروپے۔

محصال نبوی

صحابہ رضی کی شہرور کتاب "ترمذی" کے مصنف
مام ترمذی کی بہترین کتاب "محصال ترمذی" کا اردو ترجمہ
اوہ شرط جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی و صورت
سیرت و عادات۔ لباس و طعام اور متعدد طریقہ سے ذکور ہیں
باہم اور کلیعتات نہایت صیغہ اور مستند طریقہ سے ذکور ہیں
اخلاق حسنة اور عادات شریف کے شیدائیوں کے لیے تحفہ
خاص ہے۔ ترجمہ کے ساتھ احادیث مندرج اور اسے خالی کتب
ہیں۔ لکھائی پھرپانی عدہ۔ روشن۔ کاوز مصاری۔ پیدا ملکہ کو روپے

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی دو شہوں میں اور دو بیانیں
خیر کریم

رینی کات و لعلہ آنہ اور اسرار و عکم پرشیل کتاب دو سو
عنوانات سے بحث کرتی ہے۔ قیمت جلد تین شیپے آٹھ تانے۔
فیوض انحرافیں ۔۔۔ شاہ صاحب کے زیارت نامہ

تحقیقیں

ہر کو شش ناکام ہوتی ہے
روتے روئے شام ہوتی ہے
مفت و فا بد نام ہوتی ہے
اول ہی سے خام ہوتی ہے
خاک صلائے عالم ہوتی ہے
بے لطفی العلام ہوتی ہے
خوداری نیسلام ہوتی ہے
کس سے بر انجام ہوتی ہے
لغزش بھی ہرگام ہوتی ہے
صحیح سے یوں بھی شام ہوتی ہے
روتے روئے صحیح ہوتی ہے
پیدروں کی سہ درودی ہیں
ترہبیت و تہذیب کسی کی
بند ہیں دراپ بھی مغلل کے
جب بھی ہوتی ہے ان کے واسطے
ناداری کے ہاتھوں اکتشہر
یہ بھی نجی ہے ان کی طور پر
کو مقاطعہ، یسکن ہم سے

حرص و حواس کے کتب حیرت

پابندیک جام ہوتی ہے۔ عبدالمجید حیرت

رسخات

(درستہ سید کو تحرف ادھی)

نوزندگی ہیں اُن کا نیا کمال بھی
جموں اٹھے جمال بھی پوکٹ جمال بھی
لکھ لکھم بھم لقص بھی ہے کمال بھی
ایک بھی کچھ جرم کا نہ ہے بلکہ جی
قبل ظارہ چلپئے ترکیہ سیپال بھی
بڑھن لعکاس شیشیہ میں یکٹل بھی
سرکر حیات ہیں بہر جہاں لوہ نہ
حیرت و لکی و نکتہ فرمادنال بھی
ایک بھی مخدوشی بالمر ہیں اگھوٹ ہمگی
کا ہر آڑ رفتار دیکھیا مال بھی
جذب اداں و بھی ہر لون لذت بھی خون ہے
ہم فنا گی کافے محبت بمال نہ بھی
پست بند کافہ اظہر کا احتیان ہے
ایک بھی کچھ جرم کا نہ ہے بلکہ جمال بھی
دارہ قیمتیں بیان کا بد مکاپ پوش تھا
نوٹیں قرق تھی مصلی پرگاں بھی
شہر گھنٹاں ہوئے بلکہ تو بکار شوئے پھر گی یا اشرطے لفاظ بھی
دیکھ کر رنگ تقاد مطبع غیر ورنگی
دو نہ ہوں صد اطراف کو تریخ مقال بھی

سور لقین

حافظ دھا میڈی

حریت کو دو لتا یا ان کا اسی ہے
پھر وہ دافر وہ غلگیں حزین ہے
جزیں جو دیگر یہ بھکتی ہی نہیں ہے
لارپے اکٹھے سومن کی جیں ہے
وہ دل نہیں تھا یا جان ہے میرا
لے دوست بخت تری ہوں لیں ہیں یعنی
ازم ہے ہمیں کا بلند اسکے عالم
مال جسے ذوقِ علیٰ سور لقین ہے
لارپے کا ہا ہے دو دلوں جیاں ہیں
جوزندگی اسلام کی پاپنہیں ہیں ہے
وہ حقیقت نہیں اس ہے کہ جس کو
مال شرف پری یہ دین ہیں ہے
وہ دو کہ تہذیبِ خشال ہے توہ
شیطان کا اکٹھا ہیں ہیں ہے
علمِ دادِ فن کی ترقی توہ حافظ
میں پوچھتا ہوں پس شرافت بھی کہیں ہے؟

دن کے مریض کی بیماری داری

انہمِ حکیم محمد عظیم زیری امروہہ ضلع مراد آباد

بیماردار کے لیے ایک معالج کے ہے۔ متحابات و ہونیکی بخشی، بغیر کی شیشی۔ صابن دالی۔ صاف تولیہ۔ تھوک کے سب سے بھی کے نیکے خدا داد و اگالاں۔ ظرف بول۔ ظرف براز۔ تھرمائیں۔ گرم ٹکوں کے لیے دیکی یوں یا تھیں۔ ان اشیاء کے علاوہ کسی قسم کا فالتوسانان کرہے میں درستہ یا جائے۔ مل۔ ڈھانی بیس) کے مریض کے کہہ کی دیواروں کے ساتھ ساتھ یا ایک چوتھا ضرور بچھا دینا چاہیے۔ مریض کلہ اسے رشت کا ہونا چاہیے کہ موکم سر بیس ٹھیک ہی دھوپ کر کرہیں اُنے اور موکم گرباہیں کسرہ شکنہ اور۔ ہے۔ تمازت اُنکا بہت نکایت نہ چاہیے۔

مریض کی چار پانی مریض کی چار پانی اس طرز بچانی چاہیے کہ دو ہاؤس کے تیرزادہ سرد جھوکوں سے بچو۔

مریض کا بستر مریض کا بستر خوب صاف اجلا اور بلکا ہونا چاہیے اور اس طرز بچانی چاہیے کہ اس میں کوئی سوٹ نہ ہو۔ مریض کی چادر رفانی و غسلہہ ہر دو روزوں پر ہیں۔ بکھر خشک کر لینی چاہیے اس سے بہتر کی۔ اور جو کمی غرفت دو ہو جاتی ہے

شور و غل مریض کے کہہ میں نہ تو شور و غل ہونا چاہیے احمد غنزرو اکابر اور دشمنوں کا ہجوم۔ پھر یہ سب کہ مریض سے ملے کا ایک و قت میں کر دیا جائے تاکہ مریض کو زیادہ سے زیادہ آدمیں ملکوں پر بخ سکے۔ بیماردار کو چھوٹے کہ مریض کو کسی شخص کو

معالج مریض کے پاس چند منٹ کے لیے آئے اور بھاٹات دیتے۔ نسخہ تجویز کرنے کے بعد چڑا جاتا ہے۔ اس سے قاتا ہے کہ مریض زیادہ عرصہ کے سب سے بیویوں کے باخوبیں ہوتا ہے جو اس کی منصب بیمارداری کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ بیمارداری کی غیر مرض و فاقیر مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام و سہبتوں پہنچانا ہے۔ مریض کو وقت پر داپلانا۔ فذا کھلانا۔ بستر اور لباس کو پاک و صاف رکھنا۔ تازہ ہوا۔ روشنی۔ آرام و ہندسے زیادہ سے زیادہ پہنچانا بیمارداری کے فرانکشیریں دیں۔ دیں کے مریض کو تازہ ہوا۔ وقت پر میں منصب فدا۔ صحت افراد مقام کی رہائش۔ صفائی سخواری اور حسن تبدیلی کے مقدور فائدہ پہنچانا ہے وہ مرض دوائیں استعمال کرنا سے ہوں پہنچ سکا۔ وہ لوگ تاراں ہیں جو مرض دو دو کے ذریعہ دل کے مریض کو بحث مند بنانا چاہتے ہیں۔ اگر یہی بیمارداری مل کی جائے تو عمداً علی سے اعلیٰ دروازیں دل و مل کے مریض پر فیل ہو جاتی ہے۔ عام طور پر اسے موقع پر بیمار اسے مقلعین معالج کونا تھا کہ اور دو اوں کو تا قص بتاتے ہیں۔ ایسی مریض کی جانب سے لاپرواں جوں اور مقلعوں کا مامنیں کرتے، اس تھقیر تھید کے بعد اس بیس بیماردار کے فرانکشیر آفیس سے بیٹاں ہوں۔

مریض کا مکر بیماردار کو چھوٹے کہ مریض کا کہہ صاف رکھے۔ ایک چھوٹی سی منیو مریض کی چار پانی کے قریب کمی جاتا۔ ایک چھوٹی سی الارجی جس میں مریض کی دوا، پھل اور مٹدا محفوظ کی جاسکے۔ دو کرسیاں۔ ایک

مستقل مزاج اور خوش طلق ہو۔ مریض کے سائنسی بھی سختی سے بات ذکرے بلکہ اس کو تسلی دیتا رہے۔ اپنے چہرے کو خش و خرم اس کے علاوہ اپنا جسم اور لباس بھی پاک و ہافر رکے اور خود مریض کے لکھہ میں کوئی چیز نہ لکھاتے۔ اور نہ مریض کے سامنے اس طور سے بیٹھنے کا اس کے سانس کی ہوا اس کی منحصر کی جانب آئے۔ مریض کو اٹھانے بیٹھانے دو اور قیرہ دینے کے بعد۔ پھر ہاتھوں کو صابن سے روپیا کرے۔ اپنا صابن تو یہ الگ رکے دواں | اب دق کے ایصال رکھنے تک دوائیں اور انہیں ہجھن ہی استعمال کرنے پڑتیں۔ یہ کوئی ضروری یعنی کرد و فرمی ہو یا سستی۔ لیکن ہو مرض کے مطابق۔ نیز پرانی اور قلی نہ ہو۔ اپنا اثر ضرور دکھائے گی "زندگی" جس کا ختمار مع شہم کے بھی میں شائع ہو چکا ہے۔ باور کم قیمت ہونے کے نہایت موثر ہے اپنے۔ اگر مناسب فدا۔ کملی ہو اور مجھ تیار دادی کی ساتھ چند ماہ تک، مستقلال کے ماتحت اس کا استعمال کر لیا جائے تو دق کے جراحت کی سرگر میاں با تخلیق تم ہو جائیں۔ میں لوگوں کو ترکہ بار بار ستاتا ہو۔ کھافی خلک غسل کے دار ہوتی ہو تو دن بھت اچھا ہا ہو۔ حفظ بالقدم کے طور پر کم سے کم تین شیشیاں ضرور استعمال کریں۔ خود تار کر لیں یا جو سے منگالیں۔

قیمت ایک شیشی کی ٹیکے۔ تین کی نور قیمتے (مع مصوبوں) ہے دق دصل کے مریض کی تذکرہ اسکے بھی نہایت اہم فدا ہے۔ بعض اوقات مناسب عناد رفاسے بھی زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ تیمار داد کو چاہیے کہ مریض کو مقدارہ اوقات پر ایسی فدا سے ہو مریض کے مت سسبعال میں ہو اور مریض اسے رفتہ کیسا تھا مکھانے۔ مریض کی فنا الطیف۔ زو و خشم اور طیف الطیع ہو۔ چنانچہ مریض کی دوڑھ۔ بالآخر اور توانہ پہلوں کا اوس۔ اتنا بینا دی تذکرہ میں ہیں ان کو مریض کی قوت خصم کے مطابق استعمال کرایا جائے۔ انشا اللہ الکلی اشاعت میں ایک دیا تھا اپنے دکھوں کی جو عمومی سے تغیرت تبدل کے بعد تقریباً اسی میسر و غریب بیمار کے حالات کے مطابق بن سکے گا۔

ضروری نوٹ۔ ہر چمک کے دراز و زمانہ اور پھوٹ کے امراض کے چیزیں صفت شورہ حاصل ہیجئے۔ جماب کے لئے لفاظ انا ضروری ہے۔

— ملک نہیں کہا سکت۔ بار بار جلد جلد ملک بدلنے دلکش کے مریض کے اصلیہ ارجمندیوں پر اٹھا۔

مریض کا لباس | بونا چاہا ہے یہ، یقیناً دار کو چاہیے کہ دو لے تیسرے روز لباس کو بدلتا رہے۔

فضل | ہندوستان جس مریض اس قدر میلے اور غلیظ ارب میتے تو ترکہ ان سے مگر آئی ہے۔ پس تیمار دار کا یہ فرض ہے کہ وہ روزانہ صحیح دشام مریض کا ہاتھ مخدود ہو لے۔ میں سے یا آنہ سکھے میں دن ہوں کو صاف کر لے۔ پاں میں کھکھل کر لے۔ اور آنہ طبعی اجازت دے تو کبھی بھی غسل کر لے۔ اگر غسل ضرور تو دنیں دار تیلہ کو پانی میں بھگو کر کوئے کے بعد دن کو پنج ٹھالے۔ اسخن کے ذریعہ بھی تمام دن کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ دن کو صاف کر کے خشک کر لے سے دن کو اچھی طرح سوکھا رینا چاہیے لی خود ہے

وہنڈش | اگر مریض کو بخار دہتا ہو تو تیماں دار کا فرض ہے کہ اسے کامل آرام و سکون میں ہی رکھے۔ لیکن اگر اس رہ ہو تو مریض کو چھپل قدمی کی اجازت دیو۔ مریض کو خوش بھیوں اور نہ اقیمہ لعلائف سے ہنسنا تاکہ ایک قسم کی مغیدہ وہنڈش ہے۔

مشابہہ مریض | تیمار دار کا سب سے بڑا فرض ہے کہ وہ خاص کیفیت لکھتا۔ ہے۔ شہزاد، جنم کا درجہ حرارت (نیپر چھپل اور فقار بیض (۲)، نیند کی کیفیت (۳)، بلغم اور کھافی کی کیفیت (۴)، پسینہ کی کیفیت (۵)، بھوک اور پیاس کی کیفیت (۶)، پیشاب و پا گاز کی مقدار اور کیفیت (۷)، لمحہ (ایچارہ) اور قاتر (۸)، تناہیت و مکروری کی حالت (۹)، بھیجنی، دھنپڑا ب کی کیفیت (۱۰)، دن کی کمی بیشی (۱۱)، رواؤں کے اثرات وغیرہ تاکہ معاشر کو مریض کی صحیح حالت سے مطلع کر سکے۔

تیستہ | بیمار کو زیادہ سے زیادہ آرام و سکون کی ضرورت مریض سربراہ اور دیا گزنا کا دقت ہو جائے تو اسے ہرگز بھگا چاہیے جب خوبی اور ہب تسب دوایا فلانہ بھی چاہیے۔ تیمار دار کی خصوصیات ہے۔ تیمار دار مغلدنہ۔ پھر تیلا

ضھری عدالت

تمہرے

اپریل۔ می۔ اور جوں کے تکمیل میں مولانا فاروق عتلی سے چند مسائل پر مدد و مشکل گفتگو کی ہے۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر غزل میں
ان تینوں ہمیںوں کے پھر پڑے ہیں۔ تیرسے ایڈشن ”میں سے پچائیں گے ہیں۔ جس کو ضرورت ہو تو تینوں یا ان میں سے
کوئی بھی پرچھے ہر فن پرچھے کے حاب سے طلب کر سکتا ہے۔
نئے ناظرین کے تعارف کے لیے اتنا عرض کر رینا مناسب ہو گا کہ ان شماروں میں مندرجہ ذیل دینی مسائل
پر کلام کیا گیا ہے۔

- (۱) صحابہ میخارت ہیں یا نہیں؟ (۲) حضرت خواکی پیدائش کے باقی میں حلام کی روی ہوئی تکشیع مذہبیات
- (۳) ظہور مهدی کے عقیدے کی شرعی چیزیت۔
ان تینوں موضوعات پر مولانا نے بسی اور یہ براہمیل گفتگو کی ہے۔ (نخب تحقیقی دیوبند)

چھوٹے بچوں کے ذہنوں کو اسلامی سانچے میں فحالت کے لیے

پندرہ روزہ نور (رامپور)

نہایت کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لیے اس کا خاص نمبر تو واقعی نور علی نور
ثابت ہوتا ہے۔ نور کا تیرسا خاص نمبر نو سیکھی میں شامل ہو رہا ہے۔ اس کے
مفرد مذاہیں ● اخلاقی کہانیاں ● دل پیش نہیں اور ● بہت سی خوبیاں ● نئے خوبصورت احمدگنیں ٹائل
کے ساتھ ہیں۔

بچوں کے لیے ہتھیں چھفس

سالانامہ کی قیمت ایک روپیہ ہے جو تقلیل خریداروں کو ان کے سالانہ چندے میں ہی دیا جائے گا۔ سالانہ چندہ چار
روپیہ۔ پاکستانی خریدار نور کا چندہ ● ”دفتر چڑاغ راہ۔ فیضن محمد علی روڈ گراہی نا۔“ کے پتے پر سیکندر سید سے
ہمیں تطلع کریں کوئی میں نور کے چندے کی وفاہت ضرور ہو۔

مشجع پندرہ روزہ نور۔ رامپور (یونیورسیٹی)

DURR E NAJAF

دھات کا سر ایں مضمبوطا ہی اُواں مزون کا دار

مضبوطاخول سر ایں مضمبوطا ہی اُواں مزون کا دار

- درست بخاہ دالے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ آخری عمر تک بخاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- پدایاں ساتھ بھی جاتی ہیں۔ عمدہ پکنگ بضمبوطا اور تازہ نوٹ۔ خاص جستی کیمیائی سلائی ۲ ریس طلب کیجئے۔

بے پن کے سوا انکھوں کی تمام بیماریوں کا تیرہ بیڈف علاج دھندہ موٹیا، جالا، روندا، پریمال اور سرخی و غیسہ کے لئے پینام شفا۔
بادہ سال سے بے شمار انکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریفی خطوط صحی نقليں ملاحظہ فرمائیں

بڑا نہ دھاگا۔ اس سر کو استعمال کریں۔
سا بھوج والا سر ان صفاتیں علم را تاہد و بھر کوں
بیس نے سر بخف کا استعمال کیا نہایت مفہوم پایا۔
خانبیدار، بولوی حاجی حیتم محمد علی خاں صحت
عرف کر میاں رئیں اعظم

سر بخف بہت عمدہ سر ہے۔ جس نے بہت سے شخصوں
کو دیا۔ انھوں نے استعمال کیا اور ہے جد تعریف کی۔
ایک تولے پانچ روپے۔ ۶ ماشہ تین روپے
ایک ساتھ تین شیشیاں بخاکتے پھوسلاٹ کے سما
ایک یادو شیشی پر ایک ہی مخصوص صرف ہو گا۔
یعنی جو سر مرکی قیمت کے علاوہ ہے۔

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

بیس پہنچاہوں۔
ڈاکٹر ظفر سیار خاں جتنا ہم بھی آتی اس نہیں آتی
زم اور ملتزی سروجن لکھنؤ
سر بخف انکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے کہ
اس کی توصیف ہیں اپ جو چاہیں سری طرف سے تھیں
استعمال سے انکھوں کی روشنی میں ترقی برقرار ہے۔

حکم کنہتیا لال صاحب دیہ سار پور
سر بخف اکثر بیٹھوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال
سے ان کو قائدہ پہنچا۔ سر بخف انکھوں کے امزراز کے
وابستے نہایت ضریب ہے۔ بیس پیک سے خارش کرنا ہوں
کہ اس سے اچھا اور بہتر سے پایا جو ہمیں کہ کچھ
مکمل استعمال کیے گا وہ سیرے بیان کی تصدیق صرف
جانا فاری محبوبت سے چشم ایلام دیوبند قظر زیں

ڈاکٹر انعام الحق صحت سے ایں ایں سیچنگ
بان سے نہیں بلکہ انکھوں سے کرے گا۔

ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایں۔ میں مارہہ
میں نے سر بخف کو اپنے بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا
آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں سیچنگ کو

صحیح احادیث حضرتو حسین احمد صاحب مدینی
صلی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔
شاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سر اس وجہ مغید ہے کہ
اس کی توصیف ہیں اپ جو چاہیں سری طرف سے تھیں
اس کی تصدیق کر دیں گا۔

ہندستان کا پتہ۔ دار الفیض رحمان دیوبند۔ ضلع سہاران پور۔ یونی
پاکستان کا پتہ۔ شیخ سیمانت صنایعی ۵۰۷ ناظم آباد کراچی۔
بالتفاق حضرات اس پتہ پر قیمت مخصوص شوال رواہ کر کے رسید
آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں سیچنگ کو

صرف مالیت مرض ہیں
نہیں صحت میں بھی وہ نہ
استعمال کچھ تجویز ہر دن
دانتونکو چمکا لوز نفاست
عطایا کرتا ہے۔

کیکت یقینی سمجھی سے بنائے والا جواب نہیں

جَهَدِ الْإِيمَان

اگر دائرہ یادانت میٹر
ہیں تو معدہ تیغیا
مرض ہو جاتے گا اور
معدہ مرض ہو صحت
کی برپا ہی تیغی ہے۔

جس طرح دار الفیض رحمانی کے سرمهڈ ترائفِ حجف نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث تجوییت حاصل کی اسی طرح "جو ہر دن ان" بھی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اب تک استعمال کرنیوالوں کی اکثریت کی طرف سے برا بر تعریفی خطوط آئی ہیں۔ فوائد حسب ذیل ہیں:-

● پانیوریا کے جراثیم کو مارتا اور مرض کو جڑ سے اکھیڑتا ہے۔

● دائرہ یادانتوں کے سخت سرخی کی سخت درد کو فوری تکمیل دیکر نزل کا پانی نکالتا اور درد پیدا کرنے والے اس بنا کو ختم کرتا ہے۔

● روزانہ اس کا استعمال اُن لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جن کے سنجھ میں کوئی مرض نہیں کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے والے مادوں کو جمع ہونے سے روکتا اور مرض کے جراثیم کو بلاک کرتا ہے۔

● دانتوں میں پاکیزہ چمک اور خوشانی پیدا کرتا ہے۔ اسکے استعمال کرنیوالوں کے دانتوں میں کیڑے اگبھی نہیں لگتا۔

● سنجھ کی بدبو اور ہیک کو ختم کرتا ہے۔ ● سنجھ پانی زیارم چیزوں کو دانتوں میں لگنے نہیں دیتا۔

● یاد رکھتے۔ ہم نے اسکی دو قسمیں کرداری بیس۔ نہہ راکٹ۔ جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہئے۔

نمبر ڈو۔ جو اچھی حالت میں عام استعمال کیلئے ہے۔ چیز دنوں ایک ہی ہیں۔ صرف ذائقہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمول استعمال کرنیوالوں کیلئے ذائقہ کو کافی گوارا بنا دیا گیا ہے۔ طلب کر تیوقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھئے۔ دنوں کی قیمت میں کوئی فرق نہیں۔ چار تو رکا پیکنگ دس آنے ۱۰۔

لذت۔ سنجھ پر تاک خرچ ہہرتا ہے۔ اگر مرد و بھن ایک سارے سنجھائیں تبت بھی بھی ڈاک خرچ ہو گا۔ دو نوں ایک سارے سنجھائیں کافیت ہو۔

دار الفیض رحمانی۔ دیوبند (بڑی)

پاکستان کا نام۔ شیخ علیم اللہ صاحب مکتبی ۲/۵

(نامہ تابوداری)

اس پر قریبی مع ڈاک خرچ میکر سیمیں میں درد

فریلے۔ یہاں سے مال روپا کر دیا جاتے گا۔

DARULFAIZ
RAHMANI. DEOBAND. U.P.